لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَاءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوْا اللّٰہَ مِن فَضْلِہِ إِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا

مردوں کوان کاموں کا ثواب ہے جوانہوں نے کئے اور عورتوں کوان کاموں کا ثواب ہے جوانہوں نے کئے،
اور خدا سے اس کا فضل (وکرم) مانگتے رہو، بےشک اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔ (النساء)

خطباتِ حبّان

برائے دخترانِ اسلام

یعنی خطابات

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبّان رحیمی ایم ڈی چرتھاولی حفظہ اللہ

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامتؒ پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامتؒ جلال آبادی) مدیر دارالعلوم محمدیہ بنگلور

﴿جلد سوم﴾

مرتب

ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مهتمم دار العلوم محمديه بنگلور

ناشر

مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	خطبات حبان (برائے دختران اسلام) (جلدسوم)
خطبات	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی
مرتب	:	ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
کتابت وتزئین	:	مولانا فہیم الدین قاسمی سیتامڑھی، حبان گرافکس بنگلور
باہتمام	:	مولانا محمد طیب قاسمی
تعداد	:	تین ہزار (۳۰۰۰)
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

﴿مرتب کا مکمل پتہ﴾

RAHEEMI SHIFA KHANA
#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
1	انتساب	11
2	تاثرات	12
3	پیش لفظ	15
4	نیت اور عقیدے کا صحیح ہونا لازمی ہے	17
	نیت کی درستگی ضروری ہے	18
	اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہے	19
	عبرت ناک واقعہ	19
	اللہ تعالیٰ بے نیاز ہیں	21
	اچھی صحبت کا اثر	22
5	شریعت کی برکت سے اسلام قبول کیا	24
	حکم شرعی پر عمل ایک عیسائی عورت کے اسلام کا سبب بن گیا	25
	ایک انگریز روزے رکھتا ہے	26
	اسلام کا کوئی حکم فائدہ سے خالی نہیں	27
	براؤن کا قبول اسلام	28

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
	ایک پادری نے اسلام قبول کیا	28
	فتح مکہ پر حضور ﷺ نے سب کو معاف کر دیا	29
	قتل خون، اور سود کی حرمت	29
	آخر کار وحشی کا اسلام بھی قبول	30
	عکرمہ کا اسلام بھی قبول کر لیا	30
6	آزادیٔ نسواں ایک دھوکہ ہے	32
	رومن امپائر کے دور میں عورت کی حیثیت	33
	عیسائیت نے بھی عورت پر الزام لگایا	33
	یونانی لوگ عورت کو کم عقل کہتے تھے	34
	اسلام نے عورت کو جائداد میں حصہ دار بنایا	35
	سب سے پہلے اسلام نے عورت کا مقام بڑھایا	35
	اسلام نے عورت کو حقیقی آزادی عطا کی	36
	اسلام عورتوں کو مرد کے برابر حقوق دیئے	37
7	ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا جن کی فریاد عرش پر سنی گئی	38
	طلاق ایک دلچسپ مقدمہ	39
	امت کیلئے ایک سبق	41
	قرآن کے واقعات سبق آموز ہیں	42
8	نقاب دور جدید میں (مکالمہ)	43
	تعلیم کا مطلب کیا ہے؟	44
9	زوجہ عثمان غنی نائلہ بنت الفرافصہ رضی اللہ عنہا	50
	نئی دلہن کو اچھی نصیحتیں کی جائیں	52

	اچھے اخلاق سے بیوی کا رتبہ بلند ہوتا ہے	53
	حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت	55
	بیوی حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ	56
	حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کی کرامت	57
	حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کا خط معاویہ کے نام	59
10	گمراہ لوگوں کو دنیا میں عبرتناک سزائیں	61
	ایک عبرت آمیز واقعہ	63
	عذاب کا ایک اور واقعہ	64
11	ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب	67
	حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اسلام کیلئے قربانی	68
	حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا نکاح	69
	آپ ایثار و وفا اور اخلاق فاضلہ کی حامل تھیں	69
	آپ عقل فراست میں ممتاز	70
	آپ کو حصول علم کا بہت شوق تھا	70
	آپ اچھی معالجہ بھی تھیں	71
12	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات	72
	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں کیلئے	74
	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بدعاء	75
	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک انوکھا معجزہ	75
	اونٹ کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا	76
	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو معجزے	77

13	فیشن پرستی کا بھیانک انجام	80
	بے نمازی اور بے حیاء عورت کا دردناک واقعہ	81
	ایک فیشنل لڑکی کو قبر کا عذاب	83
	اسلام نے پاکی کا درس دیا	84
	آنکھوں دیکھا عذاب قبر	85
	ایک فیشن کی دلدادہ لڑکی کی مسلمان عورتوں کو نصیحت	86
	بناؤ سنگھار بھی عبادت بن جاتا ہے	88
14	شہادت میں دو عورتوں کی گواہی	90
	علماء کا اس امر پر اتفاق ہے	92
	جدید ماہرین کی تحقیقات	92
	عورتوں میں عقل کی کمی	93
	آزادی کے نام پر عورتوں کی تذلیل	93
15	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی شجاعت اور عقل وفہم	95
	خواب میں ام المومنین رضی اللہ عنہا کا شرف حاصل ہونے کی بشارت	96
	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا خواب	96
	آپ کا حسب ونسب	97
	فتح خیبر	98
	آپ کا تحمل وضبط	99
	آپ کی مدینہ کو روانگی	100
	آپ کی صلی اللہ علیہ وسلم سے بے مثال محبت	100
	آپ کی جود وسخا	101

16	شہادت متاعِ ایمان ہے	103
	ہر مصیبت پر اللہ کے پاس اجر ہے	106
	شہادت کا نیا جوڑا	107
	خالد اللہ کے حضور میں	107
	دیگر ماؤں کے لئے سبق	108
17	رزق حلال کی برکت	109
	علامہ اقبال کی والدہ کا تقویٰ	110
	خواجہ قطب الدین کی والدہ کی نیکی	111
18	صالحہ عورت نیک نامی کا ذریعہ	113
	شریف بیوی خدا کی رحمت	114
19	صحابیات رضی اللہ عنہن کی قرآن سے محبت	118
	صحابیات کے گھروں میں بھی دینی مدارس	119
	حافظ قرآن اللہ کا دوست ہے	120
	صحابیات قرآن مجید کی حافظہ تھیں	121
	قرآن مجید میں صحابیات کا غور وتفکر	122
	جس دل میں قرآن نہیں وہ ویران ہے	123
	قرآن مجید صحابیات کا عمل	124
20	حضرت فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا	126
	فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا کا نکاح	128
	عبداللہ ابن الحسن رضی اللہ عنہ کے فضائل اور وفات	128
	فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا بڑے مقام پر فائز تھیں	129

	فاطمہ حق گو اور جرأت مند تھیں	130
	فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا کے اخلاق کریمانہ	130
	عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے یہاں آپ کی عزت	131
	وفات اور تدفین	132
21	ہندوستان کی بہادر بیٹی عابدی بیگم	133
22	قرآن مجید کی حقانیت اور صداقت	140
	عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قرأت سے انگریز کا کلیجہ پھٹ گیا	146
	قرآن مجید کا معجزہ	147
	دینداری کی بنیاد پر شادی کی جائے	149
	انٹرنیٹ اور فلمی اشتہارات کی تباہ کاریاں	150
	مسلمان عورتوں کیلئے خوشخبری	152
	اسلام خونی رشتوں کو اہمیت دیتا ہے	154
	اسلام کامیاب اور مہذب زندگی چاہتا ہے	155
23	پڑوسیوں کے ساتھ ہمارا حسن سلوک	158
	حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا پڑوسی سے حسن سلوک	161
	پڑوسیوں سے ہمارا نازیبا سلوک	163
	پڑوسی کے حقوق	164
24	حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی قربانیاں	166
	حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی حق گوئی	168
	حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو فرعون کی نصیحت	169
	حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا پر فرعون کے مظالم	170

	حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو جنت کا محل دنیا میں نظر آ گیا	171
25	اسلام میں عورت کا مقام اور عروج	173
	زمانہ جاہلیت میں عورت پر درندگی	174
	زندہ دفن کرنے کا واقعہ سن کر سرکار مدینہ ﷺ اشکبار ہو گئے	175
	آپ ﷺ کے ذریعہ عورت پر اللہ کی رحمت کا سایہ	176
	افضل ترین عورت	178
	بیٹی کی بخشش پر نجات کا وعدہ	179
	ماں کا مقام	180
	بیوی کا رتبہ	181
	میاں بیوی میں الفت ومحبت	182
26	لباس کی اہمیت	184
	جاہلیت میں عورتیں حسن کی نمائش کرتی تھیں	185
	لباس کا مقصد اصلی	186
	نمائش کیلئے لباس ذلت کا سبب ہوگا	187
	باریک لباس پہننے کی ممانعت	188
	مالدار کو اچھا لباس پہننا چاہئے	189
27	بندوں سے اللہ تعالیٰ کی محبت	192
	ایمان لانے سے پچھلے تمام گناہ معاف	193
	برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیا جاتا ہے	194
	ناقابل یقین گناہ	196
	ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کی عظیم توبہ	197

	نناوے قتل کرنے والے کی مغفرت	198
28	توبہ میں نصوحا کا مقام حاصل کریں	200
	نصوح نامی شخص کی مثالی توبہ	202
	بنی اسرائیل کے بادشاہ کا واقعہ	206
	اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں	207

☆☆☆

انتساب

دینِ اسلام کی معینِ اول، مال اور جان کی قربانی دینے والی، سرورِ کونین ﷺ کو دلاسہ اور تسلی دینے والی، ہزاروں دشمنانِ اسلام کے درمیان واحد محبت کے پھول نچھاور کرنے والی، آل رسول ﷺ کی ماں سیدہ الطاہرہ رضی اللہ عنہا جود وسخا کی عظیم پیکر حضرت ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔

اور

محدثہ جلیلہ، جگر گوشۂ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ امینِ محبت، حمیرۂ کامل، پیکرِ علوم نبوت حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور تمام ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

کی جانب انتساب اور ثواب معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ نے ان کو امہات المومنین والمسلمین رضی اللہ عنہن اور حرم نبوی ﷺ ہونے کا شرف بخشا، جن کو عالمِ اسلام کے جملہ فرزندانِ توحید و دختران اسلام ام المومنین کہنے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ جن کو سرورِ کونین ﷺ کے ساتھ شب وروز رہنے اور علوم نبویہ کو حاصل کرنے کا خوب شرف حاصل ہوا۔

امہات المومنین کا ادنیٰ فرزند اور غلام

محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی

تاثرات

محترمہ ڈاکٹر امۃ البریرہ عرف فہمیدہ سفیان ریگل میڈیکل سینٹر دہلی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ.

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے محبوب سرور کائنات حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ یہ ایمان اور عقیدہ عطا فرمایا کہ بچہ کا پہلا مکتب اور مدرسہ ماں کی گود ہے، ماں ہی وہ برگزیدہ ہستی ہے جس کے بارے میں سرکارِ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ماں کے پاؤں تلے جنت ہے اور باپ جنت کا دروازہ ہے، والدین اولاد کے لئے ایسا عظیم الشان شجر برگ وبار ہے جس کی دوسری کوئی نظیر دنیا میں نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک بار دوران سفر آپ ﷺ اپنی اونٹنی سے اتر گئے اور صحابہ کو اسی جگہ ٹھہرنے کا حکم فرمایا، معلوم ہوا کہ یہاں آپ ﷺ کے والدین کی قبریں

ہیں،حضورا کرم ﷺ دیرتک کچھ پڑھتے رہے اورروتے رہے،آپ ﷺ کی آواز سن کر صحابہ بھی رونے لگے، ظاہر ہے کہ جو ہستی پوری کائنات کے لئے رحمۃ اللعالمین ﷺ بنا کر بھیجی گئی ہو وہ والدین کے اکرام اور محبت سے کیسے خالی رہ سکتی تھی۔حضور ﷺ کا ہر عمل انسان کے لئے راہ ہدایت اور صراط مستقیم ہے۔میں اپنے پیارے پروردگار رب العالمین اور آقا سید المرسلین ﷺ کے صدقہ اور طفیل سے اس بات کو سمجھتی ہوں کہ ایک بیٹی کے لئے باپ کتنی عظیم الشان دولت ہے اور ماں کی آغوش کیسی بڑی نعمت ہے،ہم سبھی بھائی اور بہن اس معاملہ میں بے حد خوش نصیب ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسا خاندان،کنبہ اور ایسے نانا،دادا،ماموں اور خالہ عطا فرمائے کہ جن کے عمل سے ان کی اولادوں کو سبق اور صحیح تربیت حاصل ہوئی ہے اور ایمان کی پختگی اور عملی زندگی ورثہ میں ملی ہے،ہم نے مدرسہ اسکول سے زیادہ آداب زندگی اپنے والدین سے سیکھے ہیں۔جنہوں نے ہر پل ہماری تربیت فرمائی اور ملک کا اچھا شہری اور معاشرہ کی ایک اچھی بیٹی بنایا۔مجھے جب سے زندگی کا شعور حاصل ہوا ہے میں نے کبھی والدین کو شریعت کے خلاف نہیں دیکھا انہوں نے اپنے ہر غم وخوشی کو شریعت کے آئینے میں دیکھا ہے۔

مجھے فخر ہے اپنے برادرِ اکبر ڈاکٹر محمد فاروق اعظم قاسمی اور ان کی شریک حیات محترمہ حفصہ فاروق صاحبہ پر جو والدین کے مطیع اور محبّ نظر ہیں۔ان کا طریقہ کار ہماری زندگی کا بھی نصب العین ہے۔

اسی لئے ہماری خواہش رہی ہے کہ امت کی بیٹیوں میں دینی شعور پیدا ہو اور وہ اپنے ہر کام میں شریعت کے احکام کو مدنظر رکھیں،میں نے اپنے والد بزرگوار کو اسی فکر مندی میں دیکھا ہے،انہوں نے ہمیشہ یہ کوشش کی کہ مسلمانوں کی بچیوں کے سدھرنے اور ان کی تربیت کرنے کے ایسے ذرائع پیدا ہوں جو فطرت کے عین مطابق

ہوں اور وہ ذرائع شریعت مطہرہ کے احکام ہیں۔مجھے قلبی مسرت حاصل ہوئی جب مجھے معلوم ہوا کہ قبلہ والد صاحب کی تقاریر کا تیسرا مجموعہ ''خطبات حبان، برائے دختران اسلام'' شائع ہو رہا ہے۔اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو بھرپور قبولیت عطا فرمائے اور ابو حضور کی یہ مبارک کاوش ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پسندیدہ عمل بن کر ذریعہ نجات بنے اور طالبات اس سے فیضیاب ہو کر اپنی زندگیوں میں انقلاب پیدا کریں،آمین ثم آمین!

ناکارہ بیٹی

امۃ البریرہ عرف فہمیدہ سفیان

عالمی منزل،شاہ گنج دہلی

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ.

اللہ تعالیٰ بے انتہا کرم واحسان ہے کہ اس نے اپنے حبیبِ پاک ﷺ کے طفیل دختران اسلام کے متعلق کچھ دردمندی کا احساس عطا فرمایا۔ مجھے اس بات کا حقیقتاً احساس ہے کہ نہ ہی معلم ہوں نہ صاحب قلم نہ ہی داعی اور مجھے خود اپنی بے علمی کا شب وروز احساس ہے۔ شاید اسی احساس اور جذبہ نے مجھے دختران اسلام کے متعلق کچھ لکھنے پر مجبور کیا ہے۔ اصلاحِ حال کے لئے ہر شخص کا اپنا حق ہے اور اصلاح امت کی فکر بھی ہر مومن کا شیوہ اور نصب العین ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی اصلاح کی فکر کریں۔ جس طرح مرد حضرات عورتوں کی مادی ضروریات کے کفیل ہیں اسی طرح ایک مومن کے لئے لازم ہے کہ دینی ضروریات اور اصلاحات کی بھی کفالت کا فریضہ انجام دے۔

شائع ہونے والی یہ جملہ تقاریر کچھ عزیزم حضرت مولانا مفتی محمد ارشد جمیل رشیدی مدظلہ، حضرت مولانا محمد محبوب قاسمی، کی کاوشوں کا ثمرہ ہے۔ اس بے علم وعمل پر ب کریم کا یہ احسان ہے کہ دارالعلوم محمدیہ سے منسلک علماء کرام کی ایک جماعت بندہ کے ساتھ لگی رہتی ہے اور جو بھی حسب حال کہا جاتا ہے اس کو قلمبند کر لیتے ہیں۔ یہ اس ناکارہ کا کمال نہیں بلکہ میرے ان جملہ دوستوں کی محبت اور عقیدت کا ثمرہ ہے کہ ''خطباتِ حبان برائے دختران اسلام'' شائع ہوکر آپ کے ہاتھوں میں ہیں۔ میرے دوستوں کی دیرینہ خواہش رہی کہ اسی طرح کے خطبات کا سلسلہ مزید طویل ہواور مسلسل اشاعت ہوتی رہے۔ اللہ تعالیٰ ناشر محترم حضرت مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ دیوبند جزائے خیر عطا فرمائے اور اصلاحی خطبات کا یہ سلسلہ یوں ہی آگے بڑھتا رہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکرگزار ہوں کہ پروردگار ان خطبات کو دختران اسلام کے لئے نافع بنائے اور اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے، اور حضرت حبیب الامت عمت فیوضہم کے فیوض وبرکات تادیر جاری وساری رکھے، آمین!

خادم

محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

خانقاہ رحیمی، دارالعلوم محمدیہ بنگلور کرناٹک

نیت اور عقیدے کا صحیح ہونا لازمی ہے

اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم. قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَانَوٰى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوْ اِمْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ. اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

سارے عمل نیت سے ہیں اور آدمی کیلئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی تو جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے

رسول کی طرف سمجھی جائے گی اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے شادی کرنے کیلئے ہوگی تو اس کی ہجرت اسی کیلئے ہوگی جس کیلئے اس نے ہجرت کی۔

معزز معلمات اور بزرگ خواتین! آج کی اس بابرکت مجلس میں جہاں بڑی بڑی معلمات اور قرآن وحدیث پر گہری اور عمیق نظر رکھنے والیاں اور قوم ملت کا درد رکھنے والیاں اور دن ورات درس وتدریس کی خدمت انجام دینے والیاں رونق افروز ہیں۔ مجھے کچھ کہنا ایسا ہی ہے جیسے سورج کو چراغ دکھانا، لیکن الامر فوق الادب کے مصداق چند باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں گوش گزار کرنے کی جسارت کررہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

نیکی کی درستگی ضروری ہے

میں نے بخاری شریف کی پہلی حدیث آپ کے سامنے پڑھی ہے امام بخاری اس حدیث کے ایک حصے کو اپنی کتاب کے شروع میں شامل کرکے اس بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ جو نیک کام تم کرو تو سب سے پہلے اپنی نیت کو درست کرو شہرت یا ریا اور دکھاوے سے اپنے عمل کو پاک وصاف رکھو نیت کی درستگی سے چھوٹا سا عمل بہت بڑا بن جاتا ہے، اور نیت کے فساد اور بگاڑ کی وجہ سے بڑے سے بڑا عمل بیکار بلکہ وبال جان بن جاتا ہے، شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ریاکار عابد کا واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک بادشاہ نے اس کی دعوت کی جب یہ شخص کھانے کیلئے بیٹھا تو اپنے معمول سے بہت کم کھایا اور جب نماز کیلئے کھڑا ہوا تو معمول سے بہت زیادہ نماز پڑھی پھر جب رات کو گھر گیا تو اپنے بیٹے سے کہا کہ دستر خوان لگا تو بیٹے نے کہا کہ ابوجان آج تو بادشاہ سلامت کے یہاں دعوت تھی، طرح طرح کی چیزیں کھا کر آئے ہونگے پھر دستر خوان کس لئے تو جواب دیا کہ بیٹے کھانا تو کم کھایا لیکن نماز بڑی لمبی لمبی پڑھی تاکہ

بادشاہ کی نگاہ میں میری وقعت ہو تو بیٹے نے کہا کہ ابو جان نماز کی بھی قضا کر لیجئے اس لئے کہ آپ نے نماز اللہ کیلئے نہیں پڑھی بلکہ بادشاہ کو راضی کرنے کیلئے پڑھی ہے۔

اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہے

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِمِ یعنی اعمال کے اچھے اور برے ہونے کا اعتبار خاتمے پر ہے۔ نیز ارشاد ربانی ہے لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰی، انسان کے لئے وہی ہے جو اس نے کیا۔

دنیا میں اگر آدمی اچھے عمل کرے گا تو یقیناً اس کا اچھا ثمر اور پھل آخر میں پائے گا نیز ارشاد نبویؐ ہے کہ آدمی دنیا میں جس کے ساتھ محبت کرے گا اور جس کے طور اور طریقہ کو پسند کرے گا، مرنے کے بعد اس کا حشر اسی کے ساتھ کیا۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ، آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس نے محبت کی۔ خطبہ کے شروع میں جو آیت کریمہ میں نے تلاوت کی ہے اس کا شان نزول بھی یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک صحابی نے آکر عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ تو جنت میں اعلیٰ مقام پر ہونگے اور ہم لوگ تو وہاں پہنچ بھی نہیں سکتے کیسے آپ کا دیدار ہوگا تو اس موقع پر اللہ نے وہ آیتیں نازل فرمائی۔

عبرت ناک واقعہ

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں ایک عبرت آموز واقعہ بیان کیا ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا فتح محمد فرماتے ہیں کہ شیخ دہان تاجر روغن ایک بڑے عالم تھے جنہوں نے فرمایا کہ ”مکہ میں ایک عالم کا انتقال ہوگیا اور ان کو دفن کر دیا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد کسی دوسرے شخص کا انتقال ہوا تو اسکے وارثوں نے ان عالم صاحب کی قبر میں دفن کرنا چاہا۔ مکہ میں یہ دستور ہے کہ ایک قبر میں کئی کئی مردوں کو دفن کر دیتے ہیں۔

چنانچہ ان عالم صاحب کی قبر کھودی گئی تو دیکھا ان کی لاش کے بجائے ایک نہایت حسین لڑکی کی لاش رکھی ہوئی ہے اور صورت سے وہ یورپین معلوم ہوتی تھی، سب کو حیرت ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ اتفاق سے اس مجمع میں یورپ سے آنے والا شخص بھی موجود تھا، اس نے جو اس لڑکی کی صورت دیکھی تو کہا میں اس کو پہچانتا ہوں۔

یہ لڑکی فرانس کی رہنے والی ہے اور ایک عیسائی کی بیٹی ہے۔ یہ مجھ سے اردو پڑھتی تھی، اور مسلمان ہوگئی تھی۔ میں نے اس کو دینیات کے چند رسالے بھی پڑھائے تھے۔ اتفاق کہ یہ بیمار ہو کر مرگئی اور میں دل برداشتہ ہو کر نوکری چھوڑ کر یہاں چلا آیا۔ لوگوں نے کہا کہ اس کے یہاں منتقل ہونے کی وجہ تو معلوم ہوگئی کہ مسلمان اور نیک تھی لیکن اب یہ غور طلب بات ہے کہ عالم صاحب کی لاش کہاں گئی؟ بعض لوگوں نے کہا کہ شاید اس لڑکی کی قبر میں منتقل کردی گئی ہو۔

اس پر ان لوگوں نے اس سیاح سے کہا کہ تم حج سے واپس ہو کر یورپ جاؤ تو اس لڑکی کی قبر کھود کر دیکھنا کہ اس میں مسلمان عالم کی لاش ہے یا نہیں؟ اور کوئی صورت شناس بھی ساتھ بھیج دیا۔ چنانچہ وہ شخص یورپ گیا اور لڑکی کے والدین سے یہ حال بیان کیا۔ اس پر ان کو بڑی حیرت ہوئی کہ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ لڑکی کی لاش کو دفن تو کیا جائے، فرانس میں اور تم ان کی لاش مدینہ میں دیکھ لو۔ آخر یہ طے پایا کہ لڑکی کی قبر کھودی جائے۔ چنانچہ اس کے والدین نے اور چند لوگوں نے اس حیرت انگیز معاملے کی تفتیش کے لئے قبرستان جا کر اس لڑکی کی قبر کھودی تو واقعی تابوت میں اس کی لاش نہیں نہ تھی بلکہ اس کے بجائے وہ مسلمان عالم مقطع صورت وہاں دفن ہوئے تھے جن کو مکہ میں دفن کے گیا تھا۔

شیخ دہان نے فرمایا کہ اس سیاح نے ہمیں کسی ذریعہ سے اطلاع دی کہ اس عالم کی لاش فرانس میں موجود ہے۔ اب مکہ والوں کو فکر ہوئی کہ لڑکی کا مکہ پہنچ جانا تو

اس کے مقبول ہونے کی علامت ہے، اسکے مقبول ہونے کی وجہ بھی معلوم ہوگئی، مگر اس عالم کا مکہ سے کفرستان پہنچ جانا کس بناء پر ہوا، اسکے مردود ہونے کی وجہ کیا ہے اس کی بیوی سے پوچھنا چاہیئے۔

چنانچہ اس کے گھر گئے اور دریافت کیا کہ تیرے شوہر میں خلافِ اسلام کوئی بات تھی؟ اس نے کہا کہ کچھ بھی نہیں وہ تو بڑا غازی اور قرآن پڑھنے والا تہجد گزار تھا۔ لوگوں نے کہا سوچ کر بتاؤ کیونکہ اس کی لاش دفن کے بعد مکہ سے کفرستان پہنچ گئی ہے، کوئی بات اسلام کے خلاف اس میں ضرور تھی۔ اس پر بیوی نے کہا ہاں! میں اس کی بات پر ہمیشہ کھٹکتی تھی۔ وہ یہ کہ جب بھی ہمارے ساتھ مشغول ہوتا اور فراغت کے بعد غسل کا ارادہ کرتا تو یوں کہتا کہ نصاریٰ کے مذہب میں یہ بڑی اچھی بات ہے کہ ان کے یہاں غسل جنابت فرض نہیں۔ لوگوں نے کہا بس یہی بات ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسکی لاش کو مکہ سے اسی قوم کی جگہ پھینک دیا جن کے طریقے کو وہ پسند کرتا تھا۔

یہ شخص عالم، متقی اور پورا مسلمان تھا، مگر تفتیش کے بعد معلوم ہوا کہ اس میں بات کفر کی موجود تھی کہ وہ کفارہ کے ایک طریقے کو اسلامی حکم پر ترجیح دیتا تھا اور استحسان کفر، کفر ہے اس لئے وہ شخص پہلے ہی مسلمان نہ تھا۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر جگہ لاش منتقل ہو جایا کرے مگر اللہ تعالیٰ کہیں ایسا بھی کر کے دکھلا دیتے ہیں تاکہ لوگوں کو عبرت ہو کہ بددینی کا نتیجہ یہ ہے۔

اللہ تعالیٰ بے نیاز ہیں

حکم شرعی پر عمل نہ کرنا اور چیز ہے، اس کا انکار کرنا اور، اس کی تحقیر و تذلیل کرنا یہ موجب کفر ہے، ایک شخص زندگی بھر نماز نہیں پڑھتا لیکن نماز کو فریضۂ خداوندی سمجھتا ہے اور اس کی اہمیت دل میں ہے تو یقیناً یہ شخص مسلمان ہے، اور ایک عالم احکام شرع

پر عمل کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ شریعت کے کسی ایک حکم کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے، تو یہ شخص کافر ہے اگرچہ لوگ دنیاں میں اسے دیندار اور نیک سمجھتے ہیں لیکن اللہ کے یہاں اس کا نام کافروں کی فہرست میں درج کیا ہوا ہے، اور اللہ تعالیٰ تو بالکل ہی بے نیاز ہیں نہ ہماری عبادت کے محتاج اور نہ ہی ہماری دین کی خدمت کے محتاج ہے بلکہ اللہ تعالیٰ تو غیروں سے بھی اپنے دین کا کام لے لیتے ہیں چنانچہ ایک شخص صحابہ کرام کے ساتھ کافروں سے جنگ کر رہا تھا اور بڑی کثرت سے دشمنوں کو قتل کر رہا تھا صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ شخص بڑا بہادر ہے کتنے کافروں کی گردن اڑا دی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص تو جہنمی ہے، صحابۂ کرام کو بہت تعجب ہوا کہ اتنی بہادری کے ساتھ دشمنوں کا مقابلہ کر رہا ہے اور آپ ﷺ اسے جہنمی فرما رہے ہیں، چنانچہ ایک صحابی اس کے پیچھے لگ گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اسے دشمن کا کوئی تیر لگا جس کو برداشت نہ کر کے اس نے خودکشی کر لی۔ پھر انہوں نے آپ ﷺ کو آکر مطلع فرمایا۔

ایک موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمائے کہ مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ.
جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اسی میں سے ہوگا۔ اس لئے ہمیشہ اچھے لوگوں کی ہی صحبت اختیار کرنی چاہیئے کسی شاعر نے کہا ہے۔ ؎

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

اچھی صحبت کا اثر

اچھوں کی صحبت اور ان کے ساتھ اٹھک بیٹھک آپ کو نیک اور اچھا بنائے گی اور بروں کی صحبت آپ کو برا ہی بنائے گی۔ حضرت نوح علیہ السلام کا لڑکا (جس کا نام یام

اورلقب کنعان تھا) بروں کا ہمنشین ہوا اوران کی صحبت اختیار کی، تو اس کا نتیجہ بھی برا ہوا، اسی طرح ان کی ایک بیوی نے بھی (جس کا نام واعلہ تھا) کافروں کی صحبت اختیار کی تو وہ بھی مشرکوں اور کافروں کے ساتھ غرق آب ہوئی اور اصحاب کہف کے کتے نے نیکوں کی صحبت اختیار کی تو اس کا نتیجہ بھی نیکوں کے ساتھ ہی ہوا۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز اور شہرہ آفاق کتاب گلستاں میں ایک واقعہ ذکر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک دوست نے مجھے غسل کرنے کیلئے مٹی لاکر دی (اس زمانہ میں صابن کی جگہ مٹی ہی کا استعمال کیا کرتے تھے) جو بڑی ہی خوشبودار تھی تو میں نے مٹی سے پوچھا کہ تو مشک ہے یا عنبر تو اس نے کہا کہ نہ میں مشک ہوں نہ عنبر لیکن ایک طویل زمانہ تک پھولوں کی صحبت میں رہی ہوں اسلئے میرے اندر بھی ان پھولوں کی خوشبو آ گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو نیک لوگوں کی صحبت و ہمنشینی اور اللہ ورسول سے سچی محبت عطا فرمائے اور آخرت میں انبیاء صدیقین اور شہداء اور صالحین کی رفاقت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

شریعت کی برکت سے اسلام قبول کیا

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

اے ایمان والو! قائم رہو انصاف پر گواہی دو اللہ کی طرف کی اگرچہ نقصان ہو تمہارے ماں باپ کا یا قرابت داروں کا والوں کا۔

محترم ماؤں بہنوں! اللہ تعالیٰ کا ہم پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اللہ نے ہم کو پیدا فرما کر مسلمان بنایا اور امت محمدیہ میں سے بنایا، کسی نبی کو وہ فضیلت نہیں جو ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کو حاصل ہے۔ اسی طرح کسی امت کو وہ فضیلت ومرتبہ

حاصل نہیں جو اللہ نے امت محمدیہ کو عطا فرمایا، ایک حدیث میں اس امت کی فضیلت و منقبت کے تعلق سے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ. میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ یہ حدیث تو انتہائی ضعیف ہے مگر موضوع نہیں اس لئے کہ اس حدیث کے شواہد و متابع موجود ہیں، ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ ۔علماء نبیوں کے وارث ہیں۔ لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جب آپ ﷺ نے یہ فضائل ومناقب بیان فرمائے تو ہماری بھی بہت ساری ذمہ داری ہے جس کا ادا کرنا ہمارا دینی فریضہ ہے۔ ہم مسلمان ہیں جس کے معنی فرمانبرداری کے ہیں۔ اللہ کے ہر حکم کی فرمانبرداری اور اطاعت ضروری ہے اور ہر ہر امر میں اللہ کے رسول کی اطاعت ضروری ہے ہم اپنے آپ کو شریعت پر عمل کر کے دوسروں کیلئے نمونہ بنیں ہمارا طور وطریقہ ہمارا رہن سہن ہماری نشست و برخاست، ہماری سماجی اور معاشرتی زندگی ہمارے معاملات اپنوں اور غیروں کیساتھ، ہمارا سلوک اس طرح ہو کہ دوسرے لوگ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ پائیں۔ میں جو آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی اس میں اللہ تعالیٰ نے انصاف قائم کرنے کا حکم دیا قطع نظر وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم حتی کہ اگر گواہی دینی پڑے اور یہ گواہی اپنے والدین اور گھر والوں کے خلاف بھی ہے تو بھی گواہی انصاف کے ساتھ دو۔

حکم شرعی پر عمل ایک عیسائی عورت کے اسلام کا سبب بن گیا

میری معزز ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے دل میں گوشت کا ٹکڑا رکھا ہے نہ کہ پتھر اور اسلام کی تعلیم ایسی جاذبیت اور کشش رکھتی ہے کہ جب اس پر سختی اور پابندی سے عمل پیرا ہوں تو دوسروں کو اپنی طرف مائل کئے بغیر نہیں رہتی۔

چنانچہ ایک عیسائی عورت کے اسلام کا واقعہ میں پیش کرتا ہوں: گلاسکو میں جماعت گئی تو وہاں ایک ساتھی بیمار ہو گیا۔ وہ تین دن ہسپتال میں رہا تین دن مسلسل ایک نرس آتی رہی دیکھ بھال کے لئے تیسرے دن وہ کہنے لگی میں تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں وہ ساتھی بڑا حیران ہوا اس سے پوچھا اس کی وجہ کیا ہے تو نرس کہنے لگی اللہ نے مجھے اتنا حسن دیا ہے جو میری طرف دیکھتا ہے اس کی نگاہیں ہٹتی نہیں ہیں، لیکن تمہارے اندر وہ کون سی قوت ہے کہ جب بھی میں تمہارے سامنے آتی ہوں تو تم اپنی نظروں کو جھکا لیتے ہو اسی کشش اور بات کی وجہ سے میں تمہاری طرف راغب ہوئی ہوں تو وہ ساتھی کہنے لگا میرے اور تیرے راستے تو جدا جدا ہیں۔ تو عیسائی، میں مسلمان۔ تو وہ کہنے لگی تم مجھے جو کہو گے میں وہ کروں گی، اگر تم کہو گے تو میں مسلمان بھی ہو جاؤں گی۔ نوکری بھی چھوڑ دوں گی اس طرح وہ ایک سنت کے اہتمام کی برکت سے مسلمان ہو گئی۔

میں آپ سے پوچھتا ہوں کیا اس صالح نوجوان کو اس عیسائی عورت کے مسلمان ہونے کے سبب سے ثواب اور نیکی نہیں ملے گی، یقیناً اس کو بھی ثواب ملے گا اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جائیں گی۔ ہم کو بھی ایسے ہی کام کرنے چاہئیں جو مرنے کے بعد اولیٰ اور لامحدود اور غیر منقطع زندگی میں کام آئیں۔ اسی سے ملتا جلتا ایک اور واقعہ عرض کرتا ہوں۔

ایک انگریز روزے رکھتا ہے

ایک بار حضرت مولانا طارق جمیل لاہور والوں نے بتایا کہ ”مجھے ایک صاحب ملے کہنے لگے میں روزے رکھتا ہوں! امریکن تھا میں نے کہا وہ کیوں تم تو غیر مسلم ہو؟ کہنے لگا وہ ایسے کہ سال میں کچھ وقت انسان کو ایسا گزارنا چاہئے کہ وہ ڈائٹنگ کر کے

اپنا نظام ہضم کو کچھ عرصہ فارغ رکھے۔اس طرح اس کے اندر موجود رطوبتیں جو وقت کے ساتھ زہر میں تبدیل ہوجاتی ہیں، روزے سے ختم ہوجاتی ہیں۔ان خطرناک رطوبتوں کے ختم ہونے سے بہت سے پیچیدہ امراض کا خاتمہ ہوجاتا ہے،اور اس طرح نظام ہضم پہلے سے مضبوط ہوجاتا ہے۔اس لئے میں نے اور میری بیوی نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم مہینے میں اس طرح روزہ رکھ کر ڈائٹنگ کریں گے۔میں نے کہا ہمیں یہ سنت دین میں بتائی گئی ہے کہ ہر مہینے ایام بیض کے تین روزے رکھیں بالخصوص وہ لوگ جو غیر شادی شدہ ہوں ان کے اندر ایک ڈسپلن صبر اور ضبط نفس پیدا ہوتا ہے۔

اسلام کا کوئی حکم فائدہ سے خالی نہیں

اسلام کا کوئی چھوٹا سے چھوٹا حکم ہو اس پر عمل کرنے سے جہاں ہمارا دینی فائدہ ہوتا ہے کہ نیکیاں ملتی ہیں، وہیں ہمارا جسمانی فائدہ ہوتا ہے کہ صحت وتندرستی برقرار رہتی ہے، مثلاً نماز ہی کو لے لیجئے صبح سویرے اٹھ کر جب فجر کی نماز پڑھیں تو ساری سستی اور کاہلی دور ہوجاتی ہے جو پابند، صوم وصلوٰۃ اگر کوئی نماز ان کی فوت ہوجائے تو اس وقت تک انہیں چین نہیں آتا جب تک اس کو ادا نہ کرلیں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کوئی چیز گم ہوگئی، ہم کو دین پر عمل پیرا ہونے اور اس کو مضبوطی سے پکڑنے کی ضرورت ہے تاکہ ہمارا یہ عمل دوسروں کے لئے نمونہ بنے اور اسلام کی طرف راغب کرے۔

فلپائن کے مشہور اداکار رابن پوڈیلا نے بھی فن کو خیر باد کہہ کر اسلام قبول کرلیا ہے۔ان دنوں وہ اسلحہ رکھنے کے جرم میں اکیس سالہ قید کاٹ رہے ہیں، چوبیس سالہ رابن کا کہنا ہے کہ اسلام نے مجھے جذباتی اور روحانی طور پر مزید مستحکم بنادیا ہے۔اس سال میں نے جیل میں پہلی بار رمضان کے روزے بھی رکھے ہیں۔انہوں نے فلپائنی عوام سے کہا ہے کہ وہ تعصب اور جھوٹ ونفرت کو ختم کرکے اسلام کو بہتر طور پر

سمجھنے کی کوشش کریں۔کنیڈا کے پاپ اسٹار اور وینگ براؤن نے گزشتہ دنوں جدہ میں اسلام قبول کرلیا ہے اور اب انہوں نے اپنا اسلامی نام محمد براؤن رکھا ہے، مزکورہ پاپ اسٹار جو کنیڈا میں عالمی شہرت یافتہ ڈانسر اور مائیکل جیکسن کے بھائی جمی جیکسن کے ساتھ اپنے شو کا مظاہرہ کیا کرتا تھا۔

براؤن کا قبول اسلام

جب جمی جیکسن نے اسلام قبول کیا تو پہلی بار لفظ اسلام سے براؤن مانوس ہوا، براؤن جس کی پیدائش وپرورش خالص کیتھولک گھرانے میں ہوئی، جمی جیکسن حج بیت اللہ کی ادائیگی کے بعد سعودی عرب سے اسلام کے موضوع پر کتابیں لائے جن کے مطالعہ کے بعد وہ اسلام کی جانب مائل ہوا محمد براؤن بتاتے ہیں کہ اسلام کے موضوع پر کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد اسلام کی حقانیت مجھ پر واضح ہوتی چلی گئی ورنہ اس سے قبل اسلام کو میں ایک دہشت گرد اور ازکار رفتہ دین سمجھتا تھا مگر کتابوں کے مطالعہ نے مجھ پر ایک نئی دنیا روشن کرائی، ایک مرتبہ میں اپنی والدہ کے پاس نیویارک گیا جہاں میری قیام گاہ کے قریب ہی پانچ وقت بلند آواز سے اذان کہی جاتی تھی چنانچہ ہر اذان کی آواز میرے دل کی دنیا میں ہلچل مچانے لگی اس کے بعد جذبۂ شوق کی رفتار مجھے مصر اور سعودی عرب لے گئی جہاں میں نے نہایت قریب سے مسلم معاشرہ اور ماحول کا مطالعہ کیا بالآخر میں نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کردیا۔

پادری نے اسلام قبول کیا

سوانح یوسفی میں لکھا ہے کہ ایک جماعت جاپان میں گئی وہاں کا جو سب سے بڑا پادری تھا اس کے گرجے میں ٹھہری کیونکہ وہاں گرجہ تو اتوار والے دن ہی کھلتے ہیں باقی دن بند رہتے ہیں تو تیسرے دن وہ پادری آیا اور کہنے لگا میں مسلمان ہونا چاہتا

ہوں۔ ساتھی بڑے حیران ہوئے اس سے وجہ پوچھی تو کہنے لگا میرے اندر اتنی روحانیت ہے کہ اس کی ادنیٰ طاقت میں آپ لوگوں کو بتلاتا ہوں پھر اس نے غالباً بیس فٹ کے فاصلے پر ایک ساتھی کو کھڑے ہونے کو کہا اور دور سے اپنے ہاتھوں کو جھٹکا دے کر نیچے کیا تو وہ ساتھی گر گیا وہ پادری کہنے لگا یہ تو میری ادنیٰ طاقت کا نمونہ ہے۔ او رکہا کہ میں نے آپ لوگوں کو وضو کرتے دیکھا سنت کے مطابق تو مجھے اس جگہ نور ہی نور نظر آیا اور پھر کہا کہ جہاں میری اعلیٰ طاقت کا نور ختم ہوتا ہے وہاں سے سنت کا نور شروع ہوتا ہے۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا۔

فتح مکہ پر حضور ﷺ نے سب کو معاف کر دیا

خواتین اسلام جب مکہ فتح ہوا تو حرم کے صحن میں کس حرم کے صحن میں؟ جہاں آپ ﷺ کو تکلیفیں پہنچائی گئیں آپ کے قتل کی تجویز منظور ہوئی سارے سردار مغلوبانہ کھڑے تھے اور پیچھے دس ہزار خون آشام تلواریں آپ ﷺ کے ایک اشارے کی منتظر تھیں کہ یکا یک زبان مبارک کھلتی ہے اور سوال ہوتا ہے کہ بتاؤ قریش میں تمہارے ساتھ آج کیا معاملہ کرونگا۔ قریش نے کہا کہ محمد تو ہمارا شریف بھائی اور شریف بھتیجا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج میں وہی کہتا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے ظالم بھائیوں سے کہا تھا: لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اِذْهَبُوا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ. آج تم پر کوئی الزام نہیں جاؤ تم سب کے سب آزاد ہو۔

قتل، خون اور سود کی حرمت

آخری حج یعنی ''حجۃ الوداع'' کا موقع ہے شمع نبوت کے ارد گرد ایک لاکھ سے زائد پروانوں کا ہجوم ہے تمام انسانوں کو خدا تعالیٰ کا آخری پیغام پہونچایا جا رہا ہے

لیکن دیکھو کہ قدم قدم پر اپنی ذاتی نظیر اور عملی مثال بھی پیش کی جا رہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا آج عرب کے تمام خون باطل کئے جاتے ہیں یعنی تم سب اپنے قاتلوں کو معاف کرو اور سب سے پہلے میں اپنے بھتیجے ربیعہ بن حارث کا خون معاف کرتا ہوں۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا آج عرب کے تمام سودی لین دین اور بیوپار توڑے جاتے ہیں اور سب سے پہلے میں اپنے چچا عباس بن عبد المطلب کا سودی بیوپار توڑتا اور باطل کرتا ہوں۔

آخر کار وحشی کا اسلام بھی قبول

جب مکہ فتح ہوتا ہے تو وحشی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قاتل بھاگ کر طائف چلا جاتا ہے وہ مقام بھی فتح ہو جاتا ہے پھر کہیں جاتا ہے تو وہ بھی جگہ فتح ہو جاتی ہے۔ اور کسی جگہ پناہ نہیں ملتی ہے لوگ اس سے کہتے ہیں کہ وحشی تم نے محمد ﷺ کو پہچانا نہیں محمد ﷺ کے دربار سے زیادہ پناہ کی کوئی جگہ نہیں ملے گی۔ پھر سیدھا در دولت پہ آتا ہے کلمہ پڑھتا ہے آپ ﷺ دیکھتے ہی سر جھکا لیتے ہیں پیارے چچا کی شہادت کا منظر سامنے ہوتا ہے۔ پوچھتے ہیں کیا وحشی ہو کہتا ہے ہاں! پھر پوچھتے ہیں کیا تم نے ہی میرے چچا کو قتل کیا ہے، کہتا ہے ہاں! پھر آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ وحشی جاؤ میرے سامنے نہ آیا کرو کہ شہید چچا کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

عکرمہ کا اسلام بھی قبول کر لیا

عکرمہ بن ابو جہل فتح مکہ کے بعد بھاگ کر یمن چلے جاتے ہیں۔ ان کی بیوی مسلمان ہو گئی تھیں اور آپ ﷺ کو پہچان چکی تھیں وہ یمن گئیں اور اپنے شوہر کو بہلا پھسلا کر لائیں۔ جب آپ ﷺ کو ان کے آنے کی خبر ہوئی تو ان کے استقبال کے

لئے اس تیزی اور دوڑ کر اٹھتے ہیں کہ جسم مبارک پر چادر نہیں رہتی اور جوش استقبال میں فرماتے ہیں مَرحَباً بِالرَّاكِبِ الْمُهَاجِر. مہاجر سوار تمہارا آنا مبارک ہے۔ یہ مبارک نامہ کس کو دیا جا رہا ہے؟ یہ معافی نامہ کس کو عطا کیا جا رہا ہے؟ جس کے باپ نے آپ کے قتل کی تجویز منظور کی تھی۔

ظالم سے لیا ظلم کا بدلہ نہ کسی وقت
مارا بھی تو اخلاق کی تلوار سے مارا

یہ ہے اسلامی تعلیم اللہ ہم کو اسلامی تعلیمات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

آزادیٔ نسواں ایک دھوکہ ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْهُنَّ عَلَيْهِنَّ. وَقَالَ تَعَالٰى، لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

"تم عورتوں کو وہیں رکھو جہاں خود اپنے ہوں اپنے مقدور بھر اور ان کو تنگ کرنے کے لئے ان کو تکلیف مت پہنچاؤ"۔ "مردوں کے لئے ان کی کمائی میں سے حصہ ہے اور عوتوں کے لئے ان کی کمائی میں سے حصہ ہے"۔

الٰہی ماؤں بہنوں بیٹیوں کو دینداری دے
الٰہی نئی پود کو فصل بہاری دے

بچالے مومنہ کو اے خدا مغرب پرستی سے
بچا اس شمع کو باد فنا کی چیرہ دستی سے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْأَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِ زَوْجِھَا وَوَلَدِھَا وَھِیَ مَسْئُوْلَۃٌ عَنْھُمْ. (بخاری)

یعنی عورت ذمہ دار، محافظ اور نگراں ہے اپنے شوہر کے گھر والوں کی اور اس کی اولاد کی اور ان کے بارے میں اس باز پرس ہوگی کہ اولاد کی نگرانی، پرورش، دیکھ ریکھ ،تربیت وغیرہ ،جیسی ذمہ داریاں ادا کرنے میں اس نے کوتاہی تو نہیں کی؟

رومن امپائر کے دور میں عورت کی حیثیت

خواتین اسلام، اور عزیزہ طالبات! قدیم معاشروں میں تقریباً ساری دنیا میں یہ صورت حال تھی کہ عورت کو مرد کے مقابلہ میں کم تر درجہ حاصل تھا۔ قدیم یونان میں ،انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (۱۹۸۴ء) کے الفاظ میں، عورت کا مرتبہ اتنا گرادیا گیا تھا کہ اس کی حیثیت بچہ پالنے والی غلام کی ہوکر رہ گئی تھی۔ عورتوں کو ان کے گھروں میں بند کردیا گیا تھا۔ وہ تعلیم سے محروم تھیں۔ ان کا کوئی حق نہ تھا۔ ان کے شوہر ان کو بس گھر کے سامانوں میں سے ایک سامان سمجھتے تھے۔

قدیم روم میں ایک عورت کی قانونی حیثیت کامل محکومی تھی، اولاً وہ اپنے باپ یا بھائی کی محکوم ہوتی تھی اور بعد کو اپنے شوہر کی۔ شوہر کو اپنی بیوی کے اوپر پدرانہ اختیار حاصل ہوتا تھا۔ قانون کی نظر میں عورت ضعیف العقل شمار ہوتی تھی۔

عیسائیت نے بھی عورت پر الزام لگایا

عیسائیت نے بھی صورت حال کو کچھ بہتر نہیں بنایا۔ ہر معاملہ میں، حتی کہ مذہبی معاملہ میں بھی عورت کو کم تر درجہ دیا گیا۔ کرنتھیوں کے نام ''پولس صول'' کے پہلے خط

میں درج ہے: پس فرشتوں کے سبب سے عورت کو چاہئے کہ اپنے سر پر محکوم ہونیکی علامت رکھے۔ (گنتی ا، کرنتھیوں)

قدیم زمانہ میں عورت کے ساتھ غلط سلوک کی وجہ وہی تھی جو دوسرے معاملات میں قدیم انسان کے یہاں پائی جاتی ہے۔ یعنی توہماتی عقائد، قدیم زمانہ میں ہر معاملہ میں انسان نے کوئی نہ کوئی بے بنیاد عقیدہ (Irrational belief) قائم کرلیا تھا۔ یہی بے بنیاد عقائد قدیم لوگوں کے لئے مذہب کی حیثیت رکھتے تھے اور انہوں نے سارے انسانی سلوک کو بگاڑ رکھا تھا۔

یونانی لوگ عورت کو کم عقل کہتے تھے

مثلاً قدیم یونانیوں نے عورت کے بارے میں عجیب وغریب طور پر یہ عقیدہ بنالیا تھا کہ اس کے منہ میں کم دانت ہوتے ہیں، برٹرینڈ رسل نے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے لکھا ہے۔

> Aristotle mantined the women have fewer teeth than men: although he was twice married, it never occurred him to verify statement by examining his wives' mouth.

ارسطو نے دعویٰ کیا کہ عورتوں کے دانت مردوں سے کم ہوتے ہیں۔ اگرچہ اس نے دوبار شادی کی۔ مگر ایسا کبھی نہیں ہوا کہ وہ اپنی بیویوں کے منہ کی جانچ سے اپنے اس بیان کی تصدیق کرے۔

اس طرح عیسائیت نے عورت کے بارے میں یہ غلط عقیدہ بنالیا کہ وہ آدم کو جنت سے نکالنے کی ذمہ دار ہے۔ عیسائیت میں عورتوں کو بہکانے والی کی نظر سے دیکھا گیا جو کہ آدم علیہ السلام کی غلطی کی ذمہ دار تھی، اور وہ دوسرے درجہ کی حیثیت رکھتی تھی۔

اسلام نے عورت کو جائداد میں حصہ دار بنایا

قدیم دنیا میں مختلف توہماتی خیالات کے تحت عورت کو حقیر سمجھ لیا گیا تھا۔اس کے نتیجہ میں عورت کو جن حقوق سے محروم کیا گیا ان میں سے ایک جائداد کا حصہ تھا۔ خاندان کی جائداد میں عورت کا حصہ ختم کردیا گیا۔ یہ اسلام تھا جس نے تاریخ میں پہلی بار باقاعدہ طور پر عورتوں کا وراثتی حصہ مقرر کیا۔

سب سے پہلے اسلام نے عورت کا مقام بڑھایا

جے ایم رابرٹس نے لکھا ہے: ''اسلام کی آمد بہت سے پہلوؤں سے انقلابی تھی۔مثال کے طور پر اس نے عورتوں کو اگر چہ کم درجہ دیا مگر اس نے عورتوں کو جائداد پر قانونی حق دیا جو کہ یورپ کے اکثر ملکوں کی عورتوں کو انیس ویں صدی عیسوی تک بھی حاصل نہ ہوسکا تھا۔حتی کہ غلام بھی حق رکھتے تھے اور اہل ایمان کی جماعت کے اندر نہ ذات پات تھی او رنہ پیدائشی درجات۔ اس انقلاب کی جڑیں ایک ایسے مذہب میں جمی ہوئی تھیں جو کہ یہود کی مانند صرف دوسری زندگی سے تعلق نہیں رکھتا تھا بلکہ سب کچھ اپنے اندر سمیٹے ہوئے تھا۔''

دہلی ہائی کورٹ کے ریٹائرڈ چیف جسٹس مسٹر راجندر سچر نے یہی بات قدیم ہندوستان کے حوالہ سے کہی۔نئی دہلی کی ایک تقریب میں مسٹر جسٹس سچر نے کہا کہ تاریخی طور پر اسلام عورتوں کو جائداد کے حقوق دینے میں بہت زیادہ فراغ دل اور ترقی پسند رہا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ۱۹۵۶ء میں ہندو کوڈ بل بننے سے پہلے ہندو عورتوں کا جائداد میں کوئی حصہ نہ تھا۔ جب کہ اسلام مسلم عورتوں کو یہ حقوق چودہ سو سال پہلے دے چکا تھا۔

اصل یہ ہے کہ اسلام نے عورتوں کے حقوق کا دروازہ کھولا ہے،قدیم زمانہ میں تقریباً تمام سماجوں کا یہ حال تھا کہ ان کے یہاں عورتوں کو کوئی متعین حق حاصل نہ تھا۔اسلام کے ذریعہ انسانی تاریخ میں جو انقلاب آیا،اس کا ایک خاص پہلو یہ تھا کہ عورتوں کو مساوی درجہ دیا گیا اور ان کے حقوق مقرر کئے گئے۔

چوں کہ اسلام صرف ایک فلسفیانہ نظریہ نہ تھا بلکہ اس نے اس وقت کی آباد دنیا کے بیشتر حصہ کو فتح کرڈالا۔اسلام کی تہذیب دنیا کی سب سے زیادہ غالب تہذیب بن گئی اور ہزار سال تک مسلسل بنی رہی۔اس چیز نے تمام دنیا کے معاشروں کو متاثر کیا،اسلامی تہذیب کے زیر اثر تمام دنیا میں عورت کے حقوق پر نظر ثانی ہونے لگی۔ یہاں تک کہ عمومی طور پر یہ تسلیم کرلیا گیا کہ عورتوں کو بھی اس طرح حقوق ملنے چاہئیں جس طرح مردوں کو ملے ہوئے ہیں۔

اسلام نے عورت کو حقیقی آزادی عطا کی

چودہ سو سال پہلے اسلام نے بھی آزادی نسواں کی ایک تحریک چلائی تھی۔اس تحریک کا مقصد یہ تھا کہ عورت کو مصنوعی بندشوں سے نکالا جائے اور اس کو وہ مقام دیا جائے جو از روئے حقیقت اس کو ملنا چاہئے۔مثلاً گھر کی جائداد میں دوسرے اہل خاندان کی طرح اس کا وراثتی حصہ مقرر کرنا اسلام کی اس تحریک نے عورت کا درجہ بلند کیا۔بغیر اس کے کہ سماج میں کوئی نیا مسئلہ پیدا ہوا ہو۔

اسلام کا تجربہ وحی کی روشنی میں کیا گیا،اس لئے وہ حدود کے اندر تھا۔اس کے برعکس جدید مغرب کا تجربہ عقل کی روشنی میں کیا گیا،اسلئے وہ حدود کا پابند نہ رہ سکا۔ اس تجربہ نے نئے نئے سماجی مسائل پیدا کردیئے۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عورت،عورت نہ رہی، بلکہ آزادی نسوان کے نام پر اس کا استحصال ہوا اور ہو رہا ہے۔وہ گھر کی مالکہ،

خاندان کی عزت وناموس اور قبیلہ وخاندان کی تہذیب وتمدن کی محافظ ہونے کے بجائے بازاروں ،کلبوں ، ہوٹلوں اور اسٹیج کی رونق بن کر رہ گئی ۔آزادی کے نام پر عورت کی عصمت تار تار کردی گئی ۔لیکن نسلوں کی ولادت کا بوجھ ، چولہا، چکی، اور گھریلو ذمہ داریوں سے بھی آج بھی اس کو آزادی نہ مل سکی ۔دراصل مغرب کی تحریک آزادی نسواں، دھوکہ ہے۔

اسلام نے عورت کو مرد کے برابر حقوق دیئے

اسلام نے مرد وعورت کو یکساں حقوق دیئے ہیں ۔(جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے) عورت کو گھر کی چہار دیواری میں رہنے کے لئے کہا گیا تا کہ وہ شمع محفل نہ بن کر گھر کی مالکہ اور عزت اور نسلوں کی تہذیب اور ان کے کردار کو پروان چڑھائے ۔مرد کو باہر اس لئے رکھا گیا کہ وہ کسب کر کے گھر میں لائے ۔ باہر کے انقلابات کو مرد بخوبی جھیل سکتا ہے اور معاشرے اور ملک وقوم کے تغیرات کو قابو میں لاسکتا ہے۔جس کی عورت کبھی متحمل نہیں ہوسکتی۔

بہرحال میں نے اپنے کم علمی اور نا تجربہ کاری کے باوجود کچھ باتیں آپ سے عرض کی ہیں۔امید کہ میری باتوں سے آپ کو اتفاق ہوگا، اور اتفاق کیوں نہ ہو، اسلام نے عورت کے وقار کو بلند کیا ہے۔اس کے مقام کو بڑھایا ہے اور اس کو حقیقت میں جو مقام ملنا چاہئے وہ عطا کیا ہے۔

دعا کیجئے اللہ تعالیٰ ہمیں عقل سلیم عطا فرمائے اور شریعت مطہرہ کے حدود میں رہ کر زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا جن کی فریاد عرش پر سنی گئی

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

اللہ تعالیٰ اس عورت کی بات سن لی جو اپنے شوہر کے بارے میں آپ سے جھگڑ رہی تھی اور اللہ سے شکایت کر رہی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ آپ دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ بے شک اللہ بہت سننے والا بہت دیکھنے والا ہے۔

عفت مآب خواتین! آج کی اس بابرکت محفل میں ایک ایسی معزز محترم خاتون صحابیہ کے تذکرے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جس کی فریاد اللہ تعالیٰ نے

ساتویں آسمان کے اوپر سن لیا اور ایک مرتبہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس عورت کے پاس سے گذرے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ صحابہ کرام کا ہجوم تھا اس عورت نے کچھ کہنا چاہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس عورت کی بات سننے کیلئے گردن جھکائی اور کافی دیر تک اس کی بات سنتے رہے تو کسی نے کہا امیر المؤمنین آپ نے ایک بوڑھیا کی بات سننے کیلئے اتنے سارے اشراف قریش کو روکے رکھا تو امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے کہا اے کم ثم یہ وہ عورت ہے جس کی فریاد اللہ نے ساتوں آسمان کے اوپر سن لی، خدا کی قسم اگر یہ مجھے شام تک روکے رکھے تو میں کھڑا رہوں گا۔

طلاق کا ایک دلچسپ مقدمہ

حضرت خولہ بنت ثعلبہ اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ درازیٔ عمر کے سبب اوس بن صامت کے مزاج میں چڑچڑاہٹ آگئی تھی۔ ایک دن اپنی بیوی کے پاس آئے تو کسی بات پر ان سے تکرار کرنے لگیں۔ انہوں نے غضب ناک ہوکر یہ الفاظ کہہ دیئے: تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے۔''

عرب میں اسلام سے قبل طلاق کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ بیوی سے کہہ دیا جاتا کہ تو میرے لئے میری ماں کی طرح ہے۔ یہ کہہ کر اوس رضی اللہ عنہ گھر سے باہر اپنی قوم کی مجلس میں تھوڑی دیر کے لئے چلے گئے، پھر گھر واپس آئے تو بیوی سے اپنی خواہش کی تکمیل چاہی۔ بیوی نے جواب دیا'' ہرگز نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں خولہ کی جان ہے! تم اس وقت تک میرے پاس نہیں آسکتے جب تک ان الفاظ کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہمارے اور تمہارے مابین فیصلہ نہ فرمادیں۔''

اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے زبردستی کرنی چاہی، لیکن بیوی نے ان کو اس مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دیا۔ (الاصابہ) پھر خولہ رضی اللہ عنہا اپنی پڑوسن کے یہاں

گئیں، اس سے چادر مستعار لی۔ اپنے جسم کو لپیٹا اور رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر آپ کے سامنے بیٹھ گئیں۔ پھر شوہر کی حرکات کے علاوہ ان کے چڑچڑے پن کا تذکرہ کیا۔

رسول اکرم ﷺ فرمانے لگے'' اے خولہ رضی اللہ عنہا! تمہارے چچازاد بھائی (اوس) بوڑھے ہیں تو ان کے بارے میں اللہ کا خوف کر۔''

خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا'' اللہ کی قسم یا رسول اللہ ﷺ! میں اس وقت تک یہاں سے نہیں جاؤں گی، جب تک اللہ کا فیصلہ نہ آجائے۔'' اسی دوران رسول اللہ ﷺ پر نزول وحی کی کیفیت طاری ہوگئی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لے کے تشریف لائے۔

جب وحی نازل ہوچکی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے خولہ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیرے شوہر کے بارے میں قرآنی فیصلہ فرمادیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے سامنے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سنی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کررہی تھی اور اپنی شکایت اللہ سے کررہی تھی۔ اللہ تعالیٰ تم دونوں کے سوالوں و جواب سن رہا تھا، بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔''

پھر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا'' تو پھر وہ دو ماہ لگاتار روزے رکھے۔''

خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا'' اللہ کی قسم! وہ بوڑھے آدمی ہیں۔ یہ روزے رکھنا ان کے بس کی بات نہیں۔''

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا'' تو پھر وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلادے جس کی مقدار ایک وسق کھجور ہے۔'' واضح رہے کہ ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع قریباً ڈھائی کلوگرام کا ہوتا ہے۔ خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا'' اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول ﷺ ان کے پاس ان کی بھی طاقت نہیں ہے۔''

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ’’پھر ہم اپنی طرف سے اس کو ایک ٹوکری کھجور کا دیتے ہیں تاکہ اس کی مدد ہو جائے۔‘‘ خولہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں، اللہ کے رسول! ایک ٹوکرا میں بھی اپنے خاوند کو دیتی ہوں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے خولہ رضی اللہ عنہا کے اس امر کی تحسین فرمائی۔ ارشاد ہوا: ’’تم نے درست قدم اٹھایا اور اچھا کیا۔ جاؤ، اسے اپنے شوہر کی طرف سے صدقہ کر دو اور اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ اچھی طرح رہو۔‘‘

اس کے بعد حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا واپس ہوئیں اور رسول اکرم ﷺ کے حکم کو عملی جامہ پہنایا۔

خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی اور ان کی چچازاد بہن ہیں۔ یہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں اپنے شوہر کی شکایت لے کر پہنچیں، کیونکہ ان کے شوہر نے ان سے ظہار کیا تھا۔ ان کی شان میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیات نازل فرمائیں جن کی تلاوت ابد الآباد تک ہوتی رہے گی۔

امت کے لئے ایک سبق

جن کا نام عفت و پاکدامنی کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ لیا جاتا رہے گا۔ اس واقعہ سے ہم کو یہ نصیحت لینی چاہئے کہ ہمارا اپنے شوہروں سے خواہش پوری کرنا یہ اللہ کی رضا جوئی اور اس کے حکم برداری کیلئے ہو کہ جب یہ بات محقق ہو جائے کہ ہم اپنے شوہر کیلئے حلال اور ہمارے شوہر ہمارے لئے حلال ہیں تبھی جنسی تعلقات کو برقرار رکھیں اور اگر کسی بنیاد پر اس میں ذرا بھی شبہ پیدا ہو جائے خواہ طلاق کیوجہ سے ہو خواہ ظہار کیوجہ سے تو نہ ہم شوہروں کو قریب آنے دیں اور نہ ہی ہم شوہروں کے قریب جائیں بلکہ ایک دوسرے کو اجنبی اور غیر سمجھیں تا آنکہ حکم شرعی معلوم نہ کرلیں۔ جیسا حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کی ہزار کوشش کے باوجود اپنے قریب نہ

آنے دیا۔ نیز ہم کو اس واقعہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ ہم بھی اپنی پریشانیوں اور مجبوریوں کو اللہ کے سامنے پیش کریں اور اللہ ہی سے ساری دشواریوں کا شکوہ کریں اور اپنے آپ کو اس طرح بنائیں کہ اللہ ہماری شکایت کو سنے اللہ کے خزانہ غیب میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ اللہ کی رحمت تو بہانے ڈھونڈھتی ہے۔ شرط یہ ہے کہ ہم اپنے کو اس لائق بنائیں کسی شاعر نے کتنی اچھی بات کہی ہے۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
قطار اندر قطار اتر سکتے ہیں اب بھی

قرآن کے واقعات سبق آموز ہیں

یہ قرآن کریم کوئی قصے وکہانی کتاب نہیں ہے کہ ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیں۔ قرآن کا مقصد قصوں کا بیان کرکے اس سے انذار کرنا اور تبشیر وخوشخبری دینا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں قصے مکمل نہیں بیان کئے جاتے ہیں بلکہ قصے کے جس حصے سے نصیحت مقصود ہوتی ہے صرف اسی قدر بیان کیا جاتا ہے تاکہ لوگ قصوں میں پڑ کر اصل مقصد کو فراموش نہ کر جائیں۔ اس واقعہ سے ہم کو سبق ملتا ہے کہ اگر ہمارا شوہر غریب و نادار ہے، اور اللہ نے ہمیں مال و دولت سے نوازا ہے تو اس کی امداد اور تعاون کریں۔ جب اللہ نے ہم دونوں کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے کیا ہم اتنا بھی نہیں کر سکتے ہیں؟ ہم کو ایک مثالی خاتون بننا چاہئے کہ دوسرے لوگ ہمارے عمل اور کام کو دیکھ کر اپنی زندگی میں لائیں اللہ ہم کو بھی خولہ بنت ثعلبہ جیسا عمل نصیب فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

نقاب دور جدید میں (مکالمہ)

اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

اورعورتوں کواپنی اوڑھنیاں اپنے گریبان پرڈال لینا چاہئے۔

میری معزز ماؤں اور بہنوں! آج کل عورتوں میں بے پردگی، غیرمحرموں سے بے محابا ملنا، کلبوں اور پارکوں میں مردوں کے شانہ بشانہ پھرنا، آزادی نسواں کا پرفریب نعرہ بلند کرنا، یورپ وامریکہ کے مفسد طور وطریقہ کی نقالی کرنا، ان ساری چیزوں نے آج مسلم معاشرے میں طرح طرح کی خرابیاں پیدا کردی ہیں اسلئے ماں اور بیٹی کا دلچسپ اورنصیحت آمیز مکالمہ پیش کیا جارہا ہے۔

بیٹی!...... میں نے کہہ دیا نا کہ میں برقعہ ہرگز نہیں پہنوں گی۔

بیٹی!...... نا بابا یہ کام مجھ سے ہرگز نہ ہوگا، میں مرجاؤں گی، میری بوٹی بوٹی کاٹ ڈالی جائے تب بھی میں اپنے جسم پر تنبو خیمہ نہیں لادوں گی، بھلا یہ بھی کوئی پہناوا ہوا کہ بڑا سا تنبو جسم پر لپیٹے پھرا جائے۔ پرانے زمانہ کی کھوسٹ بوڑھیاں اس قسم کی حماقتیں کیا کرتی تھیں۔ یہ ماڈرن زمانہ ہے، عورتوں کی آزادی کا دور ہے، ہم کس طرح زندگی گزاریں، اس کا فیصلہ ہمیں کرنے کا حق ہے نہ کہ دوسروں کو۔

امی! یہ نقاب وقاب اب نہیں چلنے کا۔ آپ پہنیں نقاب اور حمیدہ آپ کو بھی پہنائیں مجھے تو آزاد ہی رہنے دیں۔ مجھے کالج جانا ہے، شاپنگ کرنا ہے، پارکوں میں سیر کرنا ہے، میں کہاں کہاں لادے پھروں گی نقاب۔

ماں!...... برقعہ شریف و باحیا عورتوں کا پہناوا ہے۔ بیٹی! تمہاری مرضی، میں تو تمہاری بھلائی کیلئے کہہ رہی تھی۔ زمانہ نازک ہے، سینما اور ٹیلی ویژن نے معاشرہ کو گندا کر دیا ہے۔ آئے دن ایسی وارداتیں ہوتی رہتی ہیں، جن سے خوف محسوس ہوتا ہے اس لئے میں نے تمہیں مشورہ دیا تھا۔ یاد رکھو! تم ایک مسلمان عورت ہو، اسلام نے عورت کو جو مقام دیا ہے وہ بڑا اعلیٰ وارفع ہے، درحقیقت معاشرے میں عورت کا مقام وہی ہے جو جسم میں روح کا ہے۔ عورت ہی معاشرے کو تخلیق کرتی ہے اور وہی اس میں زندگی کی روح پھونکتی ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ عورت ہی انسانی معاشرے کو خوش بخت بناتی ہے جبکہ یہ بھی اسی کے امکان میں ہے کہ اسے بدبخت بنادے۔

تعلیم کا مطلب کیا ہے؟

تعلیم کو کوئی منع نہیں کرے گا، میں بھی نہیں روکتی۔ میں نے ہی تمہیں اعلیٰ تعلیم دلوائی مگر تعلیم کا مطلب آزادی و بے حیائی تو نہیں ہے، بے حجابی اور آوارگی تو نہیں

ہے، شاپنگ اور سیر سپاٹا کرنے والیوں کا انجام دنیا کے سامنے ہے۔ ہندوستانیوں کو چھوڑو، وہ تو یورپین اقوام کی نقالی میں مرے جارہے ہیں۔ خود یورپ وامریکہ والوں کو دیکھو، انہوں نے عورت کو کیا بنادیا ہے، عورت سے انہوں نے نسوانیت اور شرم وحیا کا زیور چھین لیا اور اس کے ہاتھ میں لوہے کے اوزار تھما دیئے کہ فیکٹریوں میں سخت محنت کے کام کرے، حمال بنادیا کہ بوجھ ڈھوئے، فوجی مشقین کرے، چوراہوں پر ٹرافک کنٹرول کرے اور دفتروں میں کلرک کی نوکری کرے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عورت اپنے اصل مقصد اور مشن سے دور ہوگئی، اچھی ماں اور اچھی بیوی کے بجائے وہ بڑھئی، لوہار، اور معمار بن گئی۔ اچھی نسل پیدا کرنے کی ذمہ داری نبھانے سے محروم ہوگئی۔ اب عورت گھر سے دفتر اور کارخانہ، دفتر اور کارخانہ سے گھر کے چکر لگا رہی ہے، صبح میں اپنے کام پر جاتی ہے اور رات دیر تھکی ہاری لوٹتی ہے، اس کو نہ شوہر کی فکر ہے نہ بچوں سے محبت، فکر ہے تو اپنے باس کو خوش کرنے کی، وہ اگر ناراض ہوگیا تو ملازمت خطرے میں پڑجائے گی۔ بچوں کی تربیت کون کرے گا، ان کو پیار کون دے گا۔ نتیجہ ظاہر ہے، معاشرہ تباہ ہورہا ہے، نسلیں برباد ہورہی ہیں۔

مغرب جھوٹا پروپیگنڈہ کرتا ہے کہ اس نے عورت کو آزادی دی ہے، روزگار دیا ہے، خوشحالی دی ہے، غلط ہے اس کا دعویٰ۔ اس نے عورت سے شرم وحیا چھینی، نسوانیت چھینی، اور اس کو لوٹ کا مال بنادیا۔

میری پیاری بیٹی! مہتاب بھائی کی بیٹی نسیمہ کا حال تم سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اس بچی نے جو آزادروی اختیار کی تھی اس کا انجام تم نے کیا نہیں دیکھا؟ وہ بھی تو تمہاری طرح پردے کی مخالفت کرتی تھی اور بھائی جان اور بھابی صاحبہ نے اس کو ہر طرح کی آزادی دی تھی، اس کے سارے جو نچلے اٹھائے تھے، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ آزادانہ گھومنے پھرنے لگی اور سینما گھروں اور کلب میں

رات دیر گئے گل چھرے اڑاتی اور ایک منحوس ساعت ایسی بھی آئی کہ اس نے کورٹ میرج کرلیا اور کچھ ہی دنوں کے بعد جدائی بھی ہوگئی۔ اب وہ ایک کٹی پتنگ کی طرح ماری ماری پھرتی ہے۔ زبیدہ خدا کے لئے تم ان راہوں پر کبھی نہ جانا۔ تم کو ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا ہے کہ تم ایک مسلمان خاتون ہو، تمہارے اوپر تمہارے دین نے بڑی اہم ذمہ داریاں ڈالی ہیں۔ تمہیں ان ذمہ داریوں کو نبھانا ہے۔

بیٹی!...... ماں کی لمبی چوڑی تقریر سن کر بولی، امی آپ کو کیا ہوگیا، آپ کہاں کی باتیں لے اڑیں، برقعہ آؤٹ ڈیٹڈ لباس ہے۔ اس کے فضائل مجھے مت سنائیے۔

ماں!...... تم نے بڑی اچھی بات کہہ دی بیٹی! میں ابھی ثابت کئے دیتی ہوں کہ برقعہ آؤٹ ڈیٹڈ نہیں ہے۔ یہ بالکل اپ ٹو ڈیٹ چیز ہے۔ سنو دبئی میں ایک غیر مسلم خاتون رہتی ہے جس کا نام سداماہی ریگوناتھن ہے، وہ کہتی ہے، میں نے مسلمان عورتوں کا نقاب پہن کر بازاروں اور دفتروں کا چکر کاٹا تاکہ یہ معلوم کروں کہ نقاب کے کیا فوائد ہیں، نقاب پوش عورت کیا محسوس کرتی ہے۔ اس سے اس کا کتنا تحفظ ہوتا ہے۔ سداماہی کا خیال ہے کہ نقاب پوش عورت صنف مخالف کے ایکشن کو اچھی طرح معلوم کرسکتی ہے اور بہتر طریقہ پر اپنا تحفظ بھی کرسکتی ہے۔

بیٹی تم نے تو انگریزی کی تعلیم حاصل کی ہے، تم اخبارات کا مطالعہ بھی کرتی ہو۔ تم نے ۴؍اکتوبر ۲۰۰۶ء کا ٹائمز آف انڈیا پڑھا ہوتا تو تمہیں معلوم ہوتا کہ سنٹرل بمبئی میں الجامعۃ الفکریہ انگلش اسکول کے نام سے ایک تعلیمی ادارہ قائم ہے جس میں مسلم تو مسلم غیر مسلم معلمات بھی برقعہ پہن کر آتی ہیں۔ ایک غیر مسلم معلّمہ جب برقعہ پہن کر اسکول جانے لگی تو اس کے باپ نے پوچھا بیٹی یہ کیا پہن کر جارہی ہو؟ بیٹی بولی پتا جی! آپ کی بیٹی ننگی ہوکر تو اسکول نہیں جارہی ہے۔ یہ برقعہ تو بڑا آرام دہ ثابت ہوتا ہے، ہمارا اسکول تمام تر ایرکنڈیشنڈ ہے۔ یہ ہمیں گرم بھی رکھتا ہے۔

کیااس اسکول کی ساری معلمات تمہاری طرح تعلیم یافتہ نہیں ہیں۔ پھر انہوں نے خوشی خوشی برقعہ پوشی کیسے اختیار کرلی اورتم کیوں بے حجابی پر مصر ہو؟ ذرا سوچوتوسہی، ضداور ہٹ دھرمی اچھی نہیں ہوتی۔

ایک امریکن لیڈی سارہ بوکر جواپنے بارے میں بتلاتی ہے کہ میری جوانی ایک امریکی لڑکی کی طرح گذری میں نے گلمیر بھری زندگی گذاری، شراب وشباب کی سرمستیوں میں مگن رہی، خودکو زیادہ سے زیادہ خوبصورت اور دلکش اور دلربا بنایا، محنت کی، دولت کمائی، سیرو سیاحت کی، سمندر کے ساحل پر فلیٹ خریدلیااوراس میں دادعیش دینے لگی مگر مجھے خوشی اور مسرت نصیب نہیں ہوئی۔ میرے اندر عجیب طرح کی ٹوٹ پھوٹ شروع ہوگئی، میں اپنی ساری محنت وکوشش صرف اس بات پر صرف کرتی رہی کہ دوسروں کی آنکھوں اور دلوں کوخوش کروں مگر میں اندر اندر گھلتی رہی اور شدید قسم کی ذلت وحقارت محسوس کرتی رہی۔ میں نے بہت کوشش کی کہ میرے یہ احساسات کسی طرح ختم ہوں اور میں حقیقی مسرت سے ہمکنار ہوجاؤں مگر سب بے سود، بہت سی فلاحی اسکیموں اور انجمنوں میں حصہ لینا شروع کیا، مذہب تبدیل کیئے۔ کلبوں اور پارٹیوں سے منہ موڑا، مراقبے شروع کیئے مگر دل کوچین کہاں؟ اسی دوران نائن الیون ہوتا ہے، واشنگٹن میں ٹریڈ ٹاور ٹوٹتے ہیں، میں نے دیکھا کہ اس کے بعد ہی اسلام اور اسلامی اقداراور اسلامی تہذیب کے خلاف خطرناک چوطرفہ حملہ شروع ہو چکا ہے اور پھرنئی صلیبی جنگ کا اعلان بھی ہوتا ہے۔ میں اسلام کی طرف متوجہ ہوتی ہوں۔

اب تک تو میں یہی جانتی تھی کہ اسلام کا مطلب ہے ترپالوں میں لپٹی عورت، بیویوں کوزدوکوب کرتے مرد، گھروں کے پچھلے حصے میں زنانہ خانے اور دہشت گردی کی دنیا۔ اچانک ایک دن میرے مطالعہ میں قرآن مقدس آیا۔ میں نے اس کو پڑھنا شروع کیا۔ اس نے کائنات، انسان اور زندگی کے حقائق اور عبد ومعبود کے

رشتے پر جوروشنی ڈالی ہے، اس نے مجھے مسحور کرلیا، اس کے مطالعہ میں کسی پادری کے واسطے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اب میں براہ راست قرآن سے وابستہ تھی۔ قرآن میرا رہنما تھا۔ میں نے سمجھ لیا۔

ماں!...... بیٹی اللہ کی رحمتیں نازل ہوں تم پر، استقامت کی توفیق نصیب ہوتم کو، تمہاری زندگی دوسروں کیلئے لائق قدرولائق تقلید ہو۔

بیٹی!...... امی جان آپ کی زبیدہ اب وہ زبیدہ نہیں رہی جوذرا دیر پہلے بے پردگی وبے حیائی پر اصرار کررہی تھی۔ اگر سارہ بوکر کہہ سکتی ہے کہ مجھے چہرہ ڈھکنے اور نقاب پر اصرار ہے'' تو آپ کی بیٹی زبیدہ بھی یہ کہنے میں عار نہیں محسوس کرتی کہ آج سے وہ بھی چہرہ اور سر ضرور ڈھکے گی۔ بقول سارہ بوکر مغرب کی مسلمان عورتیں میں نقاب کا رواج بڑھتا جارہا ہے تو ہم ہندوستانی عورتوں میں اس کا رواج کیوں نہ ہو؟ ضرور ہونا چاہیئے۔ مغرب ہی نے تو ہمیں لوٹا ہے اور برباد کیا ہے، ہمیں چراغ خانہ کے بجائے شمع محفل بنایا ہے۔ ہمیں بھی اب اصرار ہے کہ ہم چراغ خانہ بنیں گی۔ شمع محفل نہیں، بنیں گی۔ امی مجھے دعا دیجیئے استقامت کی، اللہ کے مرضیات پر چلنے کی کہ میری اندرونی بے چینی اور اضطراب کا علاج صرف ایمان سے ہوسکتا ہے۔

میں نے ایک برقعہ اور گردن کوڈھکنے والا اسکارف خریدلیا جوایک مسلم عورت کا شرعی لباس ہے۔ اب میں اس اسلامی باوقار لباس کے ساتھ ان راستوں اوران دکانوں اور لوگوں کے سامنے سے گذرتی ہوں جن کے سامنے کچھ دن پہلے میرا گذر بکنی، شارٹ اور شاندار مغربی لباسوں میں ہوتا تھا۔ سب کچھ وہی ہوتا جو پہلے ہوتا تھا بس ایک چیز بدلی ہوئی تھی۔ میں اور میرا اندرونی اطمینان وسکون اور خود اعتمادی اور تحفظ کا احساس۔ ابھی میں پردے میں صرف سر اور گردن ڈھکتی اور برقعہ پہنتی مگر مجھے نقاب کی طرف توجہ ہوئی اور وہ اس لئے کہ میں نے دیکھا کہ مغرب کی مسلم

عورتوں میں نقاب کا رواج بڑھتا جا رہا ہے، پھر میں نے اپنے شوہر (جن سے اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے نکاح کیا) سے کہا میں چہرہ بھی ڈھکنا چاہتی ہوں اس لئے مجھے لگتا ہے کہ یہ میرے اللہ کو زیادہ راضی کرنے والا عمل ہوگا۔ وہ ایک دن مجھے ایک دکان پر لے گئے جہاں میں نے ایک اسدال (ایک عربی برقہ جو سر سے پاؤں تک ہر چیز ڈھک دیتا ہے) خریدا۔ اب صرف آنکھیں کھلی ہوتی ہیں اور کچھ نہیں۔

سارہ بوکر لکھتی ہیں ”مجھے اپنے عریاں اور فحش لباس اتار کر اور مغرب کے دل ربا طرز زندگی کو چھوڑ کر اپنے خالق کی معرفت وبندگی والی ایک باوقار زندگی اختیار کرنے سے جو مسرت واطمینان کا احساس ہوا ہے۔ میں اس کی کوئی مثال نہیں دے سکتی۔ ایسی خوشی تو مجھے کبھی نصیب نہیں ہوتی تھی۔ اس لئے چہرہ ڈھکنے اور نقاب پر مجھے اصرار ہے۔ یہ میرا وہ حق ہے کہ جو میں کسی قیمت پر نہیں چھوڑ سکتی، اس کیلئے میں لڑ مروں گی مگر اس کو کسی قیمت پر نہیں چھوڑوں گی۔

بیٹی زبیدہ، اس سے زیادہ تم سے اور کیا کہوں۔ سارہ بوکر کو خدا ہر طرح کی خوشی دے۔ کیسی اچھی باتیں کہہ گئی ہے، اگر وہ مجھے مل جاتی تو میں اس کا منہ چوم لیتی۔ اس کو اپنی بیٹی بنا لیتی، گلے سے لگا لیتی، بیٹی تم بتاؤ اس میں کون سی غلط بات ہے۔ امریکہ کے طرز معاشرت، عریانیت، فحاشی اور بدکاری کا تصور کرو اور سارہ کی پاکبازانہ زندگی اور اعلیٰ نظریات کو سوچو، یہ سب محض اللہ کے فضل وعنایت کی وجہ سے ہوا۔ اللہ تمہیں بھی سارہ بوکر جیسی عورت بنا دے۔ بیٹی تم مجھے مایوس نہ کرنا۔ بیٹی تمہاری زبان سے اب تمہارے خیالات سننا چاہتی ہوں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنَ

☆☆☆

بلند پایہ شاعرہ اور خطیبہ

زوجۂ عثمان غنیؓ نائلہ بنت الفرافصہ رضی اللہ عنہا

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ . وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ، وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

معزز خواتین، ماؤں اور عزیز طالبات!

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں یکے بعد دیگرے آپ ﷺ کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ وام کلثوم رضی اللہ عنہن تھیں اور یہ فضیلت کسی اور کو حاصل نہیں، اسلئے ان کو ذی النورین کہا جاتا ہے۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو چکا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے سو بیٹیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگر عثمان کی زوجیت میں دے دیتا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مختلف عورتوں سے نکاح کیا ان کے نکاح اور زوجیت میں آنے والی عورتوں میں حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا ہیں جو اپنے شوہر کی بڑی ہی وفادار اور اطاعت شعار اور فرمانبردار عورت گذری ہیں ان کی سیرت میں ہمارے لئے بڑے نمونے ہیں اس لئے آج میں انہیں کی سیرت وکردار سے اس محفل کو معطر کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ۲۸ ھ میں نکاح کیا، اس نکاح سے حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کی شہرت آسمان کی بلندی پر پہنچ گئی۔

شریف خاندان اور اچھے نسب والے لڑکیوں کے اولیاء اپنی بیٹیوں کو ذو حکمت بلیغ اور مضبوط وصیتیں کرتے ہیں، جب انہیں انکے شوہروں کے گھر بھیجتے ہیں۔

کتب تاریخ میں فرافصہ کی اپنی بیٹی نائلہ کو کی جانے والی وصیت مذکور ہے، جب نائلہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجنے کے لئے تیار کیا گیا اور جب ان کی ڈولی اٹھائی جانے لگی تو ان کے والد نے کہا۔ میری بچی! تم قریش کی عورتوں میں جا رہی ہو اور وہ صفائی میں تجھ سے زیادہ قادر ہیں تو میری طرف سے دو خصلتیں یاد رکھنا ایک سرمہ، دوسرا پانی، تو سرمہ لگانا اور پانی سے صفائی رکھنا تا کہ تری خوشبو، پرانی چھوٹی مشک کی طرح، جس پر بارش ہوئی ہو ہو جائے نالہ نے اس ہلکی مگر دلچسپ وصیت پر پورا عمل کیا تو وہ اپنے والد کی وصیت کے مطابق مکمل نظافت پر عامل رہیں۔

نئی دلہن کو اچھی نصیحتیں کی جائیں

نئی نویلی دلہن کو وصیتیں کرنا ایک بہت اچھی بات ہے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول ﷺ جب کسی عورت کو اس کے شوہر کے ہاں بھیجتے تو اسے شوہر کی خدمت اور اس کے حق کی رعایت کا حکم دیتے۔

کتب تاریخ میں دلہنوں کو کی جانے والی وصیتیں بھری ہوئی ہیں کچھ نثری ہیں کچھ شعری۔ ان میں سے ایک حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی وصیت ہے جو ان کی بیٹی کو انہوں نے فرمائی۔

تم غیرت (طبیعت کے خلاف سن کر غصہ میں آنے) سے بچنا۔ کیونکہ یہ طلاق کی چابی ہے زیادہ تھکاوٹ سے بچنا کیونکہ نفرت پیدا کرتی ہے۔ سرمہ لگانے کا اہتمام کرنا کیونکہ یہ بہترین زینت ہے اور بہترین خوشبو پانی ہے۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو نصیحت کی: مجھ سے درگذر سے کام لینا میری محبت ہمیشہ رہے گی۔

آج کے دور میں یہ بات بہت کم دیکھنے اور سننے میں آئی ہے کہ بڑے بوڑھے اور گھر کے ذمہ دار لوگ اپنی بچیوں کو شادی اور بیاہ کے وقت ایسی نصیحت کرتے ہوں۔ جس سے ان کی زندگی میں خوشگواری اور راحت وآرام کی فضا بنے۔ برخلاف اس کے ماں، بہنیں اور دیگر عزیز رشتہ دار ایسی باتوں پر ابھارتی ہیں جن سے اختلافات کو ہوا ملی ہے۔ اپنے خاندان اور قبیلہ کی بڑائی اپنے طور وطریقوں کو مستند سمجھا جاتا ہے۔ دوسروں کے اطوار اور گھریلو اوصاف کو حقارت سے دیکھا جاتا ہے۔ اپنی بات کو دوسروں پر زبردستی تھوپنے کی کوشش کی جاتی ہے اور دوسروں کی باتوں اور خیالات کو نظر انداز کرنے کی تلقین کی جاتی ہے۔

جب کہ حضور اکرم ﷺ نے اخلاق حسنہ کا درس دیا ہے اور اخلاق سے انسان خصوصاً مستورات جب منحرف ہوتی ہیں تو قسم ہا قسم کے بگاڑ، تنازعات پیدا ہو جاتے ہیں۔ ساس، بہو، نند، دیور، جیٹھ، سسر اور دیگر سسرالی رشتہ داروں کی زبانوں پر ایک دسرے کی بڑائی اور ناپسندیدگی کے الفاظ آتے رہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے گھریلو ماحول میں کشیدگی پیدا ہوتی ہے اور رشتہ داروں میں تنازعات ابھرتے ہیں۔ آج کے ماحول میں ہماری ماؤں بہنو کو ایک دوسرے کی اچھی عادتوں کو سراہنے کی عادت ڈالنی چاہئے اور صبر وتحمل کا مزاج بنایا جائے۔ ساس کو اپنی حقیقی ماں کے مترادف اور سسر کو اپنے والد کے برابر تصور کر کے اور یہی چیز شوہر کے لئے بھی لازم ہے۔

اچھے اخلاق سے بیوی کا رتبہ بلند ہوتا ہے

حضرت نائلہ ؓ نہایت عقلمند اور ذہین تھیں جب وہ حضرت عثمان ؓ کے ہاں آئیں تو اپنی فصاحت حسن ادب کی وجہ سے انہیں بہت اچھی لگیں تو انہوں نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا کی تو وہ حضرت عثمان ؓ کو سب عورتوں میں زیادہ محبوب ہوئیں اور اس زوجہ نے انہیں ثمرہ دیا اور ایک بچی جسے مریم بنت عثمان ؓ کہا جاتا ہے پیدا ہوئی اور حضرت عثمان ؓ نے نائلہ کی تعریف اپنے اس ارشاد سے کی ہے کہ میں جتنی عورتوں کے ہاں داخل ہوا اس سے زیادہ کوئی عقلمند تھی اور نہ کوئی اس لائق تھی کہ وہ میری عقل پر غالب ہو جائے۔

اور نائلہ ؓ حضرت عثمان ؓ کے نزدیک بڑے مرتبے پر پہنچ گئی تھیں اور حضرت عثمان ؓ اپنے گرد کی دوسری خواتین میں نہ پانے والی ان اچھی صفات کی وجہ سے جو نائلہ میں موجود تھیں اس سے محبت کرتے تھے اس لئے لوگوں کو حضرت عثمان ؓ کے ہاں ان کی قدر کا پتہ چلا۔

علامہ ابن سعد ؒ نے طبقات میں اور بلاذری نے انساب الاشراف میں لکھا ہے کہ حضرت عثمان ؓ ایک ریشمی چادر جس کی مالیت سو دینار یا دو سو درہم تھی پہنا کرتے فرمایا کہ یہ نائلہ کی ہے جو میں نے اسے پہنائی تھی اور میں اسے اس کو خوش کرنے کے لئے پہن لیتا ہوں اور اصحاب رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کو لباس میں وسعت کرتے تھے کہ وہ حفاظت میں رہیں اور اس سے زینت بھی کریں۔

شوہر بیوی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ایک دوسرے کو خوش کرنے کا جذبہ اور طریقے اپنائیں۔ بیوی اس بات کا خیال کر کے کہ شوہر کن باتوں سے خوش ہوتے ہیں اور شوہر بھی اس کا دھیان رکھے کہ کن چیزوں سے بیوی کو خوشی ہوتی ہے۔

حضرت عثمان ؓ کے ساتھ زندگی میں وہ بہترین خیر خواہ اور امانت دار بیوی ثابت ہوئی وہ صرف ان سے محبت اور الفت پر حریص تھیں اور اپنے آپ کو صرف انہی کے لئے خالص کر رکھا تھا۔ تو حضرت عثمان ؓ نے انہیں اپنے ہاں اہم مقام دیا تو ان کیلئے ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنا لکھ دیا گیا اور یہ ان خواتین میں بن گئیں کہ زمانہ جن کی باتوں اور مرتبے کو تعریف کی جگہوں پر لے گیا۔

زمانہ انہیں لوگوں کو یاد کرتا ہے اور تاریخ اپنے قلوب میں انہیں ناموں کا اندراج کرتی ہے۔ جنہوں نے کارہائے نمایاں اور آنے والی نسلوں کے لئے یادگاریں چھوڑی ہوں کہ جن کارناموں کو سامنے رکھ کر وہ اپنے پر پیچ مسائل کو حل کر سکیں اور منزل مقصود کو پا سکیں۔ شاعر کہتا ہے ؎

مورخ یوں جگہ دیتا نہیں تاریخ عالم میں
بڑی قربانیوں کے بعد سدا نام ہوتا ہے

انہیں میں حضرت نائلہ ؓ ہیں۔ یوم الفتنہ ۳۵ھ میں نائلہ کا کردار ان کی مروّت اور ایثار پر دلالت کرتا ہے جب قاتلین مدینہ میں حضرت عثمان ؓ پر حملہ آور

ہوئے اورانہوں نے ان پرتلواروں سے حملہ کیا تو نائلہ نے خود کو حضرت عثمان ؓ پر
گرادیا تاکہ موت سے بچاؤ ہو سکے اوران میں ایک نے انہیں تلوار ماری جو ان کے
ہاتھ پر لگی اوران کے سامنے قرآن کریم تھا۔تو انہوں نے فرمایا کہ یہ پہلا ہاتھ ہے
جس نے قرآن لکھا تھا تو ان کے خون کا پہلا قطرہ اس آیت پر گرا۔

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (البقرہ) ”تو اللہ انہیں کافی
ہوجائیگا اور وہ ہی سننے والا جاننے والا ہے۔“

حضرت عثمانِ غنی ؓ کی شہادت

پھر ایک دوسرا آدمی تلوار لہراتا ہوا آیا تو نائلہ ؓ اس کے سامنے آگئیں تاکہ
اسے روکیں اور اس کی تلوار پکڑ لی تو اس شخص نے کھینچی تو ان کی انگلیاں کٹ کر ہاتھ
سے الگ ہوگئیں پھر اس نے ان کے شوہر عثمان ؓ پر وار کیا جو ان کے جسم میں گھس
گیا اور حضرت عثمان ؓ مظلوم شہید ہوگئے۔یہ واقعہ جمعہ کے دن چاشت کے وقت
پیش آیا اور ہنگامہ کی وجہ سے لوگ انہیں دن میں دفن نہ کر سکے۔

قرآن کریم نے قابیل وہابیل کے واقعہ کو ذکر کیا جس میں ایک ظالم تھا ایک
مظلوم، جب ظالم قابیل نے اپنے مظلوم بھائی ہابیل کے قتل کی ٹھان لی تو ہابیل نے
کہا کہ اگر تو مجھے قتل کرنے کیلئے دست درازی کرے گا تو میں تجھے قتل کرنے کیلئے
دست درازی نہیں کروں گا۔جس کو قرآن نے ان الفاظ سے بیان کیا ”لَئِنْ بَسَطْتَّ
اِلَیَّ یَدَکَ لِتَقْتُلَنِیْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ لِاَقْتُلَکَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعَالَمِیْنَ.“

ایوب سجستانی ؒ فرماتے ہیں کہ امت محمدیہ میں جس شخص نے سب سے
پہلے اس آیت پر عمل کر کے دکھایا وہ حضرت عثمان غنی ؓ ہیں۔جنہوں نے اپنا گلا تو
کٹوالیا لیکن اپنی رضا سے کسی کی انگلی نہ کٹنے دی۔حضرت عثمان ؓ کی شہادت

انتہائی مظلومانہ حالت میں ہوئی کہ جسے سن کر پتھر جیسا کلیجہ موم ہوجائے کہ اتنا بڑا
خلیفہ اتنی خوبیوں کا حامل مال ودولت کا یہ عالم وفات کے وقت (جائیداد چھوڑ کر)
پینتیس لاکھ درہم اور ڈیڑھ لاکھ دینار کے آپ مالک تھے لیکن ظالموں نے اس کنویں
میں سے جس کو حضرت عثمان غنی ؓ نے خرید کر مسلمانوں کیلئے وقف کیا ایک گھونٹ
پانی نہ پینے دیا اور کھارا پانی پینے پر مجبور کردیا۔

بیوی حضرت نائلہ ؓ کا تذکرہ

حضرت نائلہ ؓ کی وفا کا تاریخ میں بڑا اثر ان کی تابعدارانہ زندگی کے حوالے
سے موجود ہے اور نائلہ ؓ نے حضرت عثمان ؓ کی دردناک موت اور شہادت کے
بعد وفا کی بڑی اچھی اور واضح مثالیں قائم کیں جو کہ اس کی حضرت عثمان ؓ کے ساتھ
وفا کی اس وقت بھی گواہ ہیں جب کہ وہ ان کے ساتھ نعمتوں میں ان کے گھر میں موجود
تھیں اسلام نے تو بیوہ کے حد یعنی سوگ کی مدت چار مہینے دس دن رکھی ہے کہ وہ اس
میں زیب وزینت نہ کرے اور شوہر کا گھر چھوڑ کر اپنے باپ کے گھر نہ جائے۔

نائلہ ؓ کی وفاداری ایک قابل عمل بات ہے، ان کی وفا کی نشانیوں میں
ایک واضح نشانی تو یہی تھی کہ انہوں نے اپنے شوہر سے وفاداری ان کی شہادت کے
بعد بھی برقرار رکھا جتنی وفا وتابعداری وہ اپنے والدین، بھائی اور دیگر رشتہ داروں
سے کرتی تھیں اس سے زیادہ اور بڑی وفادار اپنے شوہر کے لئے تھیں وہ اپنے شوہر
حضرت عثمان ؓ کے فضائل کو ترجیح دیتیں ان کی اچھی صفات کو ہر جگہ اور ہر مقام میں
بیان کرتیں حتی کہ ان کے قتل کے دن اس موقع پر بھی انہوں نے کہا کہ۔

”تم نے ایسے شخص کو قتل کر دیا ہے جو ایک رکعت میں رات کو ایک
قرآن پڑھتا تھا“۔

بہت سی بیوائیں دوسری شادی سے اعراض ہی کرتی تھیں اور اسے ناپسند کرتیں اور دوسری شادی کئے بغیر رہنا ابتداء اسلام میں کوئی بات نہیں تھی بہت سی عورتوں نے دوسری شادی کرنے سے انکار کیا صرف اپنے مرحوم شوہر سے وفا اور ان کے ساتھ ذکر کئے جانے کیلئے اور ان سب عورتوں میں آگے آگے نائلہ بنت الفرافصہ رضی اللہ عنہا کا نام ہے۔

ایسی عورتوں کے بڑے فضائل بھی آئے ہیں کہ جس عورت کا شوہر انتقال کر جائے اور دوسری شادی نہ کرے بلکہ اپنے بچوں کی پرورش کرے اور عفت پاکدامنی کا خیال کرے، تو ایسی عورت جنت میں جائے گی۔ لیکن یہ بڑی ہمت کا کام ہے ورنہ بڑے بڑے پارساؤں کی پارسائی بھی دامن چھوڑ دیتی ہے جس کے لئے بڑے ہی مجاہدہ اور صبر وضبط کی ضرورت پڑتی ہے۔

حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کی کرامت

قابل اعتماد تاریخی روایات میں نائلہ کی ایک کرامت نقل کی گئی ہے اور شاید یہ کرامت انہیں ان کی سچائی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی برکت سے حاصل ہوئی۔ حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بنی راہب سے تعلق رکھنے والے اپنے بعض شیوخ سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اور وہاں ایک نابینا شخص بھی بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اور وہ کہہ رہا تھا کہ اے اللہ مجھے معاف کر دے اور میں نہیں سمجھتا کہ تو مجھے معاف کرے۔ تو میں نے کہا کہ کیا تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا نہیں۔ اس نے کہا میرا ایک واقعہ ہے میں نے اور میرے ایک ساتھی نے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تو یہ مشورہ کیا کہ ہم شہید عثمان رضی اللہ عنہ کے چہرے پر تھپڑ لگائیں گے۔ تو ہم ان کے گھر میں داخل ہوئے اور عثمان رضی اللہ عنہ کا سر ان کی زوجہ بنت الفرافصہ رضی اللہ عنہا کی گود میں

رکھا تھا تو میرے ساتھی نے کہا کہ ان کا چہرہ کھولو۔ نائلہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیوں؟ اس نے کہا میں اس کے گال پر طمانچہ ماروں گا۔ تو نائلہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم اس پر راضی نہیں ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شان میں ارشادات فرمائے ہیں؟ تو میرا ساتھی شرما کر واپس چلا یا گیا مگر میں نے اسے کہا کہ اس کا چہرہ کھولو۔ تو وہ مجھ سے لڑنے لگی۔ تو میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چہرے پر طمانچہ مار ہی لیا۔ تو نائلہ رضی اللہ عنہا نے کہا ”تو نے ایسا کیوں کیا؟ اللہ تیرے ہاتھوں کو سکھا دے تجھے اندھا کر دے اور تیرا گناہ معاف نہ کرے۔“ تو اس شخص نے کہا خدا کی قسم میں دروازے سے نکلا ہی تھا کہ میرے ہاتھ سوکھ گئے اور میری آنکھیں چلی گئیں اور میں نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ میرا گناہ معاف کرے گا۔ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس شخص کا ہاتھ دیکھا تھا وہ بالکل عود کی سوکھی لکڑی کی طرح تھا۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے نائلہ کی دعا قبول کی کہ ان کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہ تھا اور اللہ تعالیٰ اس صابر خاتون کے اجر کو ضائع نہیں کرے گا کہ جس کی غلطیاں بھی اللہ نے صحیح فرما دیں اور اس کی دعا کو جو انہوں نے اپنے شوہر پر موت کے بعد ظلم کی بابت کی قبول فرمالیں۔

اس واقعہ سے یہ عبرت حاصل کرنا چاہتے کہ ظلم کسی پر نہیں کرنا چاہئے ظلم ایک ایسا گناہ کہ کوئی مذہب اس کی اجازت نہیں دیتا یعنی دنیا اور مذہب اسلام نے سختی سے اس کا قلع قمع کر دیا۔ اور قرآن وحدیث میں جگہ جگہ ظلم کرنے سے ڈرایا گیا اور جب مظلوم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی آڑ نہیں ہوتا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ نائلہ بنت الفرافصہ رضی اللہ عنہا بات کرنے میں سب عورتوں سے زیادہ فصیح اور قلب کے اعتبار سے سب سے زیادہ پاکیزہ اور کامل خلقت تھیں اور انہوں نے گاؤں میں فصحاء سے پرورش پائی اور جب قریش میں آئیں تو

فصاحت وبلاغت میں دنیا کی سردار بن گئیں ۔ یہ یاد رہے کہ ان کے شوہر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خود بھی بلغاء وفصحاء میں سے تھے اور نائلہ رضی اللہ عنہا کو فصاحت کا اعزاز قرآن کریم کے فیض سے اور بلاغت سنت مطہرہ کے جمال سے بخشا گیا تھا۔

حضرت نائلہ کا خط معاویہ کے نام

شاید نائلہ رضی اللہ عنہا کے منقول کلمات ہماری بات کی دلیل بن جائیں ہم تھوڑے سے فقرے ان کی طرف سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھے جانے والے خط کے پڑھتے ہیں جو انہوں نے اپنی کٹی ہوئی انگلیوں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون میں رنگی ہوئی ان کی قمیص کے ساتھ بھیجا تھا ان کے کچھ روشن یادگار کلمات یہ ہیں۔

> ”یہ خط نائلہ بنت الفرافصہ کی طرف سے معاویہ بن ابی سفیان کی طرف لکھا گیا ہے۔ امابعد۔” میں تمہیں اللہ کی یاد دلاتی ہوں، جس نے تم پر انعام کیا اور تمہیں اسلام سکھایا اور تمہیں گمراہی سے نکالا اور کفر سے نجات دی اور تمہیں دشمن پر مدد عطا کی ۔ اور تم پر ظاہری وباطنی نعمتوں کو پورا کیا۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر اس کا حق اور اس خلیفہ کا حق یاد دلاتی ہوں جس کی تم مدد نہ کر سکے۔ اللہ کی تمہیں قسم ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اگر مسلمانوں کے دو گروہ لڑ پڑیں تو ان میں صلح کراؤ اور اگر ایک فریق دوسرے پر چڑھ دوڑے تو باغی گروہ سے قتال کرو حتی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف آ جائے۔“

نائلہ بنت الفرافصہ رضی اللہ عنہا جو وفا میں ضرب المثل اور رائے اور شجاعت میں مثال، حکمت وبلاغت میں ضرب المثل ہیں ہم نے ان کی سیرت پڑھی اپنے کانوں اور دلوں کو اس سے گرمایا۔

اللہ تعالیٰ نائلہ پر رحم فرمائے اور ان کو اجر جزیل عطا فرمائے اور ان کی مراد پوری فرمائے اور جنت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ انہیں جمع کر دے وہ بے شک سننے والا قبول کرنے والا ہے۔

مسلمان عورتوں کو اپنے شوہروں کا وفادار اور اطاعت شعار بنائے اور حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کی پیروی کرنے اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

گمراہ لوگوں کو عبرتناک سزائیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَالْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ یَتَّخِذَ ھَا ھُزُوًا اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

''اور کچھ لوگ کھیل کی باتوں کے خریدار ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے غافل کردیں، بے سمجھے اس کا ٹھٹھا کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کیلئے ذلت کا عذاب ہے''۔

میری محترم ماؤں بہنوں! میں نے جو آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے علماء نے اس آیت کریمہ کا ایک شان نزول ذکر کیا ہے کہ نضر بن حارث جو کفار قریش میں سے تھا بغرض تجارت فارس جاتا تو وہاں سے شاہان عجم کے قصص وتواریخ

خرید کر لاتا اور قریش سے کہتا کہ محمد ﷺ عاد وثمود کے قصہ سناتے ہیں آؤ میں تم کو رستم واسفند یار اور شاہان ایران کے قصے سناؤں۔

بعض لوگ ان کو دلچسپ سمجھ کر ادھر متوجہ ہو جاتے اس نے ایک ہزار گانے والی لونڈی خریدی تھی جس کو دیکھتا کہ دل نرم ہوا اور اسلام کی طرف مائل ہوا۔ اس کے پاس لے جاتا اور کہہ دیتا کھلا پلا اور گانا سنا پھر اس شخص کو کہتا دیکھ اس سے بہتر ہے جو محمد ﷺ فرماتے ہیں کہ نماز پڑھو اور جان مارو اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں، شان نزول گو خاص ہے مگر الفاظ کی وجہ سے حکم عام رہے گا۔

آیت کریمہ میں جو لفظ ہے اس کی تفسیر میں علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ جو دین اسلام سے پھر جائے یا پھیر دینے کا موجب ہو حرام ہے، کفر ہے اور جو احکام شرعیہ ضرورا سے باز رکھے یا سبب معصیت بنے وہ معصیت ہے۔

اب آیت پر غور کریں کہ جو سینما تھیٹر وغیرہ آلات لہو ولعب کی طرف بکثرت متوجہ کر رہے ہیں۔ اسی طرح ٹی وی جو نماز چھوڑنے اور وقت کے ضیاع کا بہت بڑا ذریعہ ہے وہ کیسے جائز ہو سکتے ہیں۔

یہی وجہ ہے آج بچوں میں تہذیب وشائستگی سے دوری اور اچھے اخلاق کے بجائے طرح طرح کی معاشرتی برائیاں جڑ پکڑ رہی ہیں اس لئے کہ خود والدین بھی بچوں کے سامنے ٹی وی پر فحش اور عریاں تصویریں دیکھ رہے ہیں۔ بچے نقال ہوتے ہیں ان کے دلوں کی تختیاں بالکل صاف شفاف ہوتی ہیں جو بھی حرکت وہ کسی کو کرتا ہوا دیکھتے ہیں وہ اس کو نقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جو وہ سنتے ہیں وہ ان کے ذہن ودماغ میں نقش کر جاتی ہیں اس لئے اس سے حد درجہ بچنے اور دور رہنے کی ضرورت ہے اس سلسلے میں ایک عبرتناک واقعہ سناتا ہوں۔

ایک عبرت آمیز واقعہ

ایک گھر میں ٹی وی پر سب گھر والے فلم دیکھ رہے تھے۔ایک لڑکی قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھی۔ چھوٹی بہن نے آ کر بتایا کہ باجی ایک اچھی فلم آ رہی ہے تم بھی آؤنا۔ چنانچہ باجی فلم کی خاطر تلاوت کو چھوڑتے ہوئے قرآن کریم میں نشانی لگا کر اٹھی اور فلم دیکھنے لگی جب فلم ختم ہوگئی تو پھر وہ اسی حالت میں بغیر وضو کئے تلاوت کے لئے آئی، دیکھا کہ چھ انچ لمبی زرد رنگ خونخوار چھپکلی کہیں سے آ کر بالکل قرآن پاک کے قریب بیٹھی ہے وہ خونخوار نظروں سے اس لڑکی کو دیکھنے لگی اور پھر اس نے یکا یک چھلانگ لگائی اور اس لڑکی کے ماتھے پر چپک گئی۔ دہشت کے مارے لڑکی چیخ مار کر گر گئی چیخ سن کر گھر کے تمام افراد گھبرا کر اس کی طرف دوڑے اور جلدی سے کسی لکڑی کے ذریعہ سے اس چھپکلی کو ہٹانے کی کوشش کرنے لگے کہ اتنے میں دوسری چھپکلی آ گئی پھر تو دیکھتے ہی آناً فاناً چاروں طرف سے بہت ساری چھپکلیاں آ نکلیں اور سب کی سب لڑکی سے جا چمٹیں لڑکی خوف سے چلاتی رہی گھر کے تمام افراد حیران و پریشان کھڑے دیکھ رہے تھے کہ اس لڑکی نے چلا چلا کر سب کی آنکھوں کے سامنے تڑپتے ہوئے جان دے دی۔

پورے گھر میں کہرام مچ گیا۔خونخوار چھپکلیاں بری طرح لڑکی کے جسم پر چپکی ہوئی تھیں غسل اور کفن دینے کا مسئلہ بھی بڑا دشوار ہوگیا۔آخر کار ایک بزرگ کو بلایا انہوں نے دیکھ کر کہا اس کو یہ سزا قرآن کی بے حرمتی کرنے کی وجہ سے ملی ہے کہ اس ظالم نے ٹی وی اور فلم کی خاطر قرآن پاک کو ٹھکرا کر اور چھوڑ کر ٹی وی اور فلم دیکھنے کو ترجیح دی۔ بزرگ نے مشورہ دیا کہ اس کی لاش کے قریب ٹی وی کو رکھ دو کیونکہ ٹی وی سے ہر ایک چیز پناہ مانگتی ہے اور یقیناً ٹی وی کو دیکھ کر یہ چھپکلیاں بھی بھاگ جائیں گی

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جونہی ٹی وی رکھا گیا دیکھتے ہی دیکھتے سب چھپکلیاں غائب ہوگئیں ۔سبحان اللہ! اے اللہ تیری شان کہ چھپکلیاں بھی اس ٹی وی کی لعنت سے بھاگتی ہیں آج ایک انسان ہے جو اس قدر بے حس ہو چکا ہے کہ یہ ٹی وی سے نہیں بھاگتا۔غسل اور کفن کے بعد چھپکلیاں پھر آ کر اس ٹی وی دیکھنے والی سے چپک گئیں اسی بزرگ کے مشورے سے پھر ٹی وی کو میت کے پاس رکھا گیا تو چھپکلیاں پھر بھاگ گئیں۔اسی طرح جنازے کے ساتھ ساتھ ٹی وی کو بھی قبرستان لے گئے۔

جب میت کو قبر میں اتار چکے تو پھر چھپکلیاں آ کر اس کے جسم سے چپک گئیں۔

ان بزرگ کے مشورے سے ٹی وی کو بھی اس لڑکی کے ساتھ دفن کر دیا گیا جب لوگ فاتحہ پڑھ کر واپس لوٹنے لگے ابھی چند قدم ہی چلے تھے کہ ایک زوردار اور خوفناک دھماکہ ہوا بے اختیار لوگوں نے جو پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک دل ہلانے والا منظر تھا آہ؟ قبر پھٹ چکی تھی اور اس لڑکی کی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے قبر سے اچھل کر فضا میں بلند ہوتے ہوئے باہر آ گرے تھے۔تمام لوگ خوف اور ڈر کے مارے بھاگ گئے۔

عذاب کا ایک اور واقعہ

رمضان المبارک کی بات ہے کہ افطاری سے کچھ دیر پہلے ماں نے بیٹی سے کہا کہ آؤ میرے ساتھ مل کر افطاری کے لئے تیاری میں میری مدد کرو بیٹی نے جواب دیا امی مجھے تو ٹی وی پر پروگرام دیکھنا ہے وہ دیکھ لوں تو پھر کام کروں گی یہ کہہ کر اوپر چھت پر چلی گئی کمرے میں ٹی وی رکھا تھا اس لڑکی نے ماں کے ڈر سے کہ کہیں مجھے زبردستی کام کے لئے نہ اٹھا کر لے جائے دروازہ بھی اندر سے بند کر لیا، ادھر ماں بیٹی کو آوازیں دیتی رہی، بیٹی نے ایک نہ سنی کافی وقت گذر گیا گھر میں سب مرد بھی آ گئے۔ افطاری ہوگئی لیکن لڑکی ابھی تک کمرے سے نکلی نہیں ۔ ماں نے دروازہ

کھٹکھٹایا تو اندر سے آواز نہ آئی دل ڈر گیا اس کے باپ اور بھائیوں سے کہا انہوں نے دروازہ توڑا اور اندر داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ لڑکی زمین پر اوندھے منہ پڑی ہے اس کو دیکھا تو وہ مرچکی تھی اب حالت یہ ہوئی کہ لڑکی زمین کے ساتھ چمٹی ہوئی تھی اٹھانے سے اٹھتی نہیں تھی سب اس کو اٹھا اٹھا کر تھک گئے اب حیران کہ کیا کریں کسی کے ذہن میں اچانک ایک بات آئی اس نے جو اٹھ کر ٹی وی کو اٹھایا تو لڑکی بھی اٹھی اب تو یہ ہوا کہ اگر ٹی وی اٹھاتے تو لڑکی اٹھتی ورنہ بالکل کوئی اس کو نہ اٹھا سکتا آخر انہوں نے لڑکی کے ساتھ ٹی وی کو بھی اٹھایا اور اس کے نیچے لائے اور غسل دے کر کفن وغیرہ پہنا کر جب جنازہ اٹھایا تو حیران رہ گئے کہ چارپائی تو ٹس سے مس نہیں ہوتی بالآخر انہوں نے ٹی وی کو اٹھایا اور قبرستان تک لے گئے اب انہوں نے لڑکی کو قبر میں دفن کیا اور ٹی وی کو اٹھا کر گھر لانے لگے، جونہی انہوں نے ٹی وی کو اٹھایا تو میت قبر سے باہر آپڑی انہوں نے پھر اس کو دفن کیا اور ٹی وی کو اٹھایا تو پھر میت باہر آپڑی اب تو سب کو بہت پریشانی ہوئی انہوں نے لڑکی کو ٹی وی سمیت قبر میں دفن کر دیا۔ اب اس کا جو حشر ہوا ہوگا وہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ (بحوالہ رسالہ ختم نبوت)

اب اگر ایسے عبرت ناک واقعات کے نمودار ہونے کے بعد ہماری آنکھوں سے پردے نہیں اٹھتے اور ہم اسی طرح اپنی سرکشی پر اڑے رہے اور صرف نظر سے کام لیتے رہے تو آخر کیا ہم کو اس وقت کا انتظار ہے جب توبہ کی مہلت سلب کر لی جائے گی۔ اور زمین ہم پر تنگ ہو جائے گی۔ یا الٰہی تو اپنی پناہ نصیب فرما۔ اور قوم مسلم کو ہدایت نصیب فرما جس کو سب سے اچھا مذہب ملا اور اخلاق وعادات تہذیب وتمدن، علم ودانش کا منبع وسرچشمہ عنایت کیا گیا اور جس کو اختیار کر کے آج دوسری قومیں ترقی وارتقاء کے بام عروج تک پہونچ رہی ہیں لیکن مسلمانوں کا حال ہے یہ ہے کہ اپنے نبی کے طریقہ اور اسوہ کو چھوڑ کر تعلیمات اسلامی سے رخ موڑ کر مغرب کی آوارہ

تہذیب اور غلط رویئے کی قدم بقدم پیروی واتباع کر کے قسم قسم کے معاشرتی سماجی خاندانی برائیوں، بے حیائیوں اور انسانی اخلاق واقدار سے بست اور اور سطحی امور تک کے ارتکاب کرنے سے نہیں ہچکچاتے ہیں جس کا نتیجہ آج یہ ہو رہا ہے کہ ذلت وپستی کے عمیق غار، اور معصیت وگناہوں کے سمندر میں غوطہ زن ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا کوئی وفادار نہیں ان کا کوئی وزن نہیں اور ان کی حیثیت آپ ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق سمندر کے جھاگ کے مانند ہوگی اور غیر قومیں ان پر ٹوٹ پڑتی جس طرح دستر خوان پر لوگ کھانے کیلئے ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ان کے بے قدری اور بے حیثیت ہونے کی صادق المصدوق ﷺ نے وہ بھی بیان فرمائی کہ حُبُّ الدُّنْیَا وَکَرَاھَۃُ الْمَوْتِ، دنیا کی محبت اور موت کی ناپسندیدگی۔ اور آج یہی دور آگیا مال کی حد سے زیادہ محبت لوگوں کے دلوں میں سرایت کر چکی ہے انسان اور اس کی آبرو وعزت کی وہ قدر نہیں رہ گئی جو آج روپیہ پیسہ اور مال وزر کی ہے اور دین واسلام کے لئے مال خرچ کرنے کا وہ جذبہ وستون نہیں رہ گیا جو خرافات اور لہو ولعب اور دین اسلام کی بیخ کنی کیلئے آلات واسباب خریدنے کیلئے جذبہ رکھتے ہیں گھنٹوں ضائع کئے جاسکتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ نماز اور تلاوت قرآن اور ذکر اللہ کیلئے وقت نکالنا مشکل ہے۔ کیا یہی ہماری مسلمانی ہے آئے دن اخبارات اور علماء کرام کے بیانات سنیں اور طرح طرح کے ہولناک اور ہوش اڑا دینے والے واقعات سنتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے ہمارے گوش پر تالے پڑے ہیں دل مقفل ہیں اطاعت خداوندی کا جذبہ مفقود ہو چکا ہے۔ حمیت وغیرت مردہ ہو چکی ہے۔ خیر ابھی وقت ہے ہوش میں آئیں اور توبہ استغفار کر کے بقیہ زندگی خدا ورسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ پر گذاریں، آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ☆

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب

اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ. اَوْكَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں۔

محترم خواتین اسلام! آج میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی سیرت بیان کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سیرت کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اور دنیا کے سارے مسلمانوں کی ماں ہیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اسلام کیلئے قربانی

آپ کا اصل نام ہند تھا مگر ام سلمہ کنیت ہی کے ذریعہ سے مشہور ہیں۔ آپ قریش کے ایک قبیلہ خاندان بنومخزوم سے تعلق رکھتی ہیں آپ کے والد ابو امیہ عرب کے معروف سخی اور فیاض لوگوں میں سے تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی ان کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپی زاد بھائی تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے اسلام کی خاطر حبشہ کی طرف ہجرت کی، اس سفر میں ان کی بیوی بھی ساتھ تھیں حبشہ ہی میں ان کے ہاں ایک لڑکا سلمہ پیدا ہوا۔ جس کے نام پر شوہر اور بیوی ابوسلمہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے نام سے متعارف ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد دونوں مکہ مکرمہ لوٹے تو ہجرت مدینہ کا حکم نازل ہوا۔ چنانچہ میاں بیوی اس ارادے سے شہر کو چھوڑ کر چل دیئے مگر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے خاندان والوں نے انہیں جانے نہ دیا اور بچہ سسرال والوں نے چھین لیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اکیلے ہی مدینہ کو روانہ ہوگئے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر دوہرے مصائب ٹوٹ پڑے۔ شوہر مدینہ چلے گئے بچہ بھی چھن گیا اور آپ اکیلی رہ گئیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ تقریباً ایک سال تک ہر روز شہر کے باہر ایک ٹیلے پر آ بیٹھتیں اور روتی رہتیں۔ آخر خاندان کے لوگوں کو ترس آ گیا اور انہیں معہ بچہ ہجرت کی اجازت مل گئی۔ آپ تن تنہا ننھے کو لے کر اللہ کے راستے میں نکل پڑیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اسلام کی باعزت خواتین میں یہ فخر حاصل ہے کہ وہ سب سے پہلی باپردہ خاتون ہیں جنھوں نے اکیلے اللہ اور اس کے رسول کی خاطر اپنے گھر بار کو چھوڑا اور ہجرت اختیار کی۔ آپ کو خود بھی اس بلند رتبہ کا احساس تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی زندگی میں اس واقعہ کو فخریہ انداز میں بیان فرماتی تھیں۔

حضور ﷺ سے آپ کا نکاح

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو غزوہ احد میں بازو پر تیر کے گہرے زخم آئے کچھ عرصے بعد وہ انہیں زخموں کی وجہ سے اللہ رب العزت سے جا ملے۔ اب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا مدینہ میں کوئی رشتہ دار نہ رہا جو آپ کا سہارا بنتا۔ آپ کے غم واندوہ کی کوئی انتہا نہیں تھی۔ ایسے موقع پر خود حضور پرنور ﷺ نے انہیں نکاح کا پیغام پہنچایا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بہت سے عذر پیش کئے۔ کہا میں عمر رسیدہ ہوں میری کفالت میں یتیم بچے ہیں۔ مجھے شرم وحیا مانع آتی ہے۔

بہر حال کچھ ردوکد کے بعد سر تسلیم خم کر دیا اور حضور ﷺ کی پاک ومطہرات ازواج میں شامل ہو گئیں۔

آپ ایثار ووفا اور اخلاقِ فاضلہ کی حامل تھیں

بہترین حسب ونسب، شریف گھرانہ، اسلام میں سبقت اور اللہ کی راہ میں تکالیف ومصائب کی برداشت، یتیموں کی کفالت کا اتنا خیال اور ایثار ووفا یہی وہ اخلاق فاضلہ تھے جس کے پیش نظر آنحضور ﷺ نے اس شریف خاتون کو ام المومنین رضی اللہ عنہا کا درجہ عطا فرمایا۔

آپ حسن وجمال میں بھی کامل تھیں اسی لئے آنحضور ﷺ کے نکاح کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ان کی خوبصورتی کا حال سن کر انہیں دیکھنے آئی تھیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی ایک مثالی زندگی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس دن آپ ازواج مطہرات میں شامل ہوئیں اسی دن اپنے ہاتھ سے کھانا پکایا اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔

آپ عقل وفراست میں ممتاز

آپ عقل وفراست میں ممتاز تھیں آپ کی رائے اور مشورہ ہمیشہ صحیح ہوا کرتا تھا۔ انہی وجوہات کی بناء پر رسول اللہ ﷺ بھی ان کی بڑی قدر کیا کرتے تھے۔ صلح حدیبیہ میں چونکہ بظاہر مسلمانوں نے مشرکین مکہ سے دب کر صلح کی تھی اس لئے ان میں کچھ بے دلی کے آثار نظر آتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں سے احرام کھولنے اور قربانی دینے کو فرمایا مگر کوئی شخص اس تعمیل ارشاد پر آمادہ نظر نہیں آرہا تھا۔ اس موقع پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ کو جو مشورہ دیا وہ آپ کی عقل مندی اور سمجھداری کا کھلا ثبوت ہے۔ آپ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ خود اس معاملے میں پہل کریں۔ لوگ خود بخود آپ کی پیروی کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ آپ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا۔ آپ علم وفضل کے اعتبار سے بلند مرتبہ پر فائز تھیں، علماء امت اس سلسلے میں ان کا نام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ساتھ لیتے ہیں۔ لوگ فقہی مسائل اور فتاویٰ کے حل میں بھی آپ کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ کتابوں میں آپ کی روایت کردہ حدیثوں کی تعداد تین سو اٹھہتر ہے، صحابہ کرام اور تابعین میں آپ کے بہت سے شاگردوں کی تعداد بھی شامل ہے۔ آپ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے کئی مسئلوں کو درست کرایا۔

آپ کو حصول علم کا بہت شوق تھا

علامہ ابن قیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ اگر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فتوے جمع کئے جائیں تو ایک چھوٹا سا رسالہ تیار ہو سکتا ہے۔ آپ کو حصول علم کا بہت شوق تھا اور سول اکرم ﷺ کے خطبوں کو بڑے غور سے سنا کرتی تھیں۔ مصنف اصابہ کی رائے

میں آپ خوب روئی، کمالِ عقل اور درست رائے سے متصف تھیں۔آپ اپنے والد کی طرح بڑی فیاض اور سخی تھیں اور دوسروں کو بھی ان اخلاق کے اپنانے کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ پہلے شوہر سے جو آپ کے بچے تھے ان کی تربیت بڑے احسن طریق سے کرتی تھیں۔آپ کو آنحضور ﷺ کے آرام وراحت کا بڑا خیال رہا کرتا تھا۔آپ رضی اللہ عنہا نے انتہائے محبت کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کے کچھ بال مبارک بھی اپنے پاس رکھ چھوڑے تھے۔

آپ اچھی معالجہ بھی تھیں

چنانچہ بخاری کی روایت ہے کہ عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو میرے گھر کے لوگوں نے ایک پیالہ میں پانی لے کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا ایک چاندی کے ظرف میں ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کا موئے مبارک تھا جس کسی کو نظر لگتی یا اور کوئی حرج ہوتا تو وہ ان کے پاس ایک پیالہ میں پانی لیکر جاتا آپ اس میں وہ موئے مبارک دھو دیا کرتی تھیں۔عثمان کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ وہ موئے مبارک سرخ رنگ کا تھا۔آپ ﷺ کی ازواج میں سب سے آخر میں ان کا انتقال ہوا۔ان کی وصیت تھی کہ میری نماز جنازہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ پڑھائیں گے۔ مگر وہ پہلے ہی وفات پا چکے تھے اسلئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔یوں تو سارے ہی اوصاف جمیلہ اور اوصاف حمیدہ سے متصف تھیں مگر ذہانت فقہی معلومات، دقت نظر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد انہیں کا مرتبہ تھا۔جلیل القدر صحابہ اور تابعین کبار ان سے مسائل کی تحقیق کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلم خواتین کو بھی دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے، آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن ☆

حضور اکرم ﷺ کے معجزات

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. سُبْحَانَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيَاتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

پاک ہے وہ جو اپنے بندے کو رات کے ایک حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا جس کے ارد گرد ہم نے برکت رکھی ہے تا ہم ان کو اپنی نشانیاں دکھائیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

صدر جلسہ اور قابل احترام معلمات!

آج آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کا تذکرہ چھیڑ کر اس مجلس کو منور کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن مناسب سمجھتا ہوں کہ معجزہ کی تعریف طالب علمانہ طرز میں پیش کردوں۔

اگر خلاف عادت امور کوئی شخص پیش کرے تو دیکھیں کہ وہ مسلم ہے یا غیر مسلم اگر غیر مسلم ہے تو اس کو استدراج کہتے ہیں اور اگر خلاف عادت امور پیش کرنے والا مسلمان ہے اور مدعی نبوت نہیں ہے تو اسے کرامت کہتے ہیں اور اگر مسلمان ہے اور دعویٰ نبوت سے پہلے خلاف عادت امور پیش کرتا ہے تو اسے ارہاص کہتے ہیں اور اگر دعویٰ نبوت کے بعد خلاف عادت امور پیش کرتا ہے تو اسے معجزہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ گمراہ بندوں کی ہدایت کے لئے اپنے رسولوں کو بھیجتا ہے اور وہ پیغام الٰہی کو پیش کرتے ہیں جو منطقی، معقول اور معصوم کلام، ہوتا ہے اگر وہ گمراہ بندے اس کے کلام کو نہیں مانتے اور معجزہ کی فرمائش کرتے ہیں تو نبی اللہ سے معجزہ کی درخواست کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اتمام حجت کیلئے معجزہ بھیجتا ہے۔

پھر جن لوگوں میں حق شناشی اور حق پرستی کی چنگاری ہوتی ہے وہ گمراہی کی چادر پھینک کر حق کا لبادہ اوڑھ لیتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا نے اژدھا بنکر جب سارے جادوگروں کے بنائے گئے سانپوں کو نگل لیا تو سب چیخ اٹھے اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کی تبلیغ عقل وشعور کو اپیل کرتی ہے۔ معجزہ چشم ونظر کو اپیل کرتا ہے چنانچہ عقل وشعور والوں کو معجزہ کی ضرورت نہیں۔

اب میں تمہید کو طویل نہ کرتے ہوئے نبی آخر فخر کائنات حضور اکرم ﷺ کے معجزات جو صحیح روایتوں سے ثابت اور مروی ہیں پیش کرنا چاہتا ہوں جس میں ہمارے لئے عبرت ونصیحت ہے۔

حضور ﷺ کی دعا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں کیلئے

مسلم کی روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میری ماں مشرکہ تھی۔ دین اسلام کی طرف اسے بلاتا رہتا تھا۔ ایک دن نے میں ان کو اسلام کی طرف بلایا تو نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کی مجھے اتنی تکلیف پہونچی کہ روتا ہوا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میری ماں کیلئے ہدایت کی دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں کو ہدایت دے۔ اور ادھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی دعا سن کر خوشی خوشی اپنے گھر لوٹے۔ فرماتے ہیں کہ میرے گھر کا دروازہ بند ہے۔ میری ماں نے میرے پاؤں کی آہٹ سے اندازہ لگالیا کہ ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) آرہا ہے اندر سے آواز دی کہ ابھی ذرا باہر ہی ٹھہرو۔

اس دوران میں نے پانی گرنے کی آواز سنی چنانچہ ماں نے نہا کر دروازہ کھولا اور کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوگئی۔ مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ آنسو نکل پڑے، میں روتا ہوا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہونچا اور خبر سنائی تو آنحضرت ﷺ اللہ کی تعریف میں لگ گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے لگے۔ یہ معجزہ ہے کہ ایک طرف اتنی نفرت تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہتی تھیں اور اب آپ ﷺ کی دعا کا یہ اثر کہ اسلام قبول کرلیا۔

لوگ کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے میں پوچھتا ہوں ان دشمنانِ اسلام سے کہ بتاؤ تو صحیح کہ یہاں کونسی تلوار استعمال کی گئی ایک بڑھیا آپ ﷺ کو گالی دے رہی ہے اور آپ ﷺ اس کیلئے ہدایت کی دعا کر رہے ہیں۔ کیا ہی سچ کہا ہے کسی شاعر نے۔

ظالم سے لیا ظلم کا بدلہ نہ کسی وقت
مارا بھی تو اخلاق کی تلوار سے مارا

حضور ﷺ کی بددعا

مسلم نے سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے نصیحت فرمائی کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اس نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ میں سیدھے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ حالانکہ اس کے سیدھے ہاتھ میں کوئی خرابی نہیں تھی ۔ یہ بات اس نے بے باکی اور بیہودگی سے کہی تھی اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سیدھے ہاتھ سے نہ کھا سکے گا۔ آپ ﷺ کی بات کے اثر سے یہ حال ہوا کہ اس کا سیدھا ہاتھ بے کار ہو گیا منہ تک اٹھانے سے نہیں اٹھ سکتا تھا۔

اس واقعہ سے ہم کو عبرت حاصل کرنی چاہئے اور یہ سبق لینا چاہئے کہ حدیث اور قرآن کی کوئی بات سن کر اس کا ٹھٹھا اور مذاق نہیں کرنا چاہئے کہیں خدانخواستہ اخروی عذاب کے ساتھ ساتھ دنیوی عذاب میں گرفتار نہ ہو جائیں۔ شریعت کی باتوں کا ٹھٹھا آدمی کو ہلاک کر دیتا ہے۔

حضور ﷺ کا ایک انوکھا معجزہ

آگ کے بارے میں مثنوی میں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے یہاں ایک شخص مہمان ہوا۔ اس مہمان نے یہ واقعہ بیان کیا کہ کھانے کے بعد انس رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ دسترخوان پر شوربے اور چکنائی وغیرہ کے داغ دھبے لگے ہوئے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے خادمہ کو بلا کر کہا

کہ اس دسترخوان کو تھوڑی دیر کے لئے دہکتے ہوئے تنور میں ڈال دو۔ خادمہ نے ایسا ہی کیا۔ اس وقت تمام مہمان اس دسترخوان کے جلنے اور چکنائی کی چراند کا انتظار کرنے لگے، لیکن یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ یہ کپڑا جلنے کے بجائے بالکل بے داغ ہو گیا اور خادمہ نے صاف ستھرا اجلا دسترخوان تنور میں سے نکال لیا، جیسے کوئی نیا دسترخوان ہو۔ لوگوں نے حیران ہو کر انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ یہ ماجرا کیا ہے کہ کپڑا آگ میں نہ جل سکا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حقیقت حال بتائی اور لوگوں کو بتایا کہ نبی کریم ﷺ کھانا تناول فرما کر اسی دسترخوان سے اپنا روئے مبارک پونچھا کرتے تھے۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ یہ کپڑا آگ میں جلنے سے محفوظ رہا ہے۔

آپ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ ٦ ھ میں مقام حدیبیہ میں پہونچے وہاں ایک قلیب یعنی پرانا کنواں تھا اس میں پانی بہت کم تھا وہ جلد ختم ہو گیا تو آپ ﷺ نے ایک ترکش سے ایک تیر نکال کر اس میں ڈالدیا جس سے بالکل تازہ پانی نکل آیا سارے لوگ سیراب ہو گئے۔

اونٹ کے لئے حضور ﷺ کی دعا

صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک جہاد کے سفر میں آنحضرت کے ہمراہ تھا۔ میرا اونٹ تھک کر چلنے سے ہار گیا۔ آنحضرت ﷺ سے ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اونٹ کو کیا ہو گیا ہے؟ میں نے کہا کہ تھک گیا ہے۔ آپ نے پلٹ کر اس اونٹ کو ہانکا اور دعا فرمائی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ میرا اونٹ سب سے آگے رہا کرتا تھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اونٹ کا حال پوچھا تو میں نے عرض کیا کہ آپ کی برکت سے اچھا ہے۔ اس کے بعد آپ نے چالیس درہم کے عوض وہ اونٹ مجھ سے خرید لیا۔

حضور ﷺ کے دو معجزے

شرح السنہ میں یعلی بن مرہ ثقفی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کی چیزیں دیکھیں اور آپ کے دو معجزے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ آپ ﷺ کا گزر ایک پانی کھینچنے والے اونٹ پر ہوا، اونٹ آپ ﷺ سے کچھ بولا، پھر گردن زمین پر رکھ دی۔ آپ ﷺ وہیں ٹھہر گئے اور اونٹ کے مالک کو بلایا۔ آپ ﷺ نے مالک سے فرمایا کہ اس اونٹ کو ہمارے ہاتھ بیچ دو۔ اس نے کہا کہ ہم بلا قیمت آپ ﷺ کی نذر کرتے ہیں مگر آپ کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اونٹ جن لوگوں کا ہے ان کے گھر کی پوری روزی اسی سے حاصل کی جاتی ہے اور اس کی کمائی پر انکا دارو مدار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ بات ہے تو میں اس کو نہیں خریدوں گا۔ ہاں یہ بات یاد رکھو کہ اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ اس سے زیادہ کام لیا جاتا ہے اور کھانے کو کم دیا جاتا ہے۔ تم اس کو اچھی طرح رکھو۔ یہ معجزہ آپ ﷺ کا جانور سے متعلق تھا۔

حضرت یعلیٰ کہتے ہیں کہ ہم آگے بڑھے ایک جگہ اتر کر آرام کرنے لگے۔ آنحضرت ﷺ سو گئے تو میں دیکھا کہ ایک درخت زمین چیرتا ہوا آپ کے پاس آیا اور آپ کو ڈھاک لیا پھر اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ آنحضرت ﷺ بیدار ہوئے اور میں اس درخت کا حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ درخت اللہ سے اجازت لے کر مجھ کو سلام کرنے آیا تھا۔

دنیا میں ایک سے بڑھ کر ایک سورما شجاع اور کشور کشا گذرے ہیں مگر جن کے آنکھوں کے اشاروں سے فوجین درہم برہم ہو جاتی تھیں اور ایسے ایسے جرنیل اور فوجی کمانڈر گذرے ہیں جنہوں نے اپنے فوجی طاقت کے نشے میں حکومتوں کے تختے

الٹ دیئے۔ اس دنیا کے اسٹیج پر بڑے بڑے فاتح اور سید لا بھی گذرے ہیں جنہوں نے ایک قوم کو اجاڑا ایک کو بسایا لیکن کسی نے انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی کارنامہ انجام نہیں دیا ان انگلیوں میں وہ طاقت نہیں تھی جو پیاسوں کو سیراب کر سکے، غمزدوں کے غموں کو دور کر سکے۔ سسکتی انسانیت کو ایمان و یقین کی بدولت سے سیراب کرنا چند ہی سالوں میں پوری دنیا میں حیرت انگیز اثر ڈالنا معجزہ نہیں تو پھر اور کیا ہے۔

حضور ﷺ کی ذات بابرکات سرتاپا معجزہ تھی اہل عرب آپ ﷺ کی ایک ایک چیز کو دیکھ کر ایمان لائے تھے۔ آپ ﷺ کا چہرہ، آپ کی گفتگو، آپ کا اخلاق و کردار، آپ کی تبلیغ، آپ کی تعظیم، آپ کا جہاد، آپ کی ہجرت، آپ کی کتاب، آپ کی ریاست، آپ ﷺ کی سیاست آپ کی وفات، آپ ﷺ کے صحابہ، آپ کے خلفاء آپ کی ازواج آپ کی اولاد اور سب سے بڑا معجزہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے دنیا کو ہزاروں سال سے جو ایک حالت پر چلی آ رہی تھی یکسر بدل دیا۔

کسی بھی ایک ہستی نے دنیا کی تاریخ پر اتنا اثر نہیں ڈالا جتنا حضور سرور کائنات ﷺ نے، آپ ﷺ کے معجزات سے متعلق علمائے کرام نے مختلف کتابیں تصنیف فرمائیں۔ اس مختصر سے وقت میں چند معجزات آپ کے سامنے پیش کئے۔ حدیث کی کتابوں میں بہت سارے معجزات ذکر کئے ہیں ان معجزات میں سے چند کی تفصیلات میں سے چند علمیات میں سے چند نباتات میں سے چند مادیات میں سے چند جمادات میں سے ان سب کا حیرت انگیز معاملہ ہے آپ ﷺ کی شخصیت میں یہ معجزے فرش سے عرش تک اور زمین سے آسمان تک پھیلے ہوئے ہیں۔

لیکن ہمیں یہ بات ضرور یاد رکھنی چاہئیں کہ معجزات کے سلسلہ میں روایتیں گھڑ بھی لی گئی ہیں بالخصوص میلاد سے متعلق اس لئے سارے معجزات پر تکیہ اور بھروسہ کرنا ٹھیک نہیں ہے لیکن افسوس ہے کہ ان غلط اور غیر مستند روایتوں کو ثابت کرنے کیلئے

معجزات اس قدر عوام کی زبان پر شرف قبولیت حاصل کر چکے ہیں کہ حق چھپ کر رہ گیا اور حق و باطل کی تمیز مشکل ہو گئی۔

اللہ رب العالمین ہمیں صحیح صحیح کہنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

فیشن پرستی کا بھیانک انجام

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاء وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَاراً وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والو کو بچاؤ آگ (جہنم کی) سے جس کے ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے (جو) کافروں کیلئے تیار کی گئی۔

محترم خواتین ماؤں اور بہنو! آج کے اس دور میں جسے ترقی یافتہ دور کہا جاتا ہے، ہماری مائیں اور بہنیں دیگر اقوام وملل کی نقالی اور پیروی میں اپنے اسلام کے اعلیٰ احکام اور بلند تعلیمات کو پس پشت ڈال رہی ہیں۔ جس کے برے نتائج اور بھیانک

انجام آئے دن سامنے آتے رہتے ہیں۔ پردہ جیسی عظیم نعمت کو جب سے چھوڑ دیا تو مردوں کی ہوسناک نگاہیں اٹھنے لگیں اور عورتوں کی عزت وآبرو تارتار ہونے لگی اسلام نے تو ہمیں حکم دیا ہے۔

"قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ" آپ مومن عورتوں کو فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کریں۔ ہم اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ کہاں تک اس آیت کریمہ پر ہمارا عمل ہے۔ بن سنور کر نکلنا، پارکوں میں پھرنا، ہوٹلوں میں جانا بلامحرم کے طویل وعریض سفر کرنا نمائش حسن کی خاطر غیروں کے سامنے زیب وزینت کے سارے لوازمات استعمال کر کے نکلنا اور لوگوں کی نگاہوں کا مرکز بننا کیا یہی ہمیں اسلام سکھاتا ہے؟ یہ ساری برائیاں مغرب کی دین ہے جو ہمارے مسلم معاشرے میں آئیں ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا: "مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ" جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اسی میں سے ہوگا۔ ہمیں نقالی اور مشابہت ہی اختیار کرنا ہے، تو غیروں کے بجائے اپنوں کی نقالی کریں۔ صحابیات کی سیرت، ان کا کردار ہمارے سامنے ہے، ہم اس کو اپنی زندگی میں لائیں۔ جس سے دین ودنیا کی بھلائی حاصل ہوگی۔

بے نمازی اور بے حیاء عورت کا دردناک واقعہ

ایک صاحب نے لکھا ہے کہ: مجھ سے میرے ایک دوست نے یہ عجیب حیرت ناک وعبرتناک واقعہ سنایا کہ کویت عراق کی جنگ سے پہلے میں کویت میں مقیم تھا، وہاں میں مردوں کی تجہیز وتکفین اور دفن وغیرہ کے امور سے وابستہ تھا اور لوگوں میں اسی حیثیت سے معروف تھا۔ جنگ کے دوران وہاں آ گیا۔ اسی دوران مجھ سے ایک دن ایک خاندان کے لوگوں نے رابطہ قائم کیا، اور خاندان کی ایک عورت کی

تکفین کے سلسلہ میں بات کی۔ چنانچہ میں قبرستان گیا اور مردوں کے غسل دینے کی جگہ جا کر بیٹھ گیا، انتظار میں تھا کہ جنازہ تیار ہو کر نکلے کہ اتنے میں چار باپردہ عورتوں کو غسل دینے کی جگہ سے تیزی سے نکلتے ہوئے دیکھا، ان پر گھبراہٹ طاری تھی، مگر میں نے ان سے کچھ پوچھا نہیں کہ، ہوگی کوئی وجہ۔ تھوڑے وقفہ کے بعد ایک عورت نکلی جو مردہ عورتوں کو غسل دیتی ہے، اس نے مجھ سے میت کو غسل دینے میں مدد طلب کی، میں نے اس سے کہا کہ کسی مرد کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی عورت کو غسل دے، اس نے مجھ سے کہا کہ میت کا جسم بہت وزنی ہے غسل صحیح طور پر نہیں ہوتا۔ میرا جواب سن کر پھر وہ اندر چلی گئی۔ کسی طرح غسل دیا اور کفن پہنایا اور جنازہ اٹھانے کے لئے اندر گئے، ہم گیارہ آدمی تھے، جنازہ اتنا وزنی تھا کہ ہم سب نے مل کر جنازہ اٹھایا، جب ہم قبرستان پہنچے اور جیسا کہ مصر میں رواج ہے کہ ان کی قبریں کمروں کی طرح ہوتی ہیں، وہ بلندی سے سیڑھی کے ذریعہ کمرے میں اترتے ہیں، جہاں مردوں کو بغیر مٹی ڈالے رکھتے ہیں۔

جب ہم نے لاش کو اپنے کندھوں سے اتارا، تو لاش کمرے کے اندر پھیلنے اور گرنے لگی، اس منظر کو دیکھ کر ہم سب گھبرا گئے، اور وہ ہمارے قابو سے باہر ہوگئی، اتنے میں ہم نے اس کی ہڈیوں کی چرچراہٹ سنی جیسے ہڈیاں ٹوٹ رہی ہوں، ہم نے دیکھا کہ کفن کا کچھ حصہ ہٹ گیا ہے، میں تیزی سے لاش کی طرف بڑھا اور اس کو ڈھک دیا، پھر بڑی مشکل سے اس کو قبلہ رخ کرسکا، دوبارہ کفن چہرے کی طرف سے کھل گیا، اس وقت میں عجیب منظر دیکھا، ہم نے دیکھا کہ آنکھیں جیسے باہر کی طرف نکل رہی ہوں اور چہرا کالا ہو چکا تھا، ہم منظر کی ہولناکی سے ڈر گئے، اور تیزی سے باہر آ گئے اور کمرے کا دروازہ بند کر دیا، جب میں اپنی قیام گاہ پہنچ گیا تو مجھ سے مرنے والی عورت کی اولا میں سے ایک لڑکی ملی اور اس نے مجھ کو قسم دلا کر پوچھا کہ اس کی

والدہ کے ساتھ قبر میں داخل کرنے کے دوران کیا پیش آیا، میں نے جواب نہ دینے کی بہت کوشش کی، لیکن وہ اس بات پر مصر رہی کہ میں اس کو میت کی حالت سے باخبر کردوں، حتی کہ میں نے اسے سب کچھ بتا دیا۔

اس وقت اس نے مجھ سے کہا کہ اے شیخ! جس وقت آپ نے ہم کو غسل کی جگہ سے تیزی سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا، اس کا سبب یہ تھا کہ ہم نے اپنی والدہ کے چہرے کو کالا ہوتے دیکھا تھا، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری والدہ نے کبھی نماز نہیں پڑھی اور ان کی موت اس حال میں ہوئی کہ وہ بہت فیشن ایبل رہتی تھیں، شرم وحیا نام کی کوئی چیز ان میں تھی ہی نہیں۔

کبھی کبھی اللہ تعالیٰ ایسے مناظر دکھا دیتا ہے کہ لوگ اس سے سبق حاصل کریں، ہر موت کے حالات کو اس دنیا میں دکھانا حکمت خداوندی کے خلاف ہے کہ پھر ایمان بالغیب کی مصلحت ختم ہوجائے گی۔

ایک فیشنل لڑکی کو قبر کا عذاب

۱۹۸۶ء کے اخبار جنگ میں کسی دکھیاری ماں نے یہ بیان دیا تھا ''میری سب سے بڑی لڑکی کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے۔ اسے دفن کرنے کے لئے جب قبر کھودی گئی تو دیکھتے ہی دیکھتے اس پر پچاس ساٹھ سانپ جمع ہوگئے۔ دوسری قبر کھدوائی گئی اس میں بھی وہی سانپ آکر کنڈلی مار کر ایک دوسرے پر بیٹھ گئے۔ پھر تیسری قبر تیار کی اس میں ان دونوں قبروں سے زیادہ سانپ تھے۔ سب لوگوں پر دہشت سوار تھی، وقت بھی کافی گزر چکا تھا۔ ناچار باہم مشورہ کر کے میری پیاری بیٹی کو سانپوں بھری قبر میں دفن کر کے لوگ دور ہی سے مٹی پھینک کر چلے آئے۔ میری مرحومہ بیٹی کے ابا جان کی قبرستان سے گھر آنے کے بعد حالت بہت خراب ہوگئی اور

وہ خوف کے مارے بار بار اپنی گردن جھٹکتے تھے۔ دکھیاری ماں کا مزید بیان ہے کہ میری بیٹی یوں تو نماز وروزہ کی پابند تھی مگر وہ فیشن کیا کرتی تھی۔ میں اسے پیار ومحبت سے سمجھانے کی کوشش کرتی تھی مگر وہ اپنی آخرت کی بھلائی کی باتوں پر کان دھرنے کے بجائے الٹا مجھ پر بگڑ جاتی اور مجھے ذلیل کردیتی تھی۔ افسوس! میری کوئی بات میری نادان ماڈرن بیٹی کی سمجھ میں نہ آئی۔

اسلام نے پاکی کا درس دیا

میں اپنی ماؤں اور بہنو سے ایک بات صاف طور پر بتانا چاہتا ہوں کہ اسلام سے زیادہ پاکی اور صفائی کا درس کسی بھی مذہب اور کسی بھی تحریک نے نہیں دیا۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا، **اَلطُّهُوْرُ نِصْفُ الْاِيْمَانِ**، پاکی آدھا ایمان ہے۔

یعنی پاکی اور صفائی کو ایمان سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عورت نامحرم لوگوں کے سامنے جا کر اپنی نظافت وخوبصورتی اور حسن وجمال کا مظاہرہ کرے اور بے حیائی کے ساتھ نامحرم لوگوں کو دعوتِ نظارہ دے۔ یہ بے انتہا معیوب اور بے شرمی کی بات ہے۔

عورتوں کے لئے حکم ہے کہ وہ پاک وصاف رہیں اور ایسا پردے والا اسلامی لباس پہنیں، جس کو شریعت اسلامیہ نے پسند کیا ہے، یعنی ڈھیلا ڈھالا لباس ہو۔ جس سے انسانی اعضاء کی نشوونمائی ہرگز نہ ہو، اور اپنے سر، بازو، پیٹ، پیٹھ، پنڈلیوں کو چھپائے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس اعتبار سے رہنے کا حکم دیا ہے۔ پردے کے ساتھ رہیں۔ دروازوں اور دریچوں اور پردوں سے جھانک تاک کی عادت شریف اور نیک عورتوں کا کام نہیں ہے۔

آنکھوں دیکھا عذاب قبر

ایک صاحب نے لکھا ہے: غالباً شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ کا آخری جمعہ تھا۔ رات کو کراچی میں ایک نوجوان سے ملاقات ہوئی، اس پر خوف طاری تھا، اس نے حلفیہ بیان دیا کہ میرے ایک عزیز کی جوان بیٹی اچانک فوت ہوگئی۔ جب ہم تدفین سے فارغ ہوکر پلٹے تو مرحومہ کے والد کو یاد آیا کہ اس کا ایک ہینڈ بیگ جس میں اہم کاغذات تھے وہ غلطی سے میت کے ساتھ قبر ہی میں دفن ہوگیا۔ چنانچہ بامر مجبوری ہم نے جاکر دوبارہ قبر کھودنی شروع کی جوں ہی ہم نے قبر سے سل ہٹائی خوف کے مارے ہماری چیخیں نکل گئیں۔ کیونکہ جس جوان لڑکی کو ابھی ابھی ہم نے ستھرے کفن میں لپیٹ کر سلایا تھا۔ وہ کفن پھاڑ کر اٹھ بیٹھی تھی اور وہ بھی کمان کی طرح ٹیڑھی! آہ! اس کے سر کے بالوں سے اس کی ٹانگیں بندھی ہوئی تھیں، اور کئی چھوٹے چھوٹے نامعلوم خوفناک جانور اس سے چمٹے ہوئے تھے۔ یہ دہشت ناک منظر دیکھ کر خوف کے مارے ہماری گھگی بندھ گئی اور ہینڈ بیگ نکالے بغیر جوں توں مٹی پھینک کر ہم بھاگ کھڑے ہوئے، گھر آکر میں نے عزیزوں سے اس لڑکی کا جرم دریافت کیا تو بتایا گیا کہ اس میں کوئی فی زمانہ معیوب سمجھا جانے والا جرم تو نہیں تھا، البتہ یہ بھی عام لڑکیوں کی طرح فیشن ایبل تھی اور پردہ نہیں کرتی تھی، ابھی انتقال سے چند روز پہلے رشتہ داروں میں شادی ہوئی تھی تو اس نے فیشن کے بال کٹوا کر بن سنور کر عام عورتوں کی طرح بے پردہ شادی کی تقریب میں شرکت کی تھی۔

ایک فیشن کی دلدادہ لڑکی کی مسلمان عورتوں کو نصیحت

احمد آباد کے محلّہ جمالپور کے متمول گھرانہ میں عجیب واقعہ سے احمد آباد لرز گیا اس کے بال پر دو کالے ناگ، چہرہ پر چھپکلی، ناخنوں پر بچھو بیٹھے ہوئے تھے۔ احمد آباد جیسے صنعتی شہر میں جسے ''ہندستان کا مانچسٹر'' کہا جاتا ہے، جہاں کپڑا ملوں اور غریب بنکروں، مسلم ہنرمند کاریگروں کی بہت بڑی آبادی ہے۔ جہاں تاریخ نے کئی انمٹ اور ناقابل فراموش نقوش چھوڑے ہیں۔ اسی احمد آباد شہر کے محلّہ جمال پورہ کے ایک مسلم خاندان میں ایک عجیب وغریب اور عبرت ناک واقعہ رونما ہوا۔

بتایا جاتا ہے کہ مسلم خاندان کی ایک کنواری، غیر شادی شدہ نوجوان لڑکی جس کے فیشن کا بڑا چرچا تھا۔ مالدار گھرانے کی یہ لڑکی صبح اٹھ کر بناؤ سنگھار کرتی، نت نئ تراش وضع، فیشن اور ڈیزائن کے لباس زیب تن کرتی تھی ایک روز اچانک مختصر سی علالت کے بعد چل بسی اور شہر کے قبرستان میں اسے دفن کردیا گیا۔ مبینہ طور پر اس کے بعد ایک حیرت انگیز بات ہوئی۔ اس کی ماں کو مسلسل تین رات تک یہ آواز سنائی دیتی رہی اور خواب میں لگاتار تین رات سے اپنی جوان لڑکی کی لاش دکھائی دیتی رہتی جو کہہ رہی تھی۔ ''امی مجھے قبر سے نکالو میں زندہ ہوں۔''

اس کی ماں کا بیان ہے کہ میں اس واقعہ سے گھبراہٹ محسوس کررہی تھی۔ مجھے خوف اور اضمحلال لاحق ہوگیا تھا۔ ممتا کے آنسوؤں نے لڑکی کے باپ اور بھائی اور محلّہ داروں کو آگاہ کیا اور چوتھے روز دو پولیس والوں کی موجودگی میں قبر کھودی گئی۔ لڑکی زندہ تھی لیکن اس عبرت ناک حالت میں کہ اس کے بال پر دو کالے ناگ، چہرہ پر چھپکلی اور ناخنوں پر جہاں جہاں لالی لگائی تھی وہاں بچھو چپکے ہوئے تھے۔ عصر کے بعد تمام موذی جانور متوفیہ کی لاش سے ہٹ گئے۔

پولس بے ہوش لڑکی کو قبر سے نکال کرواڑی چیری ٹیبل ہسپتال احمد آباد کے آئی سی وارڈ میں لے گئی جہاں اس کا علاج ہورہا ہے۔لڑکی کا ہونٹ غائب ہوگیا ہے۔ ہوش میں آنے کے بعد کہا جاتا ہے کہ اس نے بتایا کہ میں صرف ۱۵/دن کیلئے دوبارہ آئی ہوں۔تم لوگ نماز پڑھو، روزہ رکھوں، لوگوں کو صرف اتنا سنائی دیا اور اتنا ہی سمجھ میں آیا۔اس سے زیادہ کچھ بھی سنائی نہیں دیا۔

بتایا جاتا ہے کہ تقریباً ۱۲/دنوں سے اس عجیب وغریب دوبارہ زندہ ہونے والی فیشن کی دلدادہ لڑکی کو جوسہاپئلر کی نامی کنیز فاطمہ نے اپنی آنکھوں سے ہسپتال جاکر دیکھا ہے۔لوگوں میں چرچا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک تنبیہ ہے کہ غفلت اور اغیار کی نقالی سے بچ کر سادہ اور مذہب کے اصول کے مطابق چلیں۔ خاص طور پر عورتوں کو اس سلسلے میں عبرت حاصل ہونی چاہئے۔

معزز خواتین!

اسلام نے عورت کو زیب وزینت سے منع نہیں کیا ہے، بلکہ اس کی زینت کے مواقع اور محل مختصر کئے ہیں۔ مثلاً جب چھوٹی بچی ہوتی ہے تو والدین اس کو اچھا لباس پہنا کر خوش ہوتے ہیں، اور اس کی زیب وزینت کا مقصد ہرگز تشہیر اور دکھاوا نہیں ہوتا۔اور وہ معصوم پھول ہوتی ہے کوئی اسے غلط نظر سے بھی نہیں دیکھ سکتا۔

لیکن جب لڑکی سیانی ہوجائے۔ دس بارہ سال کی لڑکی کو آج کل دنیاوی حالات، ماحول اور اچھا، برا سب معلوم ہوجاتا ہے۔ایسی لڑکی کیلئے صاف ستھرے کپڑے اور ایسے کپڑے جو فیشن سے دور ہوں سب سے بہترین کہ وہ اپنے ماں باپ، بھائیوں، بہنوں اور خاندان کے دیگر افراد کے درمیان رہتی ہے۔سیدھا سادا انداز بہتر ہوتا ہے۔تو اس وقت بھی آنکھوں میں سرمہ لگانا، سر میں تیل ڈالنا، اور کنگھی، چوٹی کرنا، شریعت میں منع نہیں ہے، لیکن اس کی حد یہ ہے کہ وہ اپنے گھر میں

رہ کر یہ سب کچھ کرے اور گھر میں آنے والے نامحرموں سے اپنے آپ کو دور رکھے۔ کہ یہ شرم وحیا اور ایمان کی علامت میں سے ہے۔

بناؤ سنگھار بھی عبادت بن جاتا ہے

ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ جب شادی، نکاح ہوجاتا ہے اور یہ اپنے میکے سے شوہر کے گھر آجاتی ہے تو اس کے لباس اور اس کی زیب وزینت اور بناؤ سنگھار میں خاصہ اضافہ ہوجاتا ہے اور اس اضافہ کو شریعت نے عبادت کا نام دیا ہے کہ عورت اپنے شوہر کے لئے بناؤ سنگھار کرے۔لیکن یہ سنگھار اور زینت، دیور، جیٹھ اور شوہر کے دوسرے رشتہ داروں کے لئے نہ ہو، جو عورتیں گھر میں رہ کر آنے والوں کا (نامحرم کا) استقبال کرتی ہیں اور ان کے سامنے بے حجاب آتی ہیں، شریعت نے ایسی عورتوں پر ملامت کی ہے۔

پاکیزہ اور شریف عورت کا طور طریقہ یہ ہے کہ وہ ہر حالت میں باحجاب رہے۔ یہاں تک اگر دروازہ پر دستک کا جواب دینا پڑے تو بالکل سپاٹ لہجے میں جواب دے۔نرمی اور الفت کا ہرگز مظاہرہ نہ ہوتا کہ آنے والا محرم ضروری بات پوچھ کر جلدی واپس ہوجائے۔

آج کل گھروں میں ایک دستور یہ بھی آگیا ہے کہ جب کہیں سے فون آتا ہے تو گھروں میں مردوں کی موجودگی میں ہی عورتیں فون اٹھا کر جواب دیتی ہیں۔ حالانکہ یہی جواب مرد دے سکتے ہیں۔لیکن اس بات کا ہمیں قطعاً خیال نہیں رہتا کہ جس طرح عورت کا پردہ ہے اس کی آواز کا بھی پردہ ہے۔غیر محرم کے لئے عورتوں کی چوڑیوں کی آواز اور پائل کی جھنکار کو شریعت نے سخت ناپسند کیا ہے اور اس کو گناہوں کے کاموں میں شامل کیا ہے۔

بہر حال کچھ زیادہ نہ کہتے ہوئے اپنی ماؤں اور بہنوں سے رخصت ہوتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ میری اس طویل گفتگو سے ضرور آپ نے سبق لیا ہے۔ کہ آئندہ سے پردہ، بے حجاب، بے مہار نہ رہیں۔ یہاں تک گھروں میں بغیر اوڑھنی کے کوئی عورت نہ رہے۔ سر کو ڈھانکنا اور سر کے بالوں کو پردے میں رکھنا بھی شریعت کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

شہادت میں دو عورتوں کی گواہی

ایک مرد کے قائم مقام کیئے جانے کا فلسفہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ، فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

"اور دو گواہ بنالو اپنے مردوں سے اور اگر نہ ہوں دو مرد تو ایک مرد اور دو عورتیں ان لوگوں میں سے جن کو تم پسند کرتے ہو گواہ رہو، تاکہ اگر ایک بھول جائے تو دوسری یاد دلا دے۔"

میری معزز ماؤں اور بہنو! مختصر سے خطبہ کے بعد میں نے ایک لمبی آیت کا ٹکڑا تلاوت کیا اور اسکا ترجمہ کیا، آج کے اس دور میں طرح طرح سے اسلام پر اعتراضات کئے جاتے ہیں، منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ اسلام نے دوعورتوں کی گواہی کو ایک مرد کے قائم مقام کر کے عورت پر ظلم کیا اسی تعلق سے کچھ باتیں گوش گذار کرنا چاہتا ہوں۔

سورہ بقرۃ کی یہ آیت ہے جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ ''اگر دو مرد نہ ہوں گواہی دینے کیلئے تو ایک مرد اور دو عورتیں اس کام کو انجام دے سکتی ہیں'' یعنی عام حالات میں اسلامی شریعت خواتین کو اس پریشانی سے دور رکھنے کی حامی ہے اور درحقیقت یہ ان رعایتوں میں ایک ہے جو اسلام نے خواتین کو عطا فرمائی ہیں تاکہ ان کی خانگی زندگی کو پرسکون رکھا جاسکے اور اشد ضرورت کے بغیر مختلف تنازعات میں انہیں خواہ مخواہ نہ گھسیٹا جائے۔

تاہم خصوصی حالات میں اگر کوئی واقعہ صرف ان کی موجودگی میں درپیش ہو اور مرد موجود نہ ہو یا ان کی تعداد ان کے بغیر مطلوبہ نصاب شہادت کے مطابق نہ ہو یا وہ واقعہ اندرون ہی وقوع پذیر ہوا ہو تو ایسی صورتوں میں ان کو شہادت سے روکنا قرآن کے عمومی احکام سے مطابقت نہیں رکھتا۔ بلکہ متعدد واقعات احادیث میں ملتے ہیں جن میں حدود، قصاص میں بھی بوقت ضرورت اور بتقاضائے حالات ان کو بطور گواہ یا مستغیثہ حاضر ہونے کا اظہار ہوتا ہے۔

''چنانچہ علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں صاف لکھا ہے کہ کفار کی شہادت ضرورت کے وقت اس طرح جائز ہے جس طرح حدود کے مقدمات میں عورتوں کی شہادت قبول ہے جبکہ وہ شادی یا حمام وغیرہ میں جمع ہوں (اور وہاں کوئی مرد نہ ہو)''۔

علماء کا اس امر پر اتفاق ہے

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ضرورت کے موقع پر ایسی شہادت بھی قبول ہوگی جو عام حالات میں ناقابل قبول ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سفر میں وصیت کے موقع پر ضرورت کے تحت غیر مسلم گواہوں کی گواہی پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے جس سے مقصود اس قسم کے معاملات کی طرف اشارہ ہے جسے تنہا عورتوں کی گواہی کا قبول کرنا۔ شادی کے مواقع، حمامات اور ایسی جگہوں میں ہاں صرف عوتیں ہی موقع پر حاضر ہوں بلاشبہ ایسے موقع پر عورتوں کی گواہی کا قبول کرنا، دورانِ سفر وصیت میں کفار کی شہادت کرنے کی نسبت زیادہ بہتر ہے۔

اسلامی نظامِ شہادت کا ایک معروف اصول ہے کہ جن امور پر صرف مرد پوری طرح آگاہ نہیں ہوتے ان میں سے عورتوں کی شہادت قابلِ قبول ہے۔ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر سب کا اتفاق نقل کیا ہے۔

جدید ماہرین کی تحقیقات

شہادت اور اس قسم کے دیگر امور میں اسلام نے مرد وعورت میں جو فرق تسلیم کیا ہے اس کا جواز اور تائید دورِ جدید کے ماہرین کی تحقیقات سے بھی ثابت ہے۔

ہیولک ایلس جو موجودہ دور میں جنسی نفسیات کا سب سے بڑا ماہر تصور کیا جاتا ہے، اپنی کتاب ''مرد و عورت'' میں لکھتا ہے ''عورتوں کی طبیعت میں مردوں کے مقابلہ میں متاثر ہونے کی بہت زیادہ صلاحیت موجود ہے۔ چھوٹے چھوٹے معاملات میں بھی عورتیں دوسروں کے بیان اور خیالات کو مردوں کے مقابلے میں جلد قبول کر لیتی ہیں۔ عورت ہر اس خیال اور رائے کیلئے جان تک قربان کر دیتی ہے جسے مؤثر انداز

میں اس کے سامنے اس طرح پیش کیا جائے تا کہ وہ اس کی جذباتی فطرت کو متحرک کر دے نیز عورت دوسروں کی ہمدردی کیلئے تڑپتی ہے اور اس میں خودمختاری کا جذبہ ویسا پرزور نہیں ہوتا جیسا کہ مردوں میں ہوتا ہے۔''

عورتوں میں عقل کی کمی

ایلس مزید لکھتا ہے کہ ''عورتوں میں عقل کی کمی ہے ۔ اس میں مرد بڑھے ہوئے ہیں ۔ مثلاً مردوں میں اپنے حاصل کردہ علم سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے ۔ وہ جو سیکھتے ہیں یا حاصل کرتے ہیں اس میں غور وفکر اور تحقیق کے ذریعے اضافہ کرتے ہیں ۔ نیز وہ اپنے شعبہ علم وفن کی تفصیلات پر زیادہ حاوی ہوتے ہیں ۔ انہیں سائنس کے مشاغل اور تجربات سے زیادہ دلچسپی ہوتی ہے ۔ ان کی قوت مشاہدہ بھی عورتوں سے زیادہ ہوتی ہے ۔ اس کے برعکس عورتوں کی تحلیل وتجزیہ کا عمل طبعاً ناپسند ہوتا ہے ۔ عورتوں کو بے لچک قواعد اور اٹل اصولوں سے گھبراہٹ ہوتی ہے کیونکہ ان کی زندگی جذبات و ہیجانات کا مرکب ہوتی ہے ۔ دراصل عورتوں کی یہ صفات ان کی عقل کی کمی کا ثبوت نہیں بلکہ جنسی اختلافات کا نتیجہ ہیں ۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ سائنس اور تلاش وتحقیق اور علمی موضوعات کیلئے عورت کا دماغ ناموزوں ہے خواہ مستثنیٰ صورتوں میں عورتوں نے اس دائرے میں کتنا ہی اچھا کام کر دکھایا ہو۔''

آزادی کے نام پر عورتوں کی تذلیل

غرض اسلام نے عورت کو تمدن ومعاشرت میں اس کے فطری مقام پر ہی رکھ کر عزت وشرف کا مرتبہ عطا کیا اور صحیح معنوں میں خواتین کے درجہ کو بلند کر دیا جبکہ مغرب نے عورت کو جو کچھ دیا ہے وہ عورت ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ تمدن

ومعاشرت میں مردوں کے سے کام کرنے کی وجہ سے دیا ہے ۔ عورت درحقیقت اب بھی ان کی نگاہ میں ویسی ہی ذلیل ہے جیسی پرانے دور جاہلیت میں تھی ۔ یہ کام صرف اسلام نے کیا ہے کہ عورت کو اس کے فطری مقام پر رکھ کر ہی محترم قرار دیا ہے ۔ اسی لئے مغربی دنیا کے مشہور مصنف ومؤرخ لیبان یوں اعتراف کرتے ہیں ''اسلام وہ پہلا مذہب ہے جس نے عورت کی حالت کو درست کر کے اسے ترقی کی راہ پر ڈالا ۔ اسلام سے پہلے دنیا میں عورت کی حالت نہایت مذموم اور المناک تھی ۔ اسلام ہی نے تمدن میں عورت کو مساوات کا درجہ عطا کیا ۔ یہی وجہ ہے کہ بلحاظ تعلیم وتربیت مشرقی عورت مغربی عورت پر افائق وبرتر ہے۔''

اسی طرح لندن کے روزنامہ ٹائمز کی ۹/نومبر ۱۹۹۳ء کی اشاعت میں اعتراف کیا گیا۔

''مغربی عورت اور مسلم عورت کا تقابلی مطالعہ کریں تو واضح فرق ملتا ہے ۔ اسلامی تعلیمات میں عورت کو زیادہ تقدس اور عظمت حاصل ہے جو مغرب کی عورت کو حاصل نہیں ہے بلکہ تحریکِ آزادی نسواں کا اس کے سوا کوئی نتیجہ نہیں نکلا کہ عورت دوہرے بوجھ تلے دب گئی ہے''۔

اسی لئے یورپی مفکر کارلائل اپنی کتاب Woman & Islam میں دوسرے ادیان اور دوسری تہذیبوں کا موازنہ کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ ''اسلام نے عورت کو جن حقوق اور جس آزادی سے نوازا ہے مقابلے کے تمام ادیان مل کر اس کا دسواں حصہ بھی نہیں دیتے ۔'' اللہ تعالیٰ ہمیں اسلامی احکامات کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی شجاعت اور عقل وفہم

اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِىَ خَيْرًا كَثِيْرًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

''اور جسے دانائی دی گئی اس کو بہت سی بھلائی دی گئی۔''

محترمہ صدر صاحبہ معزز خواتین اور معزز معلمات! یوں تو ساری ہی ازواج مطہرات وصف شجاعت اور عقل وفہم میں اعلیٰ درجہ کی تھیں اور کیوں نہ ہوتیں جبکہ ان کو امت کے لئے نمونہ اور پیکر عمل بننا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں حضرت صفیہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں فتح خیبر ۷ھ میں آئیں وصف مذکورہ ان میں

بدرجۂ اتم موجود تھا، اسی کے ساتھ دوسروں کی ہمدردی اور خیر خواہی، جود وسخا جیسے اوصاف حمیدہ ان کے رگ وپے میں پیوست تھے۔

خواب میں ام المومنین کا شرف حاصل ہونے کی بشارت

سنہ ہجری کے ساتویں سال کا مشہور واقعہ غزوۂ خیبر ہے۔ حضور ہادیٔ دو عالم رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے مجاہدین کا لشکر وادیٔ رجیع میں خیمہ زن ہے۔ یہ مقام لشکر کی رسد گاہ اور افواج اسلام کی مرکزی چھاؤنی ہے۔ یہیں سے سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق مختلف قلعہ جات کی طرف اسلامی فوج نقل وحرکت کرتی ہے، چند قلعے فتح ہو جانے کے بعد مجاہدین اسلام کا لشکر قلعہ قموص کا محاصرہ کئے ہوئے ہے قلعہ کا والی رئیس کنانہ ابن ابی الحقیق یہودی رئیس الامراء ہے۔ اسی قلعہ پر فریقین کی فتح وشکست کا دارومدار ہے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا خواب

کنانہ کو دہشت جنگ وجدال کے باعث خواب وخور حرام ہے۔ دن رات جنگی تیاریوں میں مصروف رہتا ہے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کنانہ سے علیحدہ اپنی خوابگاہ میں محو استراحت ہیں۔ خواب میں نصیبہ چمکا۔ آپ نے عالم رویا میں دیکھا کہ چودھویں رات کا چاند آسمان سے جدا ہوا اور میری گود میں آ گیا۔ آنکھ کھلی۔ طبیعت کو ہشاش بشاش پایا۔ یہاں تک کہ وفور کیف وطرب میں صبح تک نیند نہ آئی طلوع آفتاب کے بعد جب کنانہ (اپنے شوہر) سے ملاقات کی تو آپ سے خواب کا سرور ضبط نہ ہو سکا۔ اپنے خواب کو شوہر کے سامنے بیان کیا۔ کنانہ ابن الحقیق محض والئ ملک ہی نہیں تھا بلکہ کاہن وراہب کی حیثیت بھی رکھتا تھا۔ جس وقت اس نے اپنی

رفیقہ حیات کے اس خواب کو سنا تو اس کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔ ایک طرف اس کو اپنی شکست اور موت کا خطرہ تھا۔ دوسری طرف اس نے ملکہ کی زبان سے یہ خواب سنا۔ تعبیر اس کے سامنے حقیقت بن کر آئی۔ وہ غیض وغضب میں ڈوب گیا اور صفیہ سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تو اب باشاہ کی بی بی بننے والی ہے جو ہمارے مقابلہ میں اس میدان میں اترا ہوا ہے۔ یعنی محمد ﷺ عربی یہ کہہ کر ایک طمانچہ بہت زور سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے رخسار پر مارا جس کے صدمہ سے رخسار نیلا پڑ گیا اور یہ نیلاہٹ اس وقت تک آپ کے عارض گلگوں پر موجود تھی جب کہ حضور پرنور ﷺ کی خلوت میں آپ داخل ہوئیں۔

آپ کا حسب ونسب

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حسب ونسب کے اعتبار سے نہایت بلند پایہ رکھتی تھیں۔ آپ کا سلسلۂ پدری حضرت سیدنا ہارون علیہ السلام ابن عمران برادر حقیقی حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام تک پہونچتا ہے اور سلسلہ مادری یہود کے مشہور قبیلہ بنی خزاعہ سے ملتا ہے، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام حیی بن اخطب تھا۔ جو یہودیان بنی نضیر کا رئیس تھا۔ اور والدہ کا نام برہ بن سموان تھا جو بنوخزاعہ کی معزز خاتون تھیں۔ بنونضیر و بنوخزاعہ یہ یہودیوں کے وہ مشہور خاندان تھے جن کی شاخیں عرب کے مختلف دیار وامصار میں پھیلی ہوئی تھیں۔ حضور سید المرسلین ﷺ نے مدینہ طیبہ میں انہیں دونوں قبیلوں کے ساتھ معاہدات ملکی فرما کر یہودیوں کی پراگندہ شخصیت کی عزت افزائی فرمائی تھی۔

صفیہ رضی اللہ عنہا کے والد حیئ بن اخطب یہودیوں کے باعزت راہب سردار تھے تمام قوم یہود میں آپ کی عظمت مسلمہ تھی۔ صفیہ کے نانا سموان اپنی شجاعت ودلیری کے لحاظ سے تمام عرب میں ممتاز اور مشہور تھے۔

فتح خیبر

قلعہ غموق ہی قلعہ ہے جس کا کئی روز تک لشکر اسلام نے محاصرہ جاری رکھا اور جس کے دروازہ کو خیبر شکن حضرت سیدنا حیدر کرار علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکھیڑ کر پھینک دیا۔ جس وقت حضرت حیدر کرارؓ نے دروازہ خیبر پر زور آزمائی فرمائی تھی اس وقت صفیہ بن حیی ابن خطب کنانہ کے محل میں قلعہ کے اوپر اپنی چارپائی پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ اتنا سخت جھٹکا لگا کہ آپ چارپائی کے نیچے گر گئیں۔ اور اتنی چوٹ آئی کہ آپ چلنے پھرنے سے معذور ہوگئیں۔

چونکہ سرور عالم ﷺ اس فتح کے بعد قلعہ الغموص کے اندر داخل ہوئے کنانہ ابن ابی الحقیق مالک قلعہ جو گرفتار کرلیا گیا تھا حضو ﷺ کے سامنے حاضر کیا گیا۔ یہ وہی کنانہ ہے جو صفیہ بنت حیئ ابن اخطب کا ابھی شوہر ہے۔ اس کی امارت وسرمایہ داری کا یہ عالم تھا کہ جب روؤسائے عرب میں کسی کے یہاں شادی ہوتی تو زیورات اور عقود وجواہر اور ظروف طلائی ونقرئی اس کے یہاں سے کرایہ پر منگائے جاتے مشہور تھا کہ اس کے یہاں جواہرات کا خفیہ خزانہ ہے۔ حضور ﷺ نے کنانہ سے دریافت کیا کہ تمہارے باپ نے جو خزانہ چھوڑا ہے وہ کہاں ہے۔ اس خزانہ سے مراد وہ جواہرات تھے جو ایک اونٹ کی کھال کے اندر بند تھے۔ کنانہ نے جواب دیا کہ یا ابا القاسم وہ خزانہ ہم نے لڑائیوں میں اور دوسرے کاموں میں صرف کردیا۔ اب وہ خزانہ باقی نہ رہا۔ حضور ﷺ کے مکرر ارشاد پر کنانہ قسم کھا کر خزانہ کا انکار کرنے لگا۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے غلط بیانی کی۔ کیا تم اس پر راضی ہو کہ اگر تمہارا یہ بیان غلط ہوا اور وہ خزانہ برآمد ہو گیا تو تمہارا خون بہایا جائے۔ اس نے اقرار کیا آپ نے کنانہ کے اس بیان پر دس جلیل القدر صحابہ جن میں حضرات ابوبکر رضی اللہ عنہ

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ شامل تھے کی گواہیاں کرائیں۔ حضور ﷺ کو دربار الٰہی سے اس خزانہ کی جگہ بتادی گئی تھی۔ آپ ﷺ نے کنانہ کے دوسرے بھائی سلام بن ابی الحقیق کو بلا کر دریافت فرمایا کہ مجھے لگتا ہے کہ تمہیں اس خزاہ کا پتہ ہے؟ اس نے کہا کہ اس خزانہ کا کچھ حال معلوم نہیں لیکن میں نے یہ اکثر دیکھا ہے کہ میرا بھائی کنانہ فلاں ویرانہ میں صبح کو بار بار جاتا تھا ممکن ہے وہاں کچھ دفینہ ہو۔

حضور ﷺ نے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو مامور فرمایا۔ چنانچہ خزانہ برآمد ہوگیا۔ کنانہ نے چونکہ اپنے قتل کے محضر پر خود دستخط کردیئے تھے۔ اب اس کو امان طلبی کا کوئی حق نہ تھا۔ لہٰذا کنانہ کو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ کردیا گیا۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے برادر حقیقی اسی میدان میں شہید کئے گئے تھے۔ لہٰذا قصاص میں کنانہ کو انہیں دے دیا گیا اور محمد بن مسلمہ کے بھائی کے قصاص میں کنانہ کو قتل کردیا گیا۔

آپ کا تحمل وضبط

حضرت ام المومنین بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا کی شان قناعت اور بردباری اور صبر وضبط کی یہ ایک بے نظیر مثال ہے کہ صنف نازک میں شاید ہی کوئی ایسی مثال مل سکے۔ قلعہ الغموص فتح ہو چکا ہے نصرت اسلام کا پرچم خیبر اور تمام قلعہ جات خیبر پر لہرا رہا ہے میدان کارزار میں کشتوں کے پشتے لگے ہوئے ہیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اور ان کی عم زاد بہن کو لئے ہوئے حضور سید المرسلین ﷺ کی خدمت میں جارہے ہیں اس میدان سے گزرنا پڑا جہاں یہودیوں کی لاشیں دفن کی جارہی تھیں۔ یہ منظر دردناک قابل غور وفکر ہے کہ جنسِ لطیف یعنی مستورات کا ایسی لاشوں میں سے نکلنا جو ان کی ہم قوموں کی ہوں، عزیز واقارب کی ہوں۔ لاشوں کی ہیت کذائی ناقابل دید ہو کلیجے ہل جاتے ہیں۔ خود بخود انسان مائل گریہ وزاری ہوجاتا ہے یہاں مزید یہ طرہ

امتیاز تھا کہ اسی میدان میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کنانہ ابن ابی الحقیق والیٔ الغموص کی لاش بھی موجود تھی۔ چنانچہ بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا جب ان لاشوں سے گذر رہی تھیں تو دیگر ہمراہی عورتوں بالخصوص آپ کی چچازاد بہن کی بری حالت تھی چیخ چیخ کر رو رہی تھیں ہچکی اور سسکی بندھ ہوئی تھی۔ سر پر خاک ڈال رہی تھیں مگر بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا نہایت مستقل مزاجی کے ساتھ خموشی سے اپنے شوہر کی لاش کو دیکھتے ہوئے گذر گئیں اور اُف تک نہ کی۔

آپ کی مدینہ کو روانگی

منزل صہبا سے لشکر اسلام مدینہ طیبہ کی جانب روانہ ہوا۔ حضور ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنا ردیف بنایا اور اپنی ردائے مبارک سے ان کو پردہ میں بٹھایا تاکہ لشکریان اسلام پر واضح ہوجائے کہ بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات میں شامل ہوگئیں۔ اپنے زانوے مبارک کے سہارے سے ان کو اونٹ پر سوار کیا۔ اسی طرح جب حضور ﷺ مدینہ شریف پہونچے تو اپنے زانوئے اقدس پر سہارا دے کر ان کو ناقہ سے نیچے اتارا۔

آپ کی حضور ﷺ سے بے مثال محبت

حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا جب سے حضور پرنور ﷺ کے نکاح میں آئی تھیں حضور کو بے حد محبوب رکھتی تھیں۔ آپ کو حضور کے ساتھ والہانہ فریفتگی تھی۔ جب حضور ﷺ کا آخری وقت آیا اور حضور کی علالت نے افاقہ کی کوئی صورت اختیار نہ کی تو ایک دن جب ازواج مطہرات بھی عیادت کے لئے حجرہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں حاضر تھیں، بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا بے قراری وبے اختیاری میں کہنے لگیں کہ یارسول اللہ کاش آپ کی یہ تمام تکلیفیں مجھے مل جاتیں۔ ان فقروں کے سننے کے بعد تمام امہات

المومنین باہم دگر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگیں۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا واللہ۔وہ سچ کہتی ہیں۔حضور ﷺ کو بھی آپ کے ساتھ ایسی ہی محبت تھی۔ چنانچہ ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک سفر میں حضور رسول پاک ﷺ کی ہمرکابی کی سعادت تمام امہات المومنین کو حاصل تھی۔ اثنائے سفر میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بی بی کا اونٹ بیمار ہوگیا، بی بی صاحبہ کو اونٹ کی بیماری کا غم ہوا۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ نے وہیں منزل فرمادی شام کو حضور ﷺ نے حضرت بی بی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ زینب رضی اللہ عنہا تم اپنے اونٹوں میں سے ایک اونٹ صفیہ کو دیدو۔ بی بی صاحبہ نے ان سخت الفاظ میں حضور کو جواب دیا۔کیا میں اس یہودیہ کو اپنا اونٹ دیدوں۔حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ حضور ﷺ کے طبع مبارک پر بہت گراں گذرے اور حضور اس قدر ناراض ہوئے کہ چند ہفتہ تک حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے گفتگو نہ فرمائی۔ چنانچہ حضرت سیدہ صدیقہ کبریٰ رضی اللہ عنہا نے درمیان میں پڑ کر بمنت معافی دلائی۔

آپ رضی اللہ عنہا کی جود وسخا

آپ رضی اللہ عنہا میں فطرتاً محبت کا عنصر غالب تھا۔سخی اور فیاض طبیعت پائی تھیں۔ جب آپ حرم نبوت میں داخل ہوکر مدینہ طیبہ میں تشریف لائیں اور حضرت سیدۃ النساء سیدہ طاہرہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے ملیں تو آپ چونکہ بکثرت سونے کے زیورات ساتھ لائی تھیں۔آپ نے اپنی سونے کی بالیاں، حضرت خاتون جنت کی نذر فرمائیں اور دوسری ازواج مطہرات کو بھی سونے کے زیورات تقسیم کئے۔آپ نے مدینہ طیبہ میں صرف ایک مکان خریدا تھا وہ بھی اپنی زندگی میں خیرات فرمادیا تھا۔

حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو جب ۴۵ھ میں شورش پسندوں نے مدینہ طیبہ کے اندر محصور کرلیا اور ان کے مکان پر پہرہ لگادیا، حضرت ام المومنین صفیہ

بی بی رضی اللہ عنہا کو ان واقعات نے بے حد متاثر کیا، فطری جذبہ ہمدردی سے بے قرار ہوگئیں، ایک خچر پر سوار ہوکر اپنے غلام کو ساتھ لے کر حضرت خلیفہ رسالت پناہ کے مکان کی طرف روانہ ہوئیں۔اثنائے راہ میں اشتر نخعی ملا دریافت کیا: اماں جان آپ کہاں جاتی ہیں؟ اشارے سے فرمایا خلیفہ رسول ﷺ کی امداد کو بے ادب اشتر نخعی نے آپ کے خچر کو مارنا شروع کردیا۔ چونکہ آپ کو مقابلہ منظور نہ تھا، اشتر نخعی کے سامنے آپ کامیاب نہیں ہوسکتی تھیں۔اس لئے آپ بادل ناخواستہ مصلحتاً لوٹ آئیں اور مکان پر آکر حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو حضرت خلیفۂ رسول الثقلین سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی حفاظت پر مامور کیا۔

حضرت ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک ساٹھ سال کی ہوئی۔علم وعقل کے زیور سے آراستہ تھیں۔عورتوں کو مسائل شرعیہ بتاتی تھیں۔مستورات میں تبلیغ اسلام فرماتی تھیں اکثر اصحاب وتابعین نے آپ سے احادیث کی روایت بھی کی ہے۔آپ کی وفات ۵۰ھ میں ہوئی جنت البقیع میں دیگر ازواج مطہرات کے برابر دفن ہوئیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ آپ نے ایک لاکھ درہم مرتے وقت چھوڑے اور ان کی تقسیم کی وصیت فرمائی رقم وصیت کا زیادہ حصہ بھی بی بی صفیہ مرحومہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے کو جو یہودی تھا پہنچتا تھا۔اس لئے تکمیل وصیت میں مسلمانوں کو تامل ہوا۔مگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حکم سے آپ کی وصیت کو پورا کردیا گیا۔تمام امہات المومنین میں آپ زیادہ صاحب ثروت تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام ماؤں بہنو میں ازواج مطہرات کی صفات حمیدہ اور ان جیسے اعمال صالحہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

شہادت متاعِ ایمان ہے

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّةَ. وَقَالَ تَعَالٰی یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

’’بے شک اللہ تعالیٰ نے خرید لیا ہے مسلمانوں کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلہ میں۔‘‘

میری محترم ماؤں اور پیاری بہنو!

ہماری یہ زندگی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی نعمت ہے کہ اس کے ذریعہ ہماری آخرت بنتی ہے اور آخرت میں قبول ہونے والے اعمال بنتے ہیں، دین اسلام جو تم تک پہونچا ہے اس کیلئے ہزاروں لاکھوں قربانیاں دی گئیں ہیں۔ اسلام میں ایسی قابل فخر ماؤں کی کمی نہیں ہے جنھوں نے اپنے لختِ جگر اپنے سپوتوں کو خوشی خوشی اسلام پر قربان کیا ہے۔

آج کے اجلاس میں ایک ایسا ہی دل سوز اور ایمان افروز واقعہ سناتا ہوں۔ بلکہ میں ایمان افروز ماں کی زبانی ہی آپ کو سناتا ہوں۔ یہ واقعہ مصر کے ایک نوجوان شہید خالد اسلام بولی کا ہے۔ ان کی والدہ کہتی ہیں کہ ’’خالد میرا سب سے چھوٹا بیٹا تھا۔ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں اس سے بڑی تھیں ان کے والد نے ان سب کو بچپن سے نماز، سچائی اور امانت داری کی تعلیم دی ہے، اسی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ خالد بڑا دین دار، با اخلاق اور اپنے والدین کا انتہائی مطیع فرمانبردار بچہ ہے۔ وہ بچپن ہی سے بڑا صابر، مضبوط ارادے کا تھا اور صاحب عزیمت تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ وہ بڑا ہو کر فوجی افسر بنے اور پھر یہودیوں کے ساتھ جنگ لڑے اور الحمدللہ! وہ ۱۹۷۸ء میں اپنے ارادے میں کامیاب ہو گیا اور کیڈٹ کالج سے فراغت کے بعد توپ خانے میں ایک فوجی افسر بن گیا۔ اسی اثناء میں خالد کا بھائی محمد مصر کی جماعت اخوان المسلمین سے متاثر ہو گیا، جس کا خالد پر بھی بڑا گہرا اثر ہوا۔ اس نے بھی یہ جان لیا کہ دین صرف نماز، روزے ہی کا نام نہیں بلکہ جہاد، قربانی اور ایک بڑی ذمہ داری کا نام دین ہے۔

اکتوبر ۱۹۸۱ء میں ہمیں اخبارات اور ریڈیو کے ذریعہ معلوم ہوا کہ مصر کے صدر انور سادات کو خالد نے قتل کیا ہے پھر اس کا ہم سے رابطہ منقطع ہو گیا۔ ہمیں بالکل علم نہیں تھا کہ خالد زندہ بھی ہے یا نہیں؟ یہاں تک کہ ۲۱ / نومبر ۱۹۸۱ء کو ہم نے اسے ٹی وی کی سکرین پہ دیکھا، جب اس مقدمے کی سماعت شروع ہوئی۔ اس واقعے

کے بعد تو ہم پر لگا تار مصیبتیں ٹوٹ پڑیں۔ ۸/ اکتوبر ۱۹۸۱ء کو میرے شوہر احمد شوقی کو گرفتار کر کے منیاسی، آئی، ڈی آس کے بعد قاہرہ کی ابوزعل جیل میں قید کر دیا گیا اور میرے داماد محمد حامد کو بھی پکڑ کر آرمی انٹیلی جنس کے حوالے کر دیا گیا۔ اس طرح ہمارے گھرانے کے تمام مرد گرفتار کر لئے گئے، میں اور میری بیٹیاں اور ان کے چھوٹے بچے تنہا رہ گئے۔

اس موقع پر ہم یہی کہہ سکتے تھے۔ ''حَسۡبُنَا اللّٰہُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ'' معاملہ صرف یہیں تک محدود نہیں رہا بلکہ وہ ہر اس شخص کو بھی گرفتار کر لیتے تھے جو بھی ہمارا حال پوچھنے کی کوشش کرتا یا کسی طرح ہماری کوئی مدد کرنا چاہتا۔ ہم آزمائش کے ان دنوں میں بے تاب ہو کر کثرت سے ''یارب'' پکارا کرتے تھے کیوں کہ حامد کی بیٹی میری نواسی ''مروہ'' نے انہی دنوں جب بولنا سیکھا تو سب سے پہلا لفظ جو اس کے منھ سے نکلا وہ یہی مبارک لفظ تھا: ''یارب، یارب''

مجھے یاد ہے کہ جب خالد سے میری پہلی ملاقات ہوئی تو وہ سماعت کی دوسری تاریخ تھی، میں جب ہال میں داخل ہوئی تو سیدھی خالد اور اس کے ساتھیوں کی طرف گئی جو عدالت کے کٹہرے میں بند تھے۔ میں نے انہیں ملتے ہی یہ آیت تلاوت کی ''اس روز کچھ چہرے خوب روشن ہوں گے، وہ اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے''۔

خالد نے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کا یہ قول دہرایا، جو نبی آخر فخر کائنات ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے خاندان کو عذاب میں مبتلا دیکھ کر فرمایا تھا کہ ''صَبۡراً یَا یَاسِرُ فَاِنَّ مَوۡعِدُکُمُ الۡجَنَّۃَ'' اے آل یاسر صبر کرو، تم سے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔'' حسن اتفاق دیکھئے کہ خالد کی کنیت بھی ابو یاسر ہی تھی۔

ہر مصیبت پر اللہ کے پاس اجر ہے

اللہ جانتا ہے کہ وہ لمحات وہ دن میری زندگی کے سخت ترین دن تھے۔ اس لئے میں ہمیشہ اللہ سے صبر و ثابت قدمی کی دعا کیا کرتی تھی اور یہ یقین رکھتی تھی کہ میری ہر مصیبت کا اجر اللہ کے ہاں محفوظ ہے۔ میں ان دنوں جیل میں بند اپنے تمام بیٹوں کے لئے بھی بہت زیادہ دعا کیا کرتی تھی (صرف اپنے دو بیٹوں کیلئے ہی نہیں کیونکہ اس مقدمے کے تمام قیدی میرے بیٹے ہی تھے) میں دعا کیا کرتی تھی ''اے اللہ! تو خود اپنی رحمت سے ان کی نگہبانی فرما اور ان کی مصیبتوں کو ان پر ہلکا فرما'' خالد کی گرفتاری کے بعد مجھے پانچ جیلوں میں ملاقات کے لئے جانا پڑا تھا ''محمد طرہ'' کی جیل میں بڑا داماد، حامد قلعے کی جیل میں، چھوٹا داماد لیمان جیل میں اور خالد کے ابو ''ابی زعبل'' جیل میں بند تھے۔ میں جب ''سجن حربی'' میں خالد سے ملاقات کے لئے جاتی تو اسے انتہائی بلند حوصلہ پاتی۔ وہ ہمیشہ مسکراتا رہتا تھا۔ ایک بار بڑے جذبات سے کہنے لگا ''میں نے فرعون مصر یہودی انور کو قتل کر دیا ہے کیونکہ وہ اللہ کا انکاری ہو گیا تھا۔ اس نے شریعت کے احکام کی پیروی چھوڑ کر مسلمانوں کے خلاف یہودیوں سے معاہدہ کر لیا۔ اس نے مسلوب مسجد اقصیٰ سے خیانت کی ہے اور مسلمانوں کو جیلوں میں بند کر رکھا ہے۔ ان کے علماء کو گالیاں دی ہیں اور انہیں پاگل اور کتوں کے القاب دیئے ہیں۔'' خالد کہہ رہا تھا کہ میرا یہی عمل وہ حق ہے جس کے ذریعے سے میں نے اللہ کے دین کی پیروی کی ہے۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اپنے شہید بندوں میں شامل فرمائے۔ اپنی پہلی سماعت کی کارروائی سناتے ہوئے کہنے لگا: جب جج نے مجھے کہا کہ تم پر انور سادات کے قتل کا الزام ہے؟'' تو میں نے فوراً کہا: ''جی ہاں! میں نے اس ''سگ آزاد'' کو قتل کیا ہے۔ میں نے فرعون مصر کو قتل کیا ہے۔''

شہادت کا نیا جوڑا

مارچ کو پھانسی کی سزا سنائے جانے کے بعد اس سے ملاقات ہوئی تو اسے پھانسی کی سزا پانے والے مجرموں کا سرخ لباس پہنا دیا گیا تھا۔ مجھے دیکھ کر دور ہی سے پکار کر بولا ''امی جان! میرا نیا جوڑا کیسا لگ رہا ہے؟'' میں نے جواب دیا: ''ہمیشہ ہی نیا پہنو، سعادت کی زندگی جیو اور شہادت کی موت پاؤ''۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ شہید ہی رخصت ہوا، ''اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' اگلے روز ایک فوجی افسر نے مجھے خالد کی گھڑی اور اس کا آخری خط لا کر دیا جس میں اس نے لکھا تھا۔

خالد اللہ کے حضور میں

''محترم والد صاحب، امی جان، بھائی جان اور میری بہنو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! میں اپنے رب کے پاس جا رہا ہوں......''۔

خالد کی ابھی شادی نہیں ہوئی تھی۔ میں نے جب پڑھا کہ خالد اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گیا ہے۔ میں نے اپنا بیگ کھولا اور فوجیوں اور ان کے افسروں میں مٹھائی تقسیم کرنا شروع کر دی۔ میں نے کہا: ''یہ لو مٹھائی کھاؤ! آج خالد کی شادی ہے، آج ان شاء اللہ میں اپنے خالد کو جنت کی حوروں کے حجلہ عروسی میں بھیج رہی ہوں۔''

اگلے روز میں جیل میں اپنے بیٹے محمد سے ملنے گئی تو ساتھ ہی دودھ اور کھجوریں لیتی گئی میں نے وہاں کے باسیوں اور سپاہیوں میں وہ تقسیم کرتے ہوئے کہا۔ ''یہ میری طرف سے خالد کی دعوت ولیمہ ہے۔''

اس وقت ہر کوئی مجھے مبارک باد دے رہا تھا اور میں کہہ رہی تھی ''خالد میرے بیٹے نے تو بہت نفع بخش تجارت کی۔''

بہت سے لوگ اس موقع پر آبدیدہ بھی ہو گئے مگر اللہ کی قسم مجھے یقین ہے کہ خالد اللہ کے پاس شہادت کا درجہ پا چکا ہے۔

دیگر ماؤں کے لئے سبق

ایک ماں کی حیثیت سے ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے نوجوان مجاہدوں کی نسل تیار کریں کیونکہ ہماری اولاد ہماری گردنوں میں ایک امانت ہے۔ اسلام صرف تقریریں کر لینے یا نعرے لگانے لینے کا نام ہیں ہے بلکہ کچھ نہ کچھ قربانی پیش کرنے اور عمل کرنے کا نام ہے۔ جب مسلمانوں کی عزت خاک میں ملائی جا رہی ہو تو ماؤں کا فرض بنتا ہے کہ اللہ کی راہ میں اپنی اولاد پیش کرنے میں بخل سے کام نہ لیں۔ اگر خالد شادی شدہ ہوتا تو میں اس کی بیوہ بیوی کو یہی کہتی کہ بیٹی! صبر کرو۔ انا للہ پڑھو اور اسی طرح کہو جس طرح ام سلمہؓ نے اپنے پہلے خاوند کی موت کے وقت کہا تھا: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ!

اے اللہ! میری اس مصیبت پر مجھے اجر عطا فرما'' اور جس سے میں محروم ہو گئی ہوں اس کا نعم البدل عطا فرما۔ اس دعا کی قبولیت یہ ہوئی کہ اللہ نے انہیں شوہر کی جگہ رسول اکرم ﷺ کی زوجیت عطا کی۔ حالانکہ وہ یہ دعا کرتے ہوئے سوچا کرتی تھیں کہ کیا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا بھی کوئی نعم البدل ہو سکتا ہے؟

محترم خواتین آئیے ہم اور آپ مل کر دعا کریں کہ اللہ ہم سب کو شہادت عطا فرمائے اور شہیدوں والا مقام عطا فرمائے، آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

رزقِ حلال کی برکت

اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

”اے ایمان والو! کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو روزی دی ہم نے تم کو، اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اسی کے بندے ہو“۔

محترم خواتین، پیاری اور عزیز ماؤں! آج کے اس اجلاس میں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ کچھ دین کی باتیں عرض کروں۔ اگر چہ اس قابل تو نہیں۔ لیکن اللہ کے بھروسہ پر اپنی بساط بھر ضرور چند باتیں عرض کرنے کی کوشش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

معزز خواتین میں نے آپ کے سامنے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے رزقِ حلال اور کسب حلال کا حکم دیا ہے۔ اس لئے کہ رزق حلال کا حصول بنیادی چیز ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ حلال کمانا اور حلال کھانا مسلمان پر فرض ہے، رزقِ حلال کے بغیر کوئی عبادت، نماز، روزہ بھی قبول نہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ نے حرام سے بچنے کی سخت تاکید فرمائی ہے۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کا تقویٰ

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام حرام سے اس طرح بچتے تھے جیسے آدمی آگ سے بچتا ہے۔ صحابہ کرام حلال کے علاوہ کچھ استعمال نہیں فرماتے یہاں تک کہ مشتبہ مال اور مشتبہ چیزوں سے بھی اپنے آپ کو بچاتے تھے۔ ایسا ہی ایک واقعہ میں آپ کو علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کا سناتا ہوں۔ جب علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے تو ان کی نیک نہاد والدہ نے ایک بکری منگوا کر گھر میں رکھ لی۔ ان کے شوہر کے لئے یہ امر تعجب انگیز تھا، اس کے لئے انہوں نے ان سے پوچھا کہ بکری منگوانے کا کیا مقصد ہے؟“ اس پر ام اقبال نے جو جواب دیا وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے، بولیں! ”آپ کی آمدنی مجھے مشکوک نظر آتی ہے، اس لئے میں اپنے دودھ سے اپنے بچے کی پرورش نہیں کروں گی، بلکہ اسے بکری کا دودھ پلایا کروں گی۔ میں نہیں چاہتی کہ میرے بیٹے کے جسم میں ذرا سی بھی حرام غذا شامل ہو۔“

یہ جواب سن کر ان کے شوہر نے وہ پیشہ فوراً ترک کر دیا۔

دراصل یہ بھی سمجھانے کا ایک انداز تھا جہاں تک ان کے شوہر کے پیشے کا تعلق ہے تو وہ صریحاً حرام اور ناجائز نہ تھا بلکہ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ پیشہ مشکوک تھا لیکن نیک نہاد بیوی نے یہ بھی گوارا نہیں کیا۔ اب ذرا اس واقعہ کے بعد

کے نتائج پر بھی نظر ڈالیے! صالح بیوی کی نیک نیتی، خلوص اور حکمت تبلیغ سے شوہر نے فی الفور وہ پیشہ ہی چھوڑ دیا جس پر محض شک کیا گیا تھا۔ پھر صالح ماں کے صالح دودھ سے پرورش پا کر وہ بچہ بڑا ہو کر عالم اسلام کی ایک بڑی شخصیت بنتا ہے جسے دنیا علامہ اقبالؒ کے نام سے جانتی ہے۔ آج بھی ہمیں ایسی ہی صالح فطرت اور دین شناس ماؤں کی ضرورت ہے اسی صورت میں معاشرتی اصلاح فروغ پذیر ہوگی، معاشرہ دین کی ڈگر پر چلے گا کرۂ ارض پر اقامت دین کی تحریک پھلیں پھولیں گی اور دنیا صالح اور پرسکون پیغام سے آشنا ہوگی۔

آج اس پرفتن اور ہماہمی کے دور میں بہت کم ایسی مائیں رہ گئی ہیں جن کو اس بات کی فکر ہے کہ ان کے گھر میں حلال مال آئے اور حرام سے بچنے کی ان کو حد درجہ کوشش رہتی ہے۔

خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کی نیکی

واقعات میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نہایت نیک اور پاکیزہ خصائل رکھتی تھیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے بچہ کی اس طرح تربیت کی کہ آگے چل کر یہ فرزند ارجمند اپنے وقت کے نہ صرف بڑے عالم، بڑے زاہد بنے بلکہ اپنے زمانہ کے شیخ المشائخ اور داعیٔ اسلام بنے ہزاروں لوگوں نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ آج کے دور میں ہماری فکر اور ہماری سوچ کچھ ایسی بدل رہی ہے کہ جس میں حلال وحرام کی تمیز مشکل ہوگئی ہے۔ ہمیں ہر چیز کا خیال اور تمیز ہے لیکن اس بات کی احتیاط نہیں ہے کہ ہمارے شوہر ہمارے بچے حرام اور مشتبہ مال کمانے والے نہ ہوں بلکہ رزق حلال ان کا شعار ہو۔

حضور اکرم سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی نے دس درہم میں ایک کرتا (قمیص) خریدا لیکن اس میں ایک درہم حرام وناجائز مال سے ہو تو اس کرتے کو پہن کر نماز قبول نہیں ہوگی۔

کتنی مائیں اور بہنیں ایسی ہیں جو اپنے اہل خانہ کو رشوت خوری اور دھوکہ سے مال فروخت کرنے سے روکتی ہوں۔ قسم کھا کر مال بیچنا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے مال کی برکت ختم ہو جاتی ہے۔ حلال کمانا، انبیاء علیہم السلام کا شیوہ ہے اور حلال میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہے۔ میں اس سلسلہ میں ابھی بہت کچھ کہنا چاہتا ہوں لیکن وقت کی کمی کے سبب بس اسی پر اکتفا کر کے رخصت ہوتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حلال کو اختیار کرنے اور حرام سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

صالحہ عورت نیک نامی کا ذریعہ

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَمَنْ یَّقْنُتْ مِنْکُنَّ لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتَعْمَلْ صَالِحاً نُّؤْتِھَا اَجْرَھَا مَرَّتَیْنِ وَاَعْتَدْنَا لَھَا رِزْقاً کَرِیْماً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

’’اور جو کوئی عورت تم میں سے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور نیک کام کرے تو ہم اس کے اجر کو دوگنا کردیں گے اور اس کے لئے ہم نے عمدہ رزق تیار کر رکھا ہے‘‘۔

معزز ومحترم پردہ نشین خواتین! حمد وصلوٰۃ کے بعد ایک آیت اور اس کا ترجمہ آپ کے سامنے پیش کیا ہے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ صحیح صحیح کہنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

جیسے جیسے دورِ خیر القرون سے بعد ہوتا ہوگیا ہمارے اندر سے دین کا جذبہ اور اعمالِ صالحہ کی توقیر ختم ہوتی چلی گئی۔ آج صحابیات کے واقعات وحالات اور دین کے تعلق سے ان کی قربانیاں۔ آپ ﷺ سے محبت وعشق اور جاںنثاری وفداکاری کے قصے جو کتابوں میں ہیں بمشکل ہمیں یقین آتا ہے۔ یہ ہمارے ایمان کی کمزوری ہے آج احادیث وقرآن کی روشنی میں، میں کچھ معروضات پیش کرنا چاہتی ہوں۔

ایک حدیث میں ہے: قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ النِّسَاءِ خَیْرٌ قَالَ الَّتِیْ تَسُرُّہٗ اِذَا نَظَرَ وَتُطِیْعُہٗ اِذَا اَمَرَ وَلَا تُخَالِفُہٗ فِیْ نَفْسِھَا وَمَالَہٗ. (رواہ النسائی)

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ عورتوں میں سب سے بہتر عورت کون ہے، آپ نے فرمایا وہ جو اپنے شوہر کو خوش کردے جب وہ اسے دیکھے اور وہ اپنے شوہر کی اطاعت کرے جب وہ اس کو حکم دے اور وہ اپنے نفس اور شوہر کے مال میں شوہر کی حکم عدولی نہ کرے۔

اس حدیث میں نہایت عمدہ طور پر وہ حقوق بتادیئے گئے ہیں جو عورت کے اوپر مرد کی طرف سے عائد ہوتے ہیں۔

شریف بیوی خدا کی رحمت

خدائے بزرگ وبرتر نے انسان کو اس کلفت اور مصیبت بھری دنیا کی کٹھن اور دشوار منزلیں طے کرنے کیلئے شریف بیوی سے بہتر شریک رنج وراحت، سچی ہمدرد، پکی بہی خواہ، کوئی دوسری چیز نہیں دی۔ شوہر جب باہر کی دنیا کی تلخیاں جھیل کر گھر کے اندر داخل ہوتا ہے تب بہترین بیوی وہ ہے جو شوہر کی تلخیوں کو مسرت میں تبدیل کردے، اپنی محبت اور مؤدت اور بھروسہ سے اس کی دل شکستگی کو زندہ دلی، غم وکلفت کو

شگفتگی اور مصیبت ورنج والم کو راحت وسکون میں تبدیل کر دے اور وہ شوہر کے لئے سراپا رحمت اور گوشۂ عافیت بن جائے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خولید آپ ﷺ کی پہلی اہلیہ تھیں۔ان کی زندگی تک آپ ﷺ نے دوسری شادی نہیں کی۔ جب آپ ﷺ کو نبوت ملی اور فرشتہ جبریل علیہ السلام کے ذریعہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے وحی پہنچائی تو آپ پر اس کا شدید اثر تھا، یہ واقعہ غار حرا میں پیش آیا تھا، آپ وہاں سے اتر کر اپنے مکان پر آئے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تمام واقعہ بیان کر کے فرمایا مجھ کو اپنی جان کا خطرہ ہے تو اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جن الفاظ میں آپ کی ڈھارس بندھائی اور تسلی دی تاریخ میں وہ الفاظ محفوظ ہیں ''كَلَّا وَاللّٰهِ لاَ يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَداً اِنَّكَ تَصِلُ الرَّحِمَ وَتَقْرِيُ الضَّيْفَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتُصَدِّقُ الْحَدِيْثَ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ'' (بخاری شریف)

''ہرگز نہیں خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کریگا، آپ رشتہ داروں کے حقوق ادا کرتے ہیں، مہمانوں کی خاطر داری کرتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور سچ بات بولتے ہیں، ناداروں کی خبر گیری کرتے ہیں اور حق کے معاملہ میں ہمیشہ لوگوں کی مدد کرتے ہیں''۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا انتہائی باوقار اور اطاعت شعار بیوی تھیں، آپ نے اپنا تن من دھن حضور پر قربان کر کے ہمیشہ آپ کی ڈھارس بندھائی، آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے متعلق فرمایا جب لوگوں نے میری تکذیب کی تو انہوں نے تصدیق کی، جب لوگ کافر تھے تو وہ اسلام لائیں اور جب میرا کوئی معین نہ تھا تو انہوں نے میری مدد کی۔

مصیبت میں ثابت ہوئی رحمت حق تکالیف سے بے خبر بن گئی تو ترے باعث
آساں ہوئی زندگی محبت کا الفت کا گھر بن گئی۔

عورت فطرۃً وجود انسانی کا حصہ نصف ہے اور اس کا جز ولاینفک ہے، قدرت کا منشا بھی یہی ہے کہ ہر ایک انسان جو ماسوا سے مستغنیٰ ہو کر ایک دوسرے کا مددگار ایک دوسرے کا شریک اور ایک دوسرے کا ہر وقت رفیق اور غمگسار بن کر رہے نیز یہی وہ انمول موتی اور لاجواب خوش رنگ پھول ہے جس کا بدل قدرت نے پیدا ہی نہیں کیا، یہی مہر ووفا، محبت واتحاد کی مجسم تصویر ہے جس کو مرد نے اپنی روح رواں اور معاون زندگی قرار دے کر سب سے زیادہ قدر کی نگاہوں سے دیکھا ہے لہٰذا جو عورت ان اوصاف حمیدہ کی حامل ہوگی وہی کامیاب رفیقۂ حیات کہلائیگی اور ان عمدہ صفات سے خالی، ان قابل تعریف اوصاف سے بے بہرہ ہو، جو کمینہ اور بدتر خصائل کی مجموعہ ہو اس سے زیادہ تکلیف دہ قابل نفرت انسان کے لئے کوئی دوسری چیز نہیں ہو سکتی جس کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا'' مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً اَشَدُّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ'' (بخاری شریف) یعنی میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے کوئی فتنہ عورت سے اشد نہیں چھوڑا۔ نیز ارشاد ربانی ہے ''زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاءِ'' لوگوں کے لئے ان کی مرغوب چیزوں کی محبت یعنی عورتوں کو مزین کر دیا گیا۔

معاشرہ وخاندان کی اصلاح ودرستگی کیلئے عورت کا بہت بڑا رول اور کردار ہے اگر عورت چاہے تو پورے خاندان کو سدھار سکتی ہے اور اگر چاہے تو پورے معاشرے میں بگاڑ پیدا کر دے پہلے ہماری مائیں اور بہنیں نیک ہوا کرتی تھیں تو ان کی گود میں رابعہ بصری رضی اللہ عنہا اور عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگان دین اور مصلحین امت جنم لیتے تھے۔ آج ہم اپنے بچوں کی تربیت اور اصلاح کی طرف توجہ نہیں دیتے ہیں جس کی وجہ سے فاسق وفاجر اور نافرمان اولاد جنم لے رہی ہیں۔

ماں کی گود بچہ کا پہلا مدرسہ ہے اگر وہاں اس کی تعلیم وتربیت کا نظام صحیح ہو گیا تو آگے چل کر یہ اولاد نیک وصالح اور خاندان وقوم کا نام روشن کرے گی اور اس مدرسہ

میں صحیح تربیت نہ ہوسکی تو یہ والدین اور دین ومذہب اور قوم کے نام پر بٹہ لگ جائے گا۔فارسی کا ایک شعر ہے۔

خشت اول چوں نہد معمار کج
تاثریامی رود دیوار کج

''اگر معمار نے پہلی ہی اینٹ ٹیڑھی رکھدی تو اوپر تک پہونچنے والی دیوار ٹیڑھی ہی رہے گی''۔

اللہ تعالیٰ ہم میں اولاد کی تعلیم وتربیت اور خود اپنے اندر نیکی اور تقویٰ کا جذبہ پیدا فرمائے آخر میں ایک حدیث سنا کر اپنی بات ختم کرتی ہوں۔اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:''اَلدُّنْیَا کُلُّھَا مَتَاعٌ وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا اَلْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃِ'' پوری دنیا ایک نفع اٹھانے کی چیز ہے اور دنیا کی سب سے مفید چیز نیک عورت ہے۔
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ امت مسلمہ کی عورتوں کو نیک اور صالح بنائے،آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

صحابیات رضی اللہ عنہن کی قرآن سے محبت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ. قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ. قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ.

معزز اور قابل صد احترام خواتین! اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نہ صرف تلاوت کا حکم دیا بلکہ ارشاد فرمایا کہ تم ایسی تلاوت کرو کہ جس سے تلاوت کا حق ادا ہو اور دوسری آیت میں ارشاد فرمایا قرآن مجید کو ترتیل یعنی عمدہ قرأت سے پڑھو۔اور حضور اکرم ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے کہ تم میں سب سے بہتر آدمی وہ ہے جو قرآن مجید سیکھے اور سکھائے۔اللہ تعالیٰ ہم کو قرآن مجید سے خصوصی محبت والفت عطا فرمائے آمین!

سامعین عظام! قرآن مجید سیکھنا اور سکھانا فضیلت کا کام ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے ”خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ“ (مسلم) ”تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے“۔

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابیات اسلام قبول کرنے کے بعد سب سے پہلے قرآن سیکھنے کی طرف متوجہ ہوتے اور گھر گھر قرآن کی تعلیم ہوتی، خانگی مکاتب جاری ہو گئے تھے، صحابہ رضی اللہ عنہ ان کی اولاد اور بیویاں تک قرآن کی تعلیم سے بہرور ہو گئیں اور مدینہ منورہ اور اس کے اطراف میں جو بستیاں تھیں ان میں حفاظ کرام اور حافظہ خواتین کی تعداد بڑھ گئیں یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں نے بھی قرآن مجید کی چھوٹی بڑی سورتیں یاد کر لیں اور صحابیہ آپس میں بیٹھ کر قرآن ایک دوسرے کو سکھاتیں، اور فخریہ بیان کرتی تھیں کہ الحمد اللہ مجھے قرآن مجید کا فلاں فلاں حصہ حفظ یاد ہو گیا ہے۔

صحابیات کے گھروں میں بھی دینی مدارس

تعلیم قرآن کے میدان میں سب سے زیادہ خدمات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہیں۔ عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی قرآنی تعلیمات اور آیات کی تفسیر میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے اور وہ پردہ کے پیچھے سے ان کو بتلاتی اور ان کے سوالات کے جوابات دیتی تھیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے تعلیم قرآن کے لئے گھر میں ایک مدرسہ کھول لیا تھا اور ان کے مدرسہ سے فارغ ہو کر بعض لوگ قرآن کے بڑے عالم اور فنِ قرأت کے امام بنے مدینہ کے امام حضرت شبیہ بن اوضاع رحمۃ اللہ علیہ اور مدینہ کے سب سے بڑے قاری نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہی کے فیض یافتہ تھے۔

ایک دفعہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا چند عورتوں کے سامنے ”کٓھٰیٰعٓصٓ“ کی تفسیر بیان فرما رہی تھیں اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لائے اور بڑے غور سے اپنی لخت جگر

کی تقریر سنتے رہے، جب ان کا بیان ختم ہوا تو آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا: جانِ پدر! تمہارا بیان سنا اور مجھے بہت خوشی ہوئی کہ تم کلام الٰہی کے مطالب اتنے عمدہ طریقہ سے بیان کر سکتی ہو۔ (تذکار صحابیات ۹۴۹) حضرت جمیلہ بنتِ سعد رضی اللہ عنہا قرآن کا باقاعدہ درس دیا کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ ایک صحابی رسول حضرت داؤد بن حصین رضی اللہ عنہ ان سے قرآن پاک کا درس لیتے تھے۔ (تذکرہ صحابیات ۲۴۲)

حضور اکرم ﷺ سے صحابہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا یارسول اللہ سب سے افضل ذکر کیا ہے۔ ارشاد فرمایا قرآن کریم کی تلاوت، عرض کیا سمجھ کر یا بے سمجھے۔ یعنی مطالب اور معانی کے ساتھ یا ایسے ہی؟ فرمایا جس طرح چاہے پڑھو۔ اللہ تعالیٰ دونوں حالتوں میں تلاوت سے خوش ہوتے ہیں۔

ہماری بہنوں کو اللہ تعالیٰ نے ایمان سے نوازا ہے اور اپنے محبوب کا امتی بنایا ہے، اس کا شکر ادا کرنا چاہئے، ہر بہن کو نکاح اور شادی کے وقت قرآن کریم دیا جاتا ہے لیکن حال یہ ہے کہ سسرال میں آنے کے بعد سسر، ساس، نند، دیور، جیٹھ اور شوہر و جملہ اہل خانہ کو خوش کرنے میں لگے رہتے ہیں تا کہ حالات سازگار رہیں۔

لیکن میری بہنو! معاف کرنا ہم نے قرآن کی تلاوت کے ذریعہ کبھی اللہ کو خوش کرنے کی بات نہیں سوچی۔

حافظِ قرآن اللہ کا دوست ہے

سرکارِ دو عالم ﷺ نے خوش خبری دی ہے کہ جس مسلمان اور مومن کے دل میں قرآن محفوظ ہوتا ہے وہ اللہ کا دوست اور ولی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتے ہیں۔ آج کے ماحول میں ہماری کسی بڑے آدمی سے دوستی ہو جائے تو ہمیں کس قدر فخر ہوتا ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ حافظ قرآن کو اپنا دوست بنائے تو ہمیں خوشی نہیں ہوتی

اورہم اپنے بچوں یا بچیوں کوقرآن مجید حفظ کرانے کی کوشش نہیں کرتے ۔عام طور پر خوش حال لوگ یا عصری تعلیم یافتہ لوگ حافظ قرآن بنانا توہین سمجھتے ہیں اور وقت ضائع کرنا تصور کرتے ہیں۔سوچئے توسہی جس قوم نے قرآن مجید کی بدولت دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل کی ہوآج وہی قوم قرآن سے اتنی غافل ہے۔سچ کہا ہے علامہ اقبالؒ نے۔ ؎

وہ زمانے میں معزز تھے مسلمان ہوکر
اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہوکر

صحابیات قرآن مجید کی حافظہ تھیں

قرآن مجید سے مومن اور مسلمان کو محبت ہے اورقرآن کو متاعِ دین وایمان تصور کرتا ہے۔تلاوت قرآن کے ساتھ ساتھ صحابیات نے حفظ قرآن کا بھی اہتمام کیا۔حافظاتِ قرآن میں نمایاں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا، اور حضرت ام ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہا کا نام آتا ہے، اکثر صحابیات رضی اللہ عنہن کوقرآن کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور یاد اور حفظ ہوتا تھا۔

صحابہ کرامؓ اپنے گھروں میں بچوں اور عوتوں کوقرآن پڑھاتے تھے ۔رات کو مسلمانوں کے گھروں میں تلاوت قرآن مجید کی دلفریب گونج سنائی دیتی تھی ۔حضرت ام ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہا کوکتاب اللہ سے اس قدر محبت تھی کہ رات کے اکثر حصوں میں قرآن مجید کی تلاوت کرتی رہتی تھیں یہاں تک کہ صبح ہوجاتی ۔(سیر الصحابیات)

قرآن مجید میں یدطولیٰ کی حیثیت رکھنے والی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے کہ وہ اکثر قرآن دیکھ کر پڑھتی تھیں اور جب اکثر یہ آیت "وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ" پڑھتی تواس قدر روتیں کہ ان کا دوپٹہ بھیگ جاتا۔مگر ہائے

افسوس!میں اس دورکوڈھونڈتا ہوں اورترستا ہوں جس کے بارے میں ہماری بزرگ مائیں بتاتی ہیں کہ صبح کے وقت اگر مسلمانوں کے محلوں کی گلیوں سے کوئی گذرتا تو ہر گھر سے قرآن کی تلاوت کی آواز آتی تھی ۔علمائے کرام تواس زمانہ میں بہت کم تھےلیکن کم پڑھے لکھے لوگ بھی اور عورتیں بھی قرآن کی تلاوت کوصبح کے وقت فرض تصور کرتی تھیں۔آج اس آواز اورقرآنی شوق اوراس کی محبت سے محروم ہوگئے۔

اے کاش!ہم میں پھرایسا جذبہ پیدا ہوجائے کہ ہماری ماؤں کوقرآن کے بغیر سکون اور چین نہ ملے۔پہلے زمانہ کی عورتیں اپنے بچوں کودودھ پینے کے زمانہ میں کئی کئی بڑی بڑی سورتیں یاد کرادیا کرتی تھیں۔لیکن افسوس آج توہم اپنے بچوں کوسونے اور جاگنے کی دعا بھی سکھانے کیلئے تیار نہیں فلمی گانے اورڈسکوڈانس کے مکروہ عمل سے ہی زندگی شروع ہوجاتی ہیں۔حالانکہ سرکاردوعالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

تلاوت قرآن مجید ایک اہم عبادت کے ساتھ ایمان کوتروتازہ رکھنے کا موثر ذریعہ ہے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا"اپنے گھروں کونماز اورتلاوت قرآن سے روشن رکھو"۔اسلام کے ابتدائی زمانے میں صحابیات کی تعلیم کا انتظام گھر ہوتا تھا۔حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں بچیاں آکر قرآن مجید پڑھتی اور سمجھتی تھیں۔صحابیات کوقرآن مجید سیکھنے کا اتنا شوق تھا کہ اس معاملے میں دوسرے سے آگے بڑھنے کی فکر میں رہتی تھیں ۔بعض صحابیات رضی اللہ عنہن نے اپنے شوہروں سے مہر کے عوض قرآن سیکھنے کوکافی سمجھا اوراس پرراضی بہ رضا رہیں۔(مسلم)

قرآن مجید میں صحابیات کاغوروتفکر

امہات المومنین رضی اللہ عنہن کوقرآن مجید کی کوئی آیت یا لفظ سمجھ میں نہیں آتا تھا توحضوراکرم ﷺ سے سوال کرتیں اورآپ اس کی تفسیر فرمادیتے،احادیث میں اس قسم

کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ اصحاب بدر وحدیبیہ جہنم میں داخل نہیں ہوں گے۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اعتراض کیا کہ خدا تو فرماتا ہے "وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا" تم میں ہر شخص وارد جہنم ہوگا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں لیکن یہ بھی تو ہے "ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا" پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں زانوؤں پر گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔ (مسند احمد)

صحابیات رضی اللہ عنہن میں قرآنی معلومات کی ماہر ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ ان کے بعد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نمبر آتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہ جب کبھی قرآن مجید کی کسی آیت کو سمجھنے سے قاصر ہوتیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف رجوع کرتیں' سعی صفا ومروہ کے بارے میں حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کو یہ غلط فہمی ہوگئی تھی کہ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا۔ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی سعی کرے تو گناہ ہے لیکن اگر کوئی چھوڑ دے تو بھی مؤاخذہ نہ ہوگا۔ پھر حضرت عائشہ نے انہیں سمجھایا کہ دراصل مسلمان اس سعی کو مکروہ سمجھنے لگے تھے کیونکہ زمانہ جاہلیت میں وہاں بت رکھے ہوئے تھے۔ اس لئے اللہ نے فرمایا سعی کرو یہ شعائر میں سے ہے۔ (بخاری)

جس دل میں قرآن نہیں وہ ویران ہے

ایک سچی مومنہ اور مسلمان عورت کی شان یہ ہے کہ باحیاء اور پاکیزہ اخلاق والی ہو اور قرآن مجید پڑھا ہو اور اپنے معاملات اور مسائل سے واقف ہو اور ذکر اللہ کے ساتھ نماز کی پابندی اور پھر قرآن مجید کو سمجھنے والی ہو۔ کیونکہ دینداری۔ پرہیزگاری، اور اللہ کا خوف جس کو حاصل ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول اور محبوب ہے۔ ایک مومن اور مسلمان عورت کے لئے اس سے بڑی اور کیا سعادت ہوسکتی ہے۔ قرآن مجید کا

سیکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس آدمی کے دل میں قرآن مجید کا کچھ حصہ نہیں ہے اس کا دل ویران گھر کی مانند ہے۔" (ترمذی)

حدیث پاک میں آتا ہے کہ قیامت کے دن قرآن مجید، اپنے تلاوت کرنے والے کے بارے میں اللہ سے جھگڑے گا۔ مطلب یہ کہ اس کی سفارش اور اس کی حمایت میں اللہ تعالیٰ سے خوبیاں بیان کرے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قرآن کی تلاوت کے طفیل اس بندہ کی مغفرت فرما دیں گے۔

قرآن مجید صحابیات کا عمل

حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سالم کو اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا اور جاہلیت کی رسم کے مطابق ان کو حقیقی بیٹوں کے حقوق حاصل ہوگئے تھے لیکن قرآن مجید کی جب یہ آیت نازل ہوئی "اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ" تو ان کی بی بی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ ہم سالم کو اپنا بیٹا سمجھتے تھے اور وہ ہمارے ساتھ گھر میں رہتے تھے اور ان سے کوئی پردہ نہیں ہے لیکن اس آیت کے نازل ہونے کے بعد اب آپ ﷺ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ ان کو دودھ پلاؤ چنانچہ دودھ پلانے سے وہ ان کے رضاعی بیٹے ہوگئے۔" (ابوداؤد)

پیاری ماؤں اور بہنو! آپ ﷺ اور صحابیات کا دور خیر القرون کا دور تھا چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے "خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ" میرزمانے کے لوگ سب سے بہتر ہیں پھر وہ لوگ جو ان سے قریب ہیں پھر وہ لوگ جو ان سے قریب ہیں۔ ایک دوسرے موقع پر آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں "لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِيْ وَرَاٰ مَنْ رَاٰنِيْ" جہنم کی آگ اس مسلمان کو نہیں چھو سکتی جس نے مجھے دیکھ لیا یا میرے دیکھنے والوں کو دیکھ لیا۔ جن کے متعلق

صادق ومصدق ﷺ نے ایسی ایسی خوشخبریاں بیان فرمائی ہوں ان کا قرآن پر رات ودن عمل، حکم قرآنی کے سامنے اپنی تمام خواہشات کو ترک کردیں اور ہم بھی انہیں کے پیروکار ہونے کا دعویٰ کرتی ہیں۔ لیکن ہمارا یہ حال ہے کہ معانی قرآن اور حفظ قرآن تو درکنار قرآن کریم کے الفاظ پڑھنے اور تلاوت کی بھی توفیق نہیں ہوتی، خیراب تک جو زندگی گذر چکی اس پر افسوس کریں اور آئندہ کے لئے یہ عہد کریں کہ قرآن کو اپنے سینے سے لگائیں گے اور اس کی تعلیم کو عام کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

حضرت فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

تحقیق مسلمان مرد عورتیں اور ایمان دار مرد ایماندار عورتیں اور بندگی کرنے والے مرد بندگی کرنے والی عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں محنت جھیلنے والے مرد محنت جھیلنے والی عورتیں اور ڈرنے والے مرد، ڈرنے والی عورتیں، اور صدقہ کرنے والے مرد

صدقہ کرنے والی عورتیں اور روزہ دار مرد، روزہ دار عورتیں حفاظت کرنے والے مرد اپنی شہوت کی جگہ کو اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور بکثرت اللہ کو یاد کرنے والے مرد اور بکثرت اللہ کو یاد کرنیوالی عورتیں اللہ نے ان کے واسطے معافی اور بڑا ثواب رکھا ہے۔

معزز ماؤں اور بہنو! حضرت فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا کے متعلق آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ یہ تابعین کے دور کی ایک معروف وشہید خاتون اسلام ہیں۔ جن کے دادا علی ابن ابی طالب اور داماد رسول ﷺ ہیں اور ان کی دادی سارے جہاں کی عورتوں کی سردار نبی کریم ﷺ کے جگر کا ٹکڑا حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا ہیں اور ان کی نانی مشہور صحابی حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں جن کا نام ام اکلثوم ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت یکتائے روزگار گھر میں ہوئی اور وہ فاضلات تابعی خواتین میں سے تھیں۔

حضرت فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا نے ۴۰ھ میں آنکھیں کھولیں۔ پرہیزگاری سے متصف اور عبادت سے محبت کرتے ہوئے بچی سے جوان ہوئیں انہوں نے صحابہ کرام اور علمائے کرام سے عالم حاصل کیا۔ گویا وہ پاکیزہ اور مبارک حسب ونسب علم وفقہ اور روایت احادیث کا مجموعہ تھیں۔ انکی روایات ابوداؤد سنن ترمذی سنن ابن ماجۃ میں ملتی ہیں اور ابن حبان نے ان ثقات میں شامل کیا ہے۔

فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا کی روایت کردہ حدیث۔ ایک روایت خود انہوں نے اپنے والد حسین رضی اللہ عنہ سے کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''مجذوم میں پر نظر مت جماؤ جب تمہارے اور ان کے درمیان ایک نیز فاصلہ ہونا چاہئے۔

مجذوم وہ شخص ہے کہ کوڑھ کی وجہ سے اس کے اطراف بوسیدہ ہو گئے ہو (یعنی گل گئے ہوں) اور منع کئے جانے کا مطلب یہ ہے کہ نظریں جمانے سے وہ حقیر نظر آئے گا، اور دیکھنے والا خود کو افضل سمجھے گا اور مریض کو اس سے تکلیف ہوگی۔

فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا کا نکاح

حضرت فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے خوب حسن و جمال عطا فرمایا تھا۔ وہ بہت خوبصورت تھیں اور اللہ نے انہیں ظاہری ادب، اخلاق، حیا سے بھی مزین کیا تھا۔ اُس دور میں اپنے حسن و جمال میں کوئی ثانی نہیں رکھتی تھیں اور یہ فاطمہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے مشابہ تھیں اور فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا حورعین جیسی لگتی تھیں۔ حضرت حسین ابن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی شادی اپنے بھتیجے عبداللہ ابن الحسن رضی اللہ عنہ سے کی تھی اور یہ پہلا جوڑا ہے جس میں حسن اور حسین کی اولاد جمع ہوئی۔

ان کے صاحبزادے عبداللہ بن الحسن بنو ہاشم کے شیخ اور ان میں سب سے آگے اور فضل، علم، بزرگی میں ان سے برتر تھے۔ ان کی ولادت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہوئی اس لئے وہ کہا کرتے تھے کہ ''میں آنحضرت ﷺ سے دوسروں کے مقابلے میں زیادہ قریب ہوں''

عبداللہ ابن الحسن رضی اللہ عنہ کے فضائل اور وفات

عبداللہ بن الحسن رضی اللہ عنہ صورتاً آنحضرت ﷺ کے مشابہ تھے۔ اور ان کے محاسن کے بارے میں مصعب زبیری نے فرمایا تھا کہ: ''ہر اچھائی کا اختتام عبداللہ بن الحسن رضی اللہ عنہ پر ہوتا ہے۔'' اور جب یہ کہا جاتا کہ لوگوں میں خوبصورت کون؟ جواب ملتا عبداللہ بن الحسن رضی اللہ عنہ! اور جب یہ کہا جاتا کہ لوگوں میں افضل کون؟ جواب ملتا عبداللہ بن الحسن رضی اللہ عنہ! اور یہ کہا جاتا کہ لوگوں میں خوش کلام کون؟ جواب ملتا عبداللہ بن الحسن رضی اللہ عنہ!

اور فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا کو اولاد کی نگرانی اور اعلیٰ اخلاق کی تربیت اور علم وادب سے نشو ونما کرنے کی وجہ سے بڑی فضیلت حاصل ہے۔ اسی تربیت کی وجہ سے

ان کے بچے علماء کے پیشواء اور اپنے دور کے امام بنے۔ فاطمہ نے اپنے شوہر کے ساتھ چند خوشگوار سال گذارے لیکن ان کے شوہر کی زیادہ زندگی نہیں تھی۔ جلد ہی انہیں اجل نے آن لیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا بڑے مقام پر فائز تھیں

فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا بڑے مقام پر فائز تھیں۔ تابعین کے دور کی خواتین میں رفعت مکانی رکھتی تھیں اور ان کی بات امراء وخلفاء کے ہاں سنی جاتی تھی اور ان کی عظمت اور بڑے مقام بزرگی کی وجہ سے یزید بن عبدالملک نے والیٔ مدینہ منورہ کو معزول کر دیا تھا۔ ہوا یوں کہ عبدالرحمٰن بن ضحاک بن قیس الفہری مدینے کا والی تھا۔ اس نے عبداللہ بن عمرہ کی وفات کے بعد انہیں نکاح کا پیغام دیا تو انہوں نے کہ میں نکاح نہیں کرنا چاہتی میں تو بس اپنی اولاد کے درمیان بیٹھوں گی وہ اس سے بچتی رہیں اور وہ ان کو برا بھلا کہنے لگا۔ ان کے خوف کی وجہ سے (یعنی اس سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا۔) عبدالرحمٰن بن ضحاک نے بڑی منتیں کیں، لیکن جب وہ ان کی طرف سے مایوس ہو گیا تو دھمکی دی کہ ''اگر تو نہ مانے گی تو تیرے بڑے بیٹے (عبداللہ بن الحسن رضی اللہ عنہ) کو شراب پینے کے (جھوٹے) الزام میں کوڑے لگوا دوں گا۔ تو پھر فاطمہ نے یزید بن عبدالملک کو ایک خط دمشق لکھا اور اس کو خبر کر دی اور اپنی قرابت اور صلہ رحمی یاد دلائی اور ابن الضحاک کی خواہش اور دھمکی بھی لکھ بھیجی۔

یزید تو خط پڑھتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور نیزے کے سہارے چلنے لگا اور کہتا جاتا کہ ابن ضحاک نے بڑی جرأت کی ہے۔ ہے کوئی شخص جو میرے بستر پر مجھے اس کی سزا کی آواز سنوا دے، کسی نے کہا کہ عبدالواحد بن عبداللہ اشعری ایسا کر سکتا ہے۔ اس نے فوراً اسے کاغذ منگوا کر خط لکھا وہ طائف میں تھا۔

فاطمہ حق گو اور جرأت مند تھیں

فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا کی بزرگی اور تکریم بہت ہے اور ایک ممتاز مقام اپنے معاصرین میں انہیں حاصل ہے۔ (اختلاف طبقات پر) اور ان کی تعظیم کی۔ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی تعظیم کے امتداد کی وجہ سے بہت ہی زیادہ تھی۔

فاطمہ ایک جرأت مند دل رکھنے والی خاتون تھیں اور یہ کسی کے بھی سامنے حق کہنے سے نہیں ڈرتی تھیں۔ جب ان کے والد شہید کیئے گئے اور بنات آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں لے گئے تو انہیں یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے جایا گیا تو فاطمہ نے کہا اے یزید! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں ''قیدی'' ہیں۔

یزید نے کہا نہیں بلکہ معزز اور آزاد خواتین ہیں جایئے اپنی چچازاد بہنوں سے ملئے (یعنی یزید کی بیٹیوں وغیرہ سے) تو جب یہ وہاں داخل ہوئیں تو ابوسفیان کی اولادوں میں سے کوئی عورت ایسی نہ تھی جو (حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر) افسوس اور بکاء نہ کر رہی ہو۔ پھر یہ مدینہ منورہ نکل آئیں اور وہیں اقامت پذیر ہوئیں۔

فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا کے اخلاق کریمانہ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اخلاق کریمہ، جو کہ فاطمہ کی طبیعت بن چکے تھے کہ وہ بدی کے راستے سے بہت دور رہیں۔ بھلائی اور نیکو کاروں کو پسند کرتی تھیں اور بھلائی کے کاموں پر حریص تھیں اور خرچ کرتی تھیں اور ان کے اخلاق کی شہرت ان کے فضل وشرف کرم واحسان کی وجہ سے لوگوں تک بہت جلدی پہنچ گئی تھی۔

مورخین نے لکھا ہے کہ کمیت بن زید الاسدی رضی اللہ عنہ ایک بار آپ کی خدمت میں آیا تو آپ نے کہا کہ یہ ہم اہل بیت کا شاعر ہے اور پھر ایک پیالہ میں اپنے ہاتھ

سے ستو بنا کر اسے بھجوا دیا، اس نے پیا۔ پھر آپ نے تین دینار یا ساٹھ دینار اسے دینے کا حکم دیا۔ اس کی آنکھیں بھر آئیں کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں یہ نہیں لوں گا میں آپ لوگوں سے دنیا کے واسطے محبت نہیں کرتا۔

حضرت فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا کے نفیس اقوال بھی جوان کی بھر پور عقل کی غماز اور انکی حسن خبر، کمال صفت اور اللہ تعالیٰ کے خوف کی نشاندہی کرتے ہیں۔

ان کے مشہور اقوال کتب تواریخ میں موجود ہیں۔ ان میں سے یہ ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے اپنی اولاد کو جمع کیا اور کہا کہ بے وقوفوں میں سے کوئی بے وقوف کامیاب نہیں ہوا اور نہ ہی وہ اپنی لذت کو پاتا ہے۔ صرف جوان مردی کی صفات والے ہی کامیاب ہوتے ہیں۔ اس لئے اللہ کے خوف کے سائے میں پناہ لو۔

عمر بن عبدالعزیز کے یہاں آپ کی عزت

فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا فضل وشرف دین کی انتہاء پر تھیں۔ ذکر وتسبیح ہمیشہ جاری رکھتی تھیں۔ ان سے کوئی کلمہ فضول صادر نہیں ہوتا تھا۔ وہ پاک نفس، صاف دل تھیں۔ ان کا سینہ بغض وکراہیت سے خالی تھا اور ان کا دل کبھی مخلوق پر تنگ نہیں ہوا۔ بلکہ وہ برائی کے معنی سے بھی ناواقف تھیں۔ اسی لئے وہ لوگوں کی نظروں میں عظیم تھیں۔ خصوصاً عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے یہاں۔

عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ان کی بہت تعظیم کرتے اور ان کی صلاحیت ومرتبہ کو پہچانتے تھے۔ ایک مرتبہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا کا ذکر ان کے یہاں ہوا تو کہا کہ وہ شر سے ناواقف ہیں تو عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شر کی عدم معرفت نے ان کو شر سے بچایا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ہر اس شخص کا اکرام کرتے تھے جس کو کوئی قرابت یا صلہ رحمی اہل بیت سے حاصل ہوتی۔ وہ اللہ کے دیئے ہوئے مال اور غنائم سے ان کی

خدمت بھی کرتے تھے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا عمر کے عمل اور ان کی اہل بیت سے رعایت کی بڑائی بیان کرتی تھیں۔ جب عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو فاطمہ بہت زیادہ غمگین ہوئیں اور ان کے محاسن کو یاد کرتی اور ان کے فضائل گنوائیں۔ علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ''الکامل'' میں اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں ذکر فرمایا ہے کہ جویریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم فاطمہ بنت الحسین کے پاس آئے تو انہوں نے عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی تعریف کی۔

وفات اور تدفین

اسی طرح فاطمہ اپنی تربیت کی رعایت کرتے ہوئے اپنے رب کی نداء پر لبیک کہتے ہوئے ۱۱۰ھ میں رخصت ہوئیں اور مدینہ منورہ میں مدفون ہوئیں۔

یہ فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا ان چند خواتین میں سے تھیں جنہوں نے آخرت کی زندگی کو فنا ہونے والے متاع پر ترجیح دی اور ہمیشہ کی (نعمتوں) کی حقدار بنیں۔

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ ''اے اللہ ہمارے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے''۔ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ فَضْلِکَ ''اے اللہ ہمارے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے''۔

اللہ تعالیٰ ہم تمام ماؤں اور بہنوں کو حضرت فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

ہندوستان کی بہادر بیٹی عابدی بیگم

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لاَ نَبِیَّ بَعْدَہٗ، اَمَّا بَعْدُ، قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِیْھِنَّ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ. فَقَدْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ. اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ.

قابلِ قدر معلمات، بوڑھی ماؤں اور پیاری بہنو! آج کے اس عظیم الشان جلسہ میں آپ کے سامنے ایک شجاع اور بہادر خاتون کا تذکرہ کرنے جارہا ہوں جس نے استخلاصِ وطن کی خاطر عظیم قربانیاں دیں اس کا تذکرہ کرنے سے قبل تاریخ ہند کی تھوڑی سی سیر کرانا چاہتا ہوں۔ ہندوستان کے اس طویل وعریض رقبۂ ارض پر مسلمانوں نے بڑی شان کے ساتھ ایک عرصۂ دراز تک حکومت وسلطنت کی باگ ڈور سنبھالی لیکن جب مسلمانوں کے آخری خاندان، خاندان مغلیہ کا دور آیا تو اس دور میں ہندستان کی جنت نشان زمین پر انگریزوں کا منحوس اور ناپاک قدم پڑا اور اپنی

عیاری ومکاری سے اولاً فروغ تجارت کی غرض سے حکومت وقت سے اجازت لے کر ایسٹ انڈیا کمپنی کی بنیاد رکھی۔ لیکن جب خاندان مغلیہ کی بنیادیں کمزور پڑنے لگیں اور ان کے ستونوں کو دیمک اور گھن کھانے لگے اور اپنے مورثوں کی طرح جفاکش، ایثار وقربانی نہیں رہی تو انگریز نے سیاست میں دخل اندازی شروع کی اور آہستہ آہستہ اپنی چالبازی وہوشیاری اور اپنوں کی بے وفائی وغداری کی وجہ سے انگریز پورے ملک پر قابض ہوگئے اور ہندوستانیوں کا خون پانی سے زیادہ ارزاں اور سستا کردیا اور اس کی آوارہ فوجیں لال قلعہ کی درودیوار سے ٹکرانے لگیں تو محمد بن قاسم اور صلاح الدین ایوبی کی ایمانی فراست جاگ اٹھی تو دہلی کے سب سے بڑے اور بوریا نشین عالم شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان کے دارالحرب ہونیکا فتویٰ دیا۔ فتویٰ بجلی کی طرح پورے ہندوستان کے چپہ چپہ میں پھیل گیا۔ پھر کیا تھا کہ ہر ایک کے اندر آزادی جنگ اور استخلاص دھن کے جذبات نے انگڑائیاں لینی شروع کردیں۔ اس میں مسلمان پیش پیش تھے۔ اس لئے کہ ملک مسلمانوں سے چھینا گیا تھا۔ تو فطری طور پر مسلمان ہی زیادہ مشتعل ہوئے اور ایک طویل زمانہ تک تو مسلمان تنے تنہا جنگ آزادی کا سفر کرتا رہا اور برادران وطن کا نمبر تو بہت بعد میں آیا لیکن جب برادرانِ وطن کے ساتھ لڑنا پڑا تو مسلمان ایک قدم بھی پیچھے نہیں رہا اور صرف مردوں نے ہی نہیں بلکہ پردہ نشین خواتین اور ہاتھوں میں چوڑیا پہننے والی عورتیں بھی اس کے لئے پیش پیش تھیں۔ آج انہیں خواتین میں سے ہندوستان کی دھرتی پر جنم لینے والی ایک بہادر اور فعال، متحرک، ملک ووطن قوم وملک سے محبت کرنے والی ایک خاتون عابدی بیگم کا تذکرکرتا ہوں، عابدی بیگم کا نام ان قابل صد احترام مسلم ماؤں میں ہوتا ہے، جنہوں نے مسلمانوں کی جدوجہد آزادی میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ پاکستان بننے سے پہلے سیاسی طور پر شہرت حاصل کرنے والی وہ

پہلی ہندوستانی مسلمان خاتون تھیں۔انہوں نے مسلمانوں میں بیداری اور آزادی کا جذبہ پیدا کرنے کیلئے بڑی قربانیاں دیں۔وہ ہندوستان کے نامور فرزند مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کی ماں تھیں۔انہوں نے تحریک خلافت کے ذریعہ سے مسلمانوں کی بکھری ہوئی قوت کو جمع کیا اور خود کو مسلمانوں کی ترقی کیلئے وقف کر دیا۔وہ مسلمان خواتین میں یہ احساس پیدا کرنا چاہتی تھیں کہ مردوں کے ساتھ انہیں بھی کسی خوف اور گھبراہٹ کے بغیر آگے آنا چاہئے۔

ان کی یہ آواز تھی ملک کا دورہ کر کے باشندگان ملک کو انگریزوں کے خلاف تیار کرتیں اور محبین وطن کو غیرت دلاتی تھیں کہ کب تک غلامی کی زنجیروں میں جکڑے رہو گے یہ ملک تمہارا ہے تم اس ملک کے اصل مالک ہو، انگریزوں کے ناجائز قبضہ سے ملک کو چھڑاؤ اور اگر اس کے لئے جان دینے کی ضرورت پڑے تو جان بھی دے دو۔بقولِ شاعر ؎

بدتر موت سے بھی غلامی کی زندگی
مرجائیو مگر یہ گوارانہ کی جیو

میں تو یہ کہتا ہوں کہ مسلمانوں کے زوال سے انسانیت لاوارث، علم وتہذیب آوارہ، قومیں اور سلطنتیں شتر بے مہار، مساعی بے نتیجہ، علمی وصنعتی ترقیات باعث ہلاکت اور خودکشی کا سامان بن گئیں۔اور ملک اجتماعی ومنظّم طریقہ پر ہلاکت وتباہی کے غار کی طرف رواں دواں ہوگیا۔پھر اگر صحیح منزل کی طرف بازگشت کی کوئی امید اور نجات کا راستہ ہے تو یہی ہے کہ مسلمان پھر منصب قیادت پر فائز ہیں اور ملک کی رہنمائی مسلمانوں کے حصہ میں آئے،اسی کی خاطر عابدی بیگم نے خود کو اور اپنے دو فرزند کو محمد علی جوہر اور شوکت علی کو وقف کر دیا تھا۔مجھے اسی بہادر خاتون کی سیرت وسوانح بیان کرنا ہے۔

عابدی بیگم امروہہ میں پیدا ہوئیں۔مغلیہ دربار میں ان کے خاندان کو ایک اہم مقام حاصل تھا۔۱۸۵۷ء میں جب جنگ آزادی کا زور ہوا تو ان کے خاندان پر بھی مصیبت آئی۔انگریزوں نے ان کے خاندان کے بے شمار مردوں کو قتل کروادیا۔کچھ کو گولی سے اڑادیا اور کچھ کو پھانسی دے کر انکے سروں کا کاٹ کر لٹکادیا گیا۔

یہ سب مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے ساتھ انگریزوں سے لڑنے میں مصروف تھے۔بی اماں کے سگے ماموں بھی بغاوت کے جرم میں پھانسی پر لٹکادیئے گئے۔بی اماں کے والد کسی طرح جان بچا کر اپنے کنبے کے ساتھ ریاست رام پور میں آکر بس گئے۔یہیں ان کی شادی ہوئی۔ان کے ایک بیٹی اور پانچ بیٹے تھے۔رام پور میں جب چیچک کی وبا پھیلی تو بی اماں کے شوہر اس بیماری میں چل بے۔اس وقت ان کی عمر صرف اٹھائیس برس تھی۔اپنے بچوں کی خاطر انہوں نے دوسری شادی نہیں کی۔اپنی تمام عمر اپنے بچوں کی اچھی تعلیم وتربیت کیلئے وقف کردی تھی۔

حضرت مولانا محمد علی جوہر کی والدہ بہت زیادہ پڑھی لکھی خاتون نہیں تھیں۔البتہ وہ قرآن مجید کی تلاوت کے بعد اردو کا ترجمہ بھی پابندی سے پڑھا کرتی تھیں تاکہ قرآن کریم کا منشاء اور اس کے احکامات ان کی سمجھ میں آسکیں۔وہ اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے ساتھ جدید تعلیم سے بھی آراستہ کرنا چاہتی تھیں اور ان کی یہ سب سے بڑی خواہش اور آرزو تھی کہ وہ اپنے تمام بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلائیں۔لیکن مالی حالات اس کی اجازت نہیں دے رہے تھے۔کیوں کہ کسی بھی اچھے اسکول میں داخل کرنے کیلئے اس زمانہ کے اعتبار سے بڑے سرمائے کی ضروت تھی۔انہوں نے ہمت نہیں ہاری وہ اس بات سے متفق نہیں تھیں کہ انگریزی پڑھ لکھ کر بچے بے دین ہوجاتے ہیں۔دراصل اس وقت ایسا ماحول نہیں تھا۔جیسا کہ آج آزادی اور بے راہ روی کا زمانہ ہے۔وہ انگریزوں کے اور ان کی تہذیب کے ضرور خلاف تھیں لیکن انگریزی

زبان پڑھانے کی خواہش مند تھیں ان کا خیال تھا کہ انگریزوں سے اور زمانہ کے حالات سے اسی وقت باخبر رہا جاسکتا ہے جبکہ دنیا سے رابطہ کی زبان پر عبور حاصل ہو۔ چنانچہ انہوں نے اپنا زیور مہاجن کے یہاں گروی رکھ دیا اور مولانا محمد علی جوہر کی تعلیم کا بندوبست کیا۔ ان کا یہ خاموش جذبہ آگے چل کر رنگ لایا اور ان کے دونوں بیٹوں محمد علی اور شوکت علی مجاہدین آزادی بنے اور ملک وملت کا نام روشن کیا۔

چنانچہ گول میز کانفرنس جو لندن میں ہوئی تھی۔ اس کے سربراہ مولانا محمد علی جوہر بنے۔ آپ نے ہندوستان کی آزادی کے لئے جو آخری تقریر گول میز کانفرنس میں کی تھی وہ تاریخ کے اوراق میں موجود ہے۔ مولانا محمد علی جوہر کو انگریزی زبان پر اس قدر عبور حاصل تھا کہ جب تقریر کرتے تھے تو انگریز لیڈران اور افسران بھی دنگ رہ جاتے تھے۔ مولانا کو بنانے اور سنوارنے میں اور ان کی تربیت اور پرورش کرنے میں ان کی والدہ عابدی بیگم عرف بی اماں کا خاصا دخل ہے۔

جولائی ۱۹۱۹ء میں آل انڈیا خلافت کمیٹی کا قیام عمل میں آیا۔ جس زمانے میں تحریک خلافت عروج پر تھی اس وقت بی اماں کی عمر اسّی سال تھی، لیکن اس عمر میں بھی ان کی ہمت جوان تھی اور انھوں نے اپنے گرفتار بیٹوں کی کمی پوری کردی تھی۔ ایسے وقت میں وہ بڑے حوصلے کے ساتھ کھڑی ہوئیں اور بڑی ہمت سے پورے ہندوتان کا دورہ کیا۔ تحریک کے لئے چندہ جمع کرنے کے دوران انھیں یہ افواہیں سننے کو ملیں کہ ان کے دونوں بیٹوں نے اعتراف کرلیا ہے کہ انہوں نے ہی مسلمانوں کو بغاوت پر ابھارا ہے اور اب وہ معافی مانگنے پر تیار ہیں۔

اس موقع پر بی اماں نے فوراً انہیں خط لکھا کہ ابھی میرے بوڑھے ہاتھوں میں اتنی طاقت ضرور موجود ہے کہ تم دونوں کا گلا گھونٹ سکوں۔ اگر تم نے معافی مانگی تو میں واقعی تم دونوں کا گلا گھونٹ دوں گی۔ انہوں نے واضح کردیا کہ حق کے لئے جان دینا

آسان ہے لیکن باطل کے سامنے سر جھکانا مسلمان کے عقیدے اور ایمان کے خلاف ہے۔ اس وقت تحریک کے سلسلہ میں چندہ جمع کرنے کی مہم میں خواتین بہت کم شریک ہوتی تھیں۔ لیکن عابدی بیگم نے تحریک خلافت کی چندہ مہم میں شامل ہوکر ملک وقوم کا حق ادا کردیا اور اس میدان میں سب کو پیچھے چھوڑ دیا اور قومی شجاعت پر چھا گئیں۔ ان کی بہو، یعنی مولانا محمد علی جوہر کی اہلیہ نے بھی ان کا بھرپور ساتھ دیا۔ مولانا جوہر جیل میں نظر بند تھے اور یہ دونوں عورتیں تحریک خلافت کی بقاء کے لئے سارے ہندوستان کا دورہ کرکے چندہ جمع کررہی تھیں۔

مولانا جوہر کی والدہ اچھی مقررہ اور نہایت پاکیز جذبہ والی خاتون تھیں۔ انہوں نے جامعہ ملیہ دہلی کے جلسہ میں کہا کہ میں گھر سے باہر محض اس لئے آئی ہوں کہ میری زندگی کا سب سے بڑا مقصد ملک کی آزادی ہے۔ میں اپنی آنکھوں سے وہ منظر دیکھنا چاہتی ہوں، جب ملک پر مسلمانوں کا پرچم لہرا رہا ہو۔ جسے برٹش حکومت نے اتار پھینکا ہے۔

۱۳/نومبر ۱۹۲۴ء کو بی اماں اللہ کو پیاری ہوگئیں۔ وہ اپنی زندگی میں آزادی کے خواب کی تعبیر تو نہ دیکھ سکیں، لیکن جدوجہد آزادی میں ان کے کردار نے مسلمانوں کو روشنی کی جو کرن عطا کی تھی اس کے اجالے میں ۱۹۴۸ء میں ہندوستان نے انگریزوں سے اپنے ملک کو آزاد کرانے میں کامیابی حاصل کرلی۔

ایسی بہادر اور شجاع خواتین اسلام میں بہت سی گذری ہیں جن کے کارناموں سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔

مولانا محمد علی جوہر لندن گئے۔ وہ ان کا آخری سفر ثابت ہوا انہوں نے گول میز کانفرنس میں کہا کہ مجھے برٹش حکومت سے ہندوستان کی آزادی چاہئے۔ اگر آزادی نہیں تو پھر مجھے دوگز زمین اپنے ملک میں دیدو تاکہ میں یہاں زندگی کا آخری

سانس لے سکوں۔ بالآخر مولانا جوہر اسی دوران بتاریخ ۴/جنوری ۱۹۳۱ء کی صبح کو لندن میں انتقال کر گئے اور آپ کی لاش کو بیت المقدس کے احاطہ میں دفنایا گیا۔ معزز خواتین! آپ سوچیں سمجھیں، ماں کی تربیت کا اثر بچوں پر ضرور پڑتا ہے۔ آپ سے مؤدبانہ گذارش کرتا ہوں کہ ہم سبھی اپنے دین و مذہب کے لئے اپنے ملک اور قوم کے لئے ہر قسم کی قربانی کیلئے نہ صرف خود تیار رہیں بلکہ اپنے بچوں میں بھی ملک وملت کی قربانی کا جذبہ پیدا کریں تاکہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو۔ اور جذبۂ شہادت کے طفیل اللہ کے محبوب بندوں میں ہمارا شمار ہو۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

قرآن مجید کی حقانیت اور صداقت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

بے شک ہم نے ہی اتارا ہے اس ذکر (قرآن) کو اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

معزز خواتین اسلام معلمات اور صدر جلسہ! آج کے اس عظیم الشان جلسے میں حفاظت قرآن سے متعلق کچھ باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ صحیح صحیح کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سامعین عظام! اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس دنیائے آب وگل میں بہت سے انبیاء ورسل مبعوث فرمائے جن کی ٹھیک تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اسلامی روایت

کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ورسل مبعوث فرمائے۔ ان میں کچھ تو ایسے آئے کہ ان کو نئی کتاب وشریعت دی گئی اور کچھ تو ایسے رہے کہ اپنے پیشرو نبی کی شریعت وکتاب کی تبلیغ واشاعت کرتے رہے۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ملاعلی قاری نے ذکر کیا کہ چھوٹی بڑی ساری کتابیں ایک سو چودہ (۱۱۴) ہیں۔ جو اللہ نے نازل فرمائی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی بھی کتاب کی حفاظت ونگہداشت اپنے ذمہ نہیں لی اور نہ ہی اس کا وعدہ کیا ہے۔ بلکہ ہر کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری اس کے ماننے والوں کے سپرد کردی گئی۔ جب تک ان لوگوں نے اس کی حفاظت کی، وہ کتاب محفوظ رہی اور جب کنارہ کشی اختیار کی تو وہ کتاب ان سے ضائع ہوگئی اور جو چند کتابوں کے ہم نام جانتے ہیں وہ سب کی سب محرف ومبدل ہوچکی ہیں اسی ارشاد نبوی ہے کہ نہ تم ان آسمانی کتابوں کے حکم کی تصدیق کرو نہ تکذیب کرو۔ مبادا ایک بات کی تصدیق کرو اور وہ جھوٹی ہو یا ایک بات کو جھٹلاؤ اور وہ صحیح ہو اور ان کتابوں کے محرف ومبدل اور محفوظ نہ رہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ کتابیں ایک وقت اور زمانہ تک کیلئے تھیں لیکن قرآن خدا کا آخری کلام ہے اور رہتی دنیا تک کیلئے ہے اس کے بعد کوئی کتاب آنے والی نہیں جسے اب کوئی نبی نئی شریعت وکتاب لے کر نہیں آئے گا اس لئے اللہ تعالیٰ نے خود ہی اس کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری لے لی، اگرچہ اس کے مٹانے اور تبدیل وتحریف کرنے کے لئے لاکھ کوششیں کی جائیں گی۔ جیسا کہ دشمنان اسلام پر ہر زمانہ میں ایسا کرتے چلے آئے ہیں لیکن اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔

قریش کو اپنی زبان دانی اور فصاحت وبلاغت پر ناز تھا اسی لئے وہ ساری دنیا کو گونگا سمجھتے تھے وہ پڑھنے لکھنے کو عیب سمجھتے تھے۔ ان کی چھوٹی چھوٹی چھوکریاں بڑے بڑے مجمع میں بڑے فصیح وبلیغ انداز میں تقریر کردیا کرتی تھیں اور برجستہ اشعار پڑھ دیا کرتی تھیں۔ لیکن قرآن کی فصاحت وبلاغت اور اس کے اعجاز کیسامنے گھٹنے

ٹیک دیئے اور قرآن نے انہیں چیلنج کیا۔ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا.
اے نبی فرمادیجئے اگر سارے انسان وجنات اس جیسا قرآن پیش کرنے کیلئے اکٹھا ہوجائیں تو اس جیسا قرآن نہیں پیش کرسکتے۔ اگرچہ ایک دوسرے کی مدد ہی کیوں نہ کریں۔ پھر قرآن نے نزول فرما کر تحدی کیا۔ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ آپ فرمادیجئے کہ اس قرآن جیسی دس سورتیں بنا کر پیش کردو لیکن صدائے برخواست پھر تیسری مرتبہ اس سے نزول کر کے تحدی کیا۔ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ کہ تم اس قرآن جیسی صرف ایک چھوٹی سی صورت ہی بنا کر پیش کردو قرآن نے آگے یہ بھی فرمایا کہ لَنْ تَفْعَلُوْا کہ تم ہرگز ہرگز یہ کام نہیں کرسکتے ہو۔ ائمۃ الکفر نے اس چیلنج کا جواب دینے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگادیا لیکن سب کو اپنے منہ کی کھانی پڑی اب آپ غور فرمائیں کہ جب اس زمانے کے فصحاء وبلغاء اپنے کو عربی اور باقی دنیا کو عجمی کہنے والے قرآن کی ایک معمولی سی سورت پیش نہیں کرسکے تو اب اس دور انحطاط وپستی میں جبکہ خود باشندگان عرب ہی قرآن کی زبان صحیح طور پر سمجھنے سے قاصر ہیں تو دوسروں کو جو کہ عربی زبان میں نابلد ہیں وہ قرآن جیسی سورت کہاں پیش کرسکتے ہیں اور حق تو یہ ہے کہ آج اپنے تو اپنے غیروں نے بھی قرآن کی حقانیت اور اس کے آسمانی ہونے کی شہادت دی ہے۔ میور کہتا ہے کہ ہم قرآن کو بعینہ محمد ﷺ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ سمجھتے ہیں جسے کہ مسلمان خدا کا کلام کہتے ہیں۔

یوں تو قرآن مجید کو مٹانے کیلئے عیسائی، یہودی قادیانی اور ان کے پالتو ادارے پوری قوت سے سرگرم عمل ہیں جب برصغیر میں انگریز حکمران تھا تو یہ قرآن مجید ہی تھا جو ان کی آنکھ میں خار بنکر کھٹکتا رہتا تھا۔ اسی وجہ سے انہوں نے پہلے تو یہ پروگرام بنایا کہ پورے برصغیر سے قرآن مجید مسلم گھرانوں سے چھین کر یا خرید کر

سمندر میں پھینک دیا جائے جس پر عمل بھی کیا۔ علاوہ ازیں علماء کرام کو قتل کیا تا کہ قرآنی علوم کے وارثوں کا برصغیر سے خاتمہ ہو جائے۔

خدا بھلا کرے علمائے کرام کا کہ انہوں نے انگریز کی شاطرانہ چالوں کو بھانپ لیا اور پورے برصغیر میں دینی مدارس اور مکاتب قرآن کا جال بچھا دیا۔ جب انگریزوں کو اپنی یہ چال کامیاب ہوتی نظر نہ آئی تو انگریز نے ایسے ایجنٹ تلاش کرنا شروع کر دیئے جو ان کے مقاصد پورا کر سکتے ہوں۔ انہیں میں قادیان ضلع گورد اس پور پنجاب کا مغل خاندان تھا۔ جو انگریز کا شروع دن سے نمک خوار رہا۔ اس خاندان میں انگریز کی نظر مرزا غلام مرتضٰی کے بیٹے مرزا غلام احمد قادیانی پر پڑی۔ انگریز جس ''گندگی'' کی تلاش میں تھا وہ مرزائے قادیانی کی ذات میں چھپی ہوئی نظر آئی۔ وہ ویسے بھی سرکار کا ملازم تھا۔ انہوں نے اس سے سیالکوٹ کی کچہری کی ملازمت چھڑوائی اور، پہلے مبلغ اسلام، پھر مجدد، پھر مہدی اور پھر مسیح کے منصب پر بٹھایا تا آں کہ اس کے لئے نبوت ورسالت کا تخت سجا کر اس پر بٹھا دیا گیا۔

انگریز مسلمانوں کے ایمان کی مضبوطی اور جذبہ جہاد سے خائف تھا۔ ان کا مقصد تھا کہ مسلمانوں کو ایمان سے محروم کر دیا جائے اور ان کے دلوں سے جذبہ جہاد کو کھرچ دیا جائے۔

چنانچہ اس منحوس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کیلئے سب سے پہلے ان شاطر انگریزوں نے قرآن کریم کو ختم کرنے اور صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے ۱۸۴۶ء سے ۱۸۴۹ء میں یعنی صرف تین سالوں میں تین لاکھ قرآن کریم کے نسخے جلا دیئے۔

لیکن جسے خدا رکھے اسے کون چکھے آج وہ سارے کے سارے اتباع مسیح کا دعویٰ کرنے والے منحوس انگریز جنھوں نے قرآن کریم کے نسخے جلائے ان کا نام ونشان مٹ گیا لیکن قرآن کا ایک حرف بلکہ ایک شوشہ اور نقطہ بھی کم نہ ہوا بلکہ جس

طرح قرآن آپ ﷺ پر اترا تھا اسی طرح آج بھی موجود ہے اسی قرآن ہی کی وجہ سے مسلمانوں کی وجود وبقاء ہے چنانچہ اس وائسرائے ہند نے کہا کہ جب یہ دو چیزیں مسلمانوں میں نہیں ہوں گی تو ہماری حکومت کو برصغیر سے کوئی ختم نہیں کر سکتا چناچہ مرزا نے دھوکہ اور فریب دنیا شروع کر دیا۔ مبلغ اسلام اور مناظر اسلام کا روپ دھار کر اس نے کچھ بے وقوف لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا کر ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈال دی۔

قرآن پاک میں لفظی ومعنوی تحریف کی۔ انگریز کے اشارے پر جہاد کو حرام قرار دیا اور یوں جو لوگ اس کے ساتھ جڑے وہ ایمان جیسی عظیم دولت سے محروم ہو گئے اور ان کے دلوں سے جذبہ جہاد بھی مفقود ہو گیا۔

الغرض کبھی کسی روپ میں اور کبھی کسی روپ میں قرآن مجید کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی کوشش کی گئیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اور یوں اعلان فرمایا ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ

ہم ہی نے اسے نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

انگریز اسے نہ مٹا سکے، یہودی اس کو ختم نہ کر سکے، مرزا قادیانی اپنے تمام تر وسائل اور کوششوں کے باوجود اس کا کچھ نہ بگاڑ سکا تو آج بھی اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور نہ قیامت تک کوئی بگاڑ سکتا ہے۔

جب روس نے اپنی نزدیک ترین مسلم ریاست پر قبضہ کیا تو اس نے اس پورے علاقہ (جو دینی علوم کا گہوارہ تھا) سے قرآن مجید کو مٹانے کی پوری کوشش کی۔ نادر ونایاب کتب خانے نذر آتش کر دیئے، نماز پڑھنے پر پابندی لگا دی تھی، مسلمان چھپ چھپ کر نماز ادا کرتے تھے، ہر وقت روسی انٹلی جنس سائے کی طرح مسلط رہتی تھی۔ پھر بھی مسلمانوں نے اپنے دین وایمان کو سینے سے لگائے رکھا۔ وہ قرآن پاک

بھی پڑھتے رہے اور نمازیں بھی ادا کرتے رہے۔مرور زمانہ کی وجہ سے ان مسلم ریاستوں میں قرآن مجید کے نسخے نایاب ہوگئے۔لیکن کیا قرآن میں کوئی کمی بیشی ہوسکی،قرآن میں کچھ تحرف وتبدل اور ردوبدل ہوسکا ہرگز نہیں۔

قول خدا کا قول رسول فرمان نہ بدلا جائے گا
بدلے کا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

یہ چند باتیں تمہیداً عرض کی گئیں۔اصل مقصد روزنامہ جنگ لاہور میں شائع ہونے والی دو اہم خبروں کی طرف قارئین کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔اگر ہم ان خبروں کو قرآن مجید کی صداقت وحقانیت کے دوتازہ نشان قرار دیں تو بجا ہوگا۔اللہ تعالیٰ بعض مرتبہ گمراہ انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کیلئے نشانات دکھلاتا رہتا ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے فرمانبردار بندے بن جائیں اور گمراہی وضلالت سے نکل کر آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دامن رحمت سے وابستہ ہوجائیں جب کہ ایسے نشانات اہل ایمان کی تقویت کا باعث بنتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید کا سچا پیروکار بنائے۔آمین!

محترم خواتین صحابہ وصحابیات قرآن پر عمل کرکے کہاں سے کہاں پہونچ گئیں جو خدا اور رسول کے نام سے ناآشنا بتوں کے پوجنے والے۔مردار کھانے ،شراب پینے والے دنیا کی رنگ رلیوں میں مست آخرت سے لاابالی لیکن جب قرآن ان کی زندگیوں میں آیا ہے تو زاہد شب زندہ دار، دن کے مجاہد وشہسوار، اپنوں کے لئے رحم وکرم کا پیکر کفار کے لئے سخت چٹان، دین کے داعی اسلام کے سپاہی خدا اور رسول سے محبت وعشق کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

جو نہ تھے خود راہ پر اوروں کے رہبر بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

آج ہم کو اسی قرآن پر عمل کرکے ہی نجات مل سکتی ہے۔ایک سچی خبر آپ کو سنا رہا ہوں کہ ڈیرہ مراد جمال کے ایک محلے کے جھونپڑی نما گھر میں ایک عورت کھانا پکا رہی تھی کہ تیز آندھی سے چنگاریاں اٹھیں،جن سے گھر میں آگ لگ گئی جو آناً فاناً تین ملحقہ گھروں میں پھیل گئی اور شعلے بلند ہونے لگے۔اس دوران ایک گھر سے قرآن پاک اڑا اور قبلہ کی طرف پرواز کرگیا۔چمکتی ہوئی شئے کی صورت میں اڑتے قرآن پاک کا یہ معجزہ وہاں موجود درجنوں افراد نے دیکھا۔قرآن پاک آسمان پر جاکر غائب ہوگیا۔آتشزدگی سے تینوں گھروں کا سامان جل کر خاکستر ہوگیا۔فائر بریگیڈ نے موقع پر پہنچ کر آگ پر قابو پالیا۔۔

کیا یہ قرآن کریم کا ایک کھلا ہوا معجزہ نہیں ہے کہ آگ کاغذ کو جلائے بغیر نہیں چھوڑتی مگر وہی کاغذات جس میں قرآن کی آیتیں لکھی ہوئی ہیں، اس کو آگ نہیں جلا رہی ہے۔

عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قرأت سے انگریز کا کلیجہ پھٹنے لگا

حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں رام پور کی جیل میں تھے۔جیل میں دانے دیئے گئے کہ ان کا آٹا پیسو،کہا گیا کہ عطاء اللہ تو باغی ہے،اس لئے تیری یہی سزا ہے کہ تو آج چکی پیس۔بخاریؒ کہتے ہیں کہ مجھے مزہ آیا میں رومال اتار کر رکھ دیا، وضو کرکے،بسم اللہ پڑھ کے میں نے چکی بھی پیسنی شروع کردی اور سورہ یٰسین کی تلاوت بھی شروع کردی۔بخاریؒ کہتے ہیں کہ جب میں نے قرآن کو سوز سے آواز سے پڑھا تو سپرنٹنڈنٹ جیل قریب تھا، وہ اپنے گھر سے نکل کر آیا اور قریب آکر روتا ہوا کھڑا ہوگیا اور جیل کا دروازہ کھلوادیا، کہنے لگا: ''عطا اللہ! تجھے تیرے نبی کی قسم ہے بس کر! اگر تو نے دو آیتیں اور پڑھیں تو میرا جگر پھٹ جائے گا۔''

قرآن مجید کا معجزہ

پاکستانی فضائیہ کے ایک بمبار پائلٹ کو گردے میں اکثر درد رہا کرتا تھا۔ ڈاکٹروں نے بار بار آپریشن کا مشورہ دیا مگر وہ ملک پر جنگ کے بادل دیکھ کر آپریشن سے بچتا رہا کہ ۶ ردسمبر ۱۹۶۵ء میں ہندوستان و پاکستان کی جنگ ہو رہی تھی۔ فضائیہ کے عملے کو معلوم تھا کہ فلاں پائلٹ درد گردہ سے بے حال ہوجاتا ہے اسے غیر یقینی پائلٹ کے ساتھ جنگ کے دوران کوئی بھی شخص navigator بننے کو تیار نہ تھا۔ اس کے جذبہ کو دیکھ کر ایک نوجوان تیار ہوگیا اور یہ بمباری کرنے جاتا رہا۔ درد گردہ سے بچنے کے لئے پرواز سے پہلے اور دوران واپسی پر وہ قرآن مجید کی یہ آیت پڑھتا رہا۔

”اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ“ سترہ روزہ جنگ کے دوران اسے ایک مرتبہ بھی گردہ میں تکلیف نہ ہوئی اور جب امن چین ہوگیا تو اس کا آپریشن ہوا، دونوں گردوں میں سے اُنیس پتھریاں نکالی گئیں۔ ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ اُنیس پتھریوں والے گردے ناکارہ ہوجاتے ہیں اور اس کے لئے کوئی بھی جسمانی مشق کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ اللہ کے کلام کی شفا کی برکت سے یہ شخص دوسروں سے زیادہ سرگرم رہا اور اس کی کارگزاری تندرست ساتھیوں سے کم نہ رہی۔

قرآن کریم ایک عظیم نعمت خداوندی اور نسخہ کیمیا ہے کہ جو جسموں کا علاج بھی کرتا ہے اور روحوں کا بھی علاج بھی، قرآن ایسی کتاب ہے کہ جس کے پڑھنے سے دل اکتاتا نہیں، طبیعت بیزار نہیں ہوتی، ایک ختم کرنے کے بعد پھر دوبارہ پڑھنے کا دل کہتا ہے اور ہر مرتبہ حلاوت اور چاشنی نصیب ہوتی ہے آج اگر یہود ونصاریٰ کے عبادت گاہوں اور گرجا گھروں میں جا کر دیکھیں تو ہر صومعہ اور کلیسا میں الگ الگ انجیل وتوریت ملے گی لیکن قرآن جہاں بھی دیکھیں گے ایک ہی ملے گا خواہ

ہندوستان میں دیکھیں یا انگلستان میں، تاریخ میں ایک واقعہ لکھا ہے وہی عرض کر کے اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ مامون کے دربار میں ایک دن مجلس لگتی تھی اور بلاتفریق مذہب وملت ہر کسی کو شریک ہونے اور اپنا کلام پیش کرنے کی اجازت تھی چنانچہ ایک مرتبہ ایک یہودی نے بڑی مدلل اور عمدہ بحث کی، مامون الرشید بڑا متاثر ہوا اور اس سے کہا کہ اگر مسلمان ہوجاؤ تو بڑے منصب پر فائز کردوں گا۔ اس یہودی نے مسلمان ہونے سے انکار کردیا۔ مامون الرشید نے کہا تمہیں اختیار ہے پھر مجلس برخواست ہوئی اور سب اٹھ کر چلے گئے پھر دوسرے سال یہ شخص مسلمان ہوکر آیا، اور شریک مجلس ہوا، تو مامون نے مسلمان ہونے کی وجہ دریافت کی اس نومسلم نے کہا کہ میں بہت کامیاب خطاط ہوں اور انجیل وتوریت لکھ کر بیچتا ہوں لوگ اچھے داموں پر خرید لیتے ہیں۔ ایک مرتبہ آزمائش کیلئے کہ قرآن محرف ہے یا صحیح۔ میں نے توریت انجیل اور قرآن کے چند نسخے لکھے اور پوپ کے پاس کلیسا میں پہونچا انہوں نے بڑی آہو بھگت کی اور اچھے داموں پر انجیل لے لیا۔ یہودیوں کی عبادت گاہ میں ان کے عالم کے پاس پہونچا تو انہوں نے بھی اچھے داموں میں خریدا اور بڑی بڑی آہو بھگت کی مگر قرآن لے کر مسلمانوں کے پاس پہونچا تو جس کے پاس بھی جاتا تو وہ کھول کر دیکھتا کہ صحیح ہے کہ نہیں جب دیکھتا کہ اس میں غلطی ہے تو ہر کسی نے لینے سے انکار کردیا تو میں نے سمجھ لیا کہ جس مذہب کی کتاب محفوظ ہے یقیناً وہ مذہب بھی صحیح ہے اس لئے میں نے اسلام قبول کرلیا۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔

مکاں فانی مکیں فانی ازل تیرا ابد تیرا
خدا کا آخری پیغام ہے تو جاوداں تو ہے

اللہ ہم سب کو قرآن کا سچا پیروکار بنائے، آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ☆

دینداری کی بنیاد پر شادی کی جائے

اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مسلمان ہی رہ کر مرو۔''

سامعین عظام، معزز خواتین، ماؤں اور بہنو! میں جب قرون اولیٰ کی مسلم خواتین کی سیرت کا مطالعہ کرتا ہوں اور آج کی مسلم خواتین کی سیرت و کردار کا جائزہ لیتا ہوں تو زمین و آسمان بلکہ اس سے بھی زیادہ فرق معلوم ہوتا ہے صحابیات و تابعیات کی سیرت و کردار ان کے افعال و اخلاق، معاشرت زندگی اللہ و رسول کی اطاعت

وفرمانبرداری اور پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کا ایسا جذبہ ان کے اندر موجزن تھا اپنے اور غیر ہر ایک متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے اور بکثرت لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو رہے تھے۔ ایک ایک عورت اور باندی کے اخلاق سے متاثر ہوکر پورا خاندان اور گھرانہ مسلمان ہوجاتا تھا۔

لیکن آج مسلمان عورتوں کا حال سماج میں کچھ ایسا ہے جس کی وجہ سے غیر مسلم مرد اور غیر مسلم عورتیں ہماری بداعمالی کے سبب ایمان نہیں لاسکتیں۔

جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دین کو مکمل کردیا اور رسول اکرم ﷺ کے بعد تمام عالم کو دین کی دعوت دینے کی ذمہ داری مسلمانوں کے سپرد کی۔ ہمیں تو اسلام کو ایک اچھے نمائندے کے طور پر بڑی حکمت کے ساتھ اس طرح پیش کرنا چاہئے تھا کہ غیر مسلمین دین اسلام کی خوبیوں کے سبب بآسانی اسے قبول کرلیں۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ہم ایسا کرنے سے عاجز بنے ہوئے ہیں۔

اسلام تو بڑا ہی لچکدار مذہب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے آسانیاں چاہتا ہے تاکہ وہ شکر کریں اور وہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے لیکن غیر مسلمین کیلئے مذہب اسلام میں داخلے کا راستہ ہم نے خود بند کیا ہے جس کی جواب پرسی قیامت میں ہم سے ضرور ہوگی تب ہم کیا جواب دیں گے؟

انٹرنیٹ اور فلمی اشتہارات کی تباہ کاریاں

غیر اسلامی نظریات، جدید یورپین امریکن روایات اور خیالات کی تقلید خاندان کے لئے سب سے بڑا بیرونی خطرہ ہے۔ نوجوان نسل میں لباس، خوراک اور بودوباش کے مغربی طور طریقے رائج ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ انٹرنیٹ پر موجود کروڑوں فحش ویب سائٹس، سیکڑوں ٹی وی چینلوں پر چلنے والی بے ہودہ فلموں اور

اشتہارات نے اخلاقیات کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ میں اس بات کا منکر نہیں ہوں کہ انٹرنیٹ سے کوئی فائدہ نہیں لیکن اتنا ضرور ہے کہ انٹرنیٹ سے جیسے فائدہ ہے اسی طرح نقصان بھی بکثرت ہے اس لئے ایک صالح اور عمدہ معاشرہ اسی وقت وجود میں آسکتا ہے جب تعلیمات اسلام سے وابستہ ہوں۔ جوں جوں مسلمان اسلام سے دور ہورہے ہیں مادہ پرستی ان پر غالب آرہی ہے ایک دوسرے کے لئے قربانی دینے کے جذبات جو ایک خاندان کی بقا وسلامتی اور سکون کے لئے لازمی جز ہیں، ختم ہوتے چلے جارہے ہیں۔ نہ شوہر بیوی کیلئے قربانی دینا چاہتا ہے نہ بیوی شوہر کے لئے۔ پھر دونوں بچوں کے لئے قربانی دینے سے گریز کرنے لگتے ہیں۔ اس وجہ سے ایک دوسرے سے قربت کے بجائے نفرت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اصل میں نکاح کیلئے نبی اکرم ﷺ نے جو شرط عائد کی ہے وہ اس حدیث سے واضح ہے۔ فرمایا: عورتوں سے ان کے حسن وجمال کی وجہ سے شادی نہ کرو، ہوسکتا ہے کہ ان کا حسن ان کو تباہ کرے اور نہ ان کے مال دار ہونے کی وجہ سے شادی کرو، ہوسکتا ہے کہ ان کا مال انہیں طغیان اور سرکشی میں مبتلا کردے، بلکہ دین کی بنیاد پر شادی کرو۔'' (بخاری)

آج کل بے جوڑ شادیاں ہورہی ہیں، لوگ پیسہ دیکھ کر لڑکی دیتے ہیں، نہ ان کا حسب نسب دیکھا جاتا ہے، نہ خاندان کا پس منظر۔ اسی طرح کردار کی تحقیق بھی نہیں کی جاتی، چنانچہ بعض مرتبہ اس قدر سنگین نوعیت کی حقیقت سامنے آتی ہے کہ سوائے پچھتاوے کے کچھ ہاتھ نہیں آتا، یا تو لڑکی گھٹ گھٹ کر زندگی گزار دیتی ہے۔ یا طلاق یا خلع کے ذریعہ علیحدگی اختیار کرکے اپنے ساتھ اپنے والدین کے لئے بھی مسائل ومصائب کا باعث بنتی ہے۔ دونوں صورتوں میں خاندان کی بنیادوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ چنانچہ رشتے طے کرتے وقت ان امور کا خیال رکھنا اور ذمہ داری کے ساتھ رشتہ طے کرنا، ایک نئے خاندان کو مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔

افسوسناک بات یہ ہے کہ آج کے مادہ پرستانہ ماحول کے زیر اثر اب مرد ایسی بیویاں تلاش کرتے ہیں جو کمانے والی ہوں تا کہ ان کے معاشی معاملات میں ان کا ہاتھ بٹائیں۔ اس کے بھی بداثرات عائلی زندگی پر مرتب ہوتے ہیں اور بچے ماں کے پیار ومحبت اور عادات واطوار سے کلی طور پر محروم ہوتے جارہے ہیں اسی کو اکبر الہٰ آبادی نے کہا تھا۔

طفل میں خو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دودھ ہے ڈبے کا تعلیم ہے سرکار کی

آج ایسی لڑکیوں سے شادی کرنے اور گھر آباد کرنے کی ضرورت ہے جن میں اسلامی تعلیم اسلامی اخلاق پایا جائے۔ اسلام کی تعلیم سے دین ودنیا میں سرخروئی اور سرفرازی حاصل ہوتی ہے۔

مسلمان عورتوں کے لئے خوشخبری

اسلام ایک سچا مذہب ہے۔ یہ حقیقت پر مبنی ہے۔ وہ شان وشوکت اور دکھاوے کی بات نہیں کرتا۔ قرآن کہتا ہے: ''ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو، وہ تمہارا لباس ہیں تم ان کا لباس ہو، عورت پر جیسے فرائض ہیں ویسے ہی ان کے حقوق ہیں۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''عورت جب پانچوں وقت کی نماز پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے، اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہوجائے''۔ اور اللہ تعالیٰ نے مردوں کو یہ حکم دیا ہے کہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (عورتوں کے ساتھ اچھی طرح گذارہ کرو) نبی کریم ﷺ نے اپنے قول وفعل سے آیت مذکورہ کی تشریح فرمائی ہے چنانچہ

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا خَیَارُکُمْ خَیَارُکُمْ لِنِسَاءِ هِمْ وَاَنَا خَیَارُکُمْ لِنِسَائِیْ ۔تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے لئے سب سے بہتر ہوں اور میں اپنی بیویوں کے لئے تم میں سب سے بہتر ہوں۔

اسی طرح آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَیْراً. میں تم لوگوں کو عورتوں کے بارے میں بھلائی کی نصیحت کرتا ہوں میری اس نصیحت کو قبول کرو اور بہت سی احادیث میں نبی اکرم ﷺ نے عورتوں کے ساتھ حسن معاملت اور بھلائی و خیر خواہی کی بڑی تاکید فرمائی ہے اسلام چونکہ آفاقی مذہب ہے اس کی تعلیم آفاقی، اس کا کلچر آفاقی، اس کا تہذیب وتمدن آفاقی اس لئے اسلام نے ہر ایک کو اس کے حقوق دے کر اس کے حوصلہ کو بلند کیا اور اسلام تو صرف بیوی بچوں میں نہیں بلکہ اسلام خاندان کا ایک وسیع تصور رکھتا ہے۔ایک مسلم خاندان میں صرف میاں بیوی اور بچے ہی شامل نہیں ہوتے بلکہ دادا دادی، نانا نانی، چچا، پھوپیاں، ماموں، خالائیں وغیرہ بھی شامل ہوتی ہیں۔

> اسلام خاندان کا ایک ایسا تصور پیش کرتا ہے جو حقوق وفرائض اور خلوص ومحبت اور ایثار وقربانی کے اعلیٰ ترین قلبی احساسات اور جذبات کی مضبوط ڈوریوں سے بندھا ہوا ہوتا ہے۔

اسلام خاندان سے بننے والے معاشرے کے جملہ معاملات کو اساس اخلاق کو بناتا ہے۔اللہ تعالیٰ عائلی زندگی میں پرائیویسی کا تحفظ چاہتا ہے جو عائلی زندگی کی جان ہے۔لہٰذا ایک خاندان کو کم از کم دو کمروں کا مکان میسر ہونا چاہئے کہ ان کی نجی زندگی میں خلوت اور سکون کے لمحات انہیں میسر ہوں۔چنانچہ شادی اور ولیمے کی تقریبات پر لاکھوں روپے رسوم ورواج اور دھوم دھڑاکے پر ضائع کرنے سے بہتر یہ ہوگا کہ نئے جوڑے کے لئے ایک علیحدہ گھر کا بندوبست کرنے کی کوشش کی جائے۔

اسلام خونی رشتوں کو اہمیت دیتا ہے

آج کا دور انتہائی پرفتن دور ہے لیکن ایسا کہنا درست نہ ہوگا کہ ایسا دور انسانی تاریخ میں پہلے کبھی نہیں آیا، اس لئے اس سے نمٹنا ممکن نہیں۔اس طرح کے حالات سے دنیا ہمیشہ دوچار رہی ہے۔البتہ فرق صرف اتنا ہے کہ سائنسی ایجادات کے اس دور نے فتنوں سے نمٹنا مشکل بنادیا ہے۔یہ کہا جاسکتا ہے کہ آج کے حالات میں فتنوں سے نمٹنا انتہائی مشکل اور صبر آزما ہے۔

شہید حضرت سید قطب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''خاندان سے ماں کا رشتہ ٹوٹا تو گویا وجدان کا رشتہ منقطع ہوگیا اور جب رشتہ منقطع ہوجائے تو گھر ایک ہوٹل ہے جس میں مرد اور عرت ٹھہرے رہتے ہیں اور ظاہری طور پر اپنے ماں ہونے کے فرائض انجام دیتے ہیں، جیسے کوئی ملازم اپنی ڈیوٹی انجام دے رہا ہو، اب بچے خواہ ایک پراگندہ خاندان میں نوکروں کے ہاتھوں میں پرورش پائیں یا پرورش گاہوں میں اپنے جیسے ماں باپ سے بچھڑے ہوئے بچوں کے ساتھ نشونماں حاصل کریں، بہر کیف وہ بگاڑ ہی کا شکار ہوں گے۔''

آج ضرورت ہے کہ مسلمان عورتوں اور مردوں کو دین سے زیادہ سے زیادہ قریب لایا جائے۔خصوصاً نوجوان نسل میں دینی شعور اور مذہبی جذبات کو بیدار کیا جائے، اہل مغرب کی ثقافتی یلغار اور ہندوانہ رسوم ورواج کے اثرات کو زائل کیا جائے۔دین کے اصول وکلیات کے احترام کے مطالبہ کی تکمیل کی سوائے اس کے اور کوئی صورت نہیں ہے کہ وہ دین کی تعلیمات سے پوری طرح واقف ہو، تاکہ وہ یہ جان سکے کہ زندگی کے مختلف حالات ومسائل میں اس کی کیا ہدایات ہیں اور وہ ان کو کس طرح حل کرتی ہے؟

"انصار کی عورتیں بھی بہت خوب تھیں۔ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے سلسلے میں حیاء اور شرم ان کے لئے رکاوٹ نہیں بنتی تھی۔"

تعلیم وتربیت سے انسان کا شعور بیدار ہوتا ہے اسے جینے کا ڈھب آتا ہے۔ وہ زندگی کا مقصد پا جاتا ہے۔ اس مقصد عظیم کو پایۂ تکمیل تک پہچانے کے لئے اسے ایک ساتھی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک ایسا ساتھی جو نہ صرف معاون ہو بلکہ ایک اچھا ہم سفر بھی ثابت ہو۔ اس لئے آج انتہائی اور اشد ضرورت ہے اس بات کی کہ ہم عورتیں دین کی تعلیم کی طرف توجہ دیں، کھانا بنانے اور بچوں کی تربیت اور پرورش ہی تک اپنی مشغولیات اور ذمہ داریاں محدود نہ رکھیں اور ماضی کی ان معزز خواتین سے سبق سیکھیں جنہوں نے تعلیم کے میدان میں نمایاں مقام حاصل کیا اور ان سے مردو ں نے علم حاصل کیا اور اپنے دور کے ائمہ فقہاء اور بڑے بڑے مدرس ومفکرین دین کے داعی ومجاہد اور اسلام کے سپاہی بنے۔

اسلام کامیاب اور مہذب زندگی چاہتا ہے

عورت اور مرد کی تکمیل کا تصور ایک دوسرے کے بغیر ناممکن ہے۔ زندگی کے سفر میں بھی دونوں ایک دوسرے کے تعاون کے محتاج ہیں۔ شاید اسی لئے اللہ تعالیٰ نے دل ودماغ، عقل وفہم، احساسات وجذبات اور خواہشات وصلاحیت کے اعتبار سے دونوں کو یکساں طور پر نوازا ہے۔ دونوں کو روئے زمین پر ایک ساتھ اتارا گیا۔ زندگی عطا کرنے کے ساتھ ساتھ دونوں کو مہذب اور کامیاب زندگی گزارنے کے لئے ایک ہی ضابطۂ حیات عنایت فرمایا گیا اور اسلام نے اخوت ومساوات اور جنس انسانی کی برابری کی مکمل تعلیم دی ہے آج مغرب ویورپ کی شکست خوردہ قومیں آزادی نسواں اور مساوات کا نعرہ بلند کرتی ہیں جس کا نتیجہ بے حیائی عریانیت،

فحاشیت اور جنسی بے راہ روی اور مرد وزن کا آزادانہ اختلاط ہو رہا ہے۔ جیسا کہ اخبار کی سرخیاں اور کالم اس کی مخبری کر رہے ہیں۔

درحقیقت اسلام نے ایسی تعلیم دی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کا کوئی قول ایسا نہیں ہے کہ جس سے خواتین کی دل شکنی ہو۔ مذہب اسلام نے عورتوں کو اتنی آزادی دی ہے جو دوسرے مذاہب نہیں دیتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ "اگر ماں اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں تو بیٹیاں اللہ کی رحمت ہیں"۔ لیکن آج بیٹی کی پیدائش پر بجائے خوشی کے ماتم سا چھا جاتا ہے۔ اس کی ولادت کی خبر اس طرح دی جاتی ہے۔ گویا کوئی پہاڑ ٹوٹ پڑا ہوا اور یہ ردعمل صرف غیر مسلمین کا ہی نہیں ہوتا بلکہ مسلمانوں میں بھی ایسے افراد افراط کے ساتھ موجود ہیں۔ دراصل ہمارے سماج کا بنیادی ڈھانچہ ہی اس قدر بگڑ گیا ہے کہ لڑکی کو ایک بوجھ تصور کیا جاتا ہے۔

حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوگی کہ ایک غیر تعلیم یافتہ ماں کی بہ نسبت ایک تعلیم یافتہ اور حالات حاضرہ سے باخبر ماں اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت میں ایک موثر رول ادا کرنے میں کامیاب ہے۔ اس کے بچے نہ صرف تعلیم یافتہ بلکہ ذہین اور مہذب بھی ہوں گی۔ آپ کا خیال ہے؟

اصلاح قوم آپ کو منظور ہے اگر
بچوں سے پہلے ماؤں کو تعلیم دیجئے

تاکہ یہ بچے اور بچیاں ماں کے عادات واطوار سیکھیں اور مغرب کی تعلیم یافتہ لڑکیوں سے اپنے کو بچائیں۔ ٹی وی، وی ڈیو وغیرہ سے بچیوں اور بچوں کو دور رکھیں، اور ایسی تعلیم دیں کہ لڑکی احساس کمتری کا شکار نہ ہوں۔ آج اسلامی تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے والدین کے لئے بھی لڑکی کی شادی بار گراں ہے کہ اس کی پیدائش کی خبر سنتے ہی گویا ان کی کمر ہی ٹوٹ جاتی ہے۔ یعنی لڑکیوں پر ہو رہے ظلم وستم کا آغاز ان کی

پیدائش سے ہی ہو جاتا ہے۔ اس لئے اسلام نے ان کی تعلیم وتربیت کرنیوالوں کو جنت کی خوشخبری دی اور لڑکی کے اندر سے احساس کمتری کو ختم کرنے کے لئے اور اس کی حوصلہ افزائی اور عزت بڑھانے کے لئے اس کی حیثیت کے اعتبار سے والدین سے جہیز اور شوہر سے مہر دلوایا تاکہ وہ کسی کی محتاج نہ رہے۔ لیکن آج نام ونمود کی غرض سے خود والدین اپنی بچی کی شادی پر بے شمار دولت خرچ کرنے پر تو آمادہ ہیں لیکن جائیداد میں حصہ جو اس کا جائز حق ہے اس سے اسے محروم کر دیا گیا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

پڑوسیوں کے ساتھ ہمارا احسن سلوک

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

''اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیکی کرو اور قرابت والوں کے ساتھ اور یتیموں اور فقیروں اور ہمسایہ قریبی اور ہمسایہ اجنبی اور پاس بیٹھنے والے اور مسافروں کے ساتھ اور اپنے مالکوں کے ساتھ۔''

معزز خواتین اسلام اور عزیز طالبات! آج ترقی یافتہ دور میں معاشرہ نے پڑوسیوں کو اپنے ماحول اور معاملات سے بالکل الگ کر دیا ہے۔ ہماری اپنی تہذیب میں پڑوسیوں کو جو خصوصی مقامات حاصل تھے، جو درجہ حاصل تھا۔ وہ آج گذرے زمانہ کا ایک حصہ بن چکا ہے۔ آج کے ماحول میں گھر میں صرف اپنے لئے سوچا جاتا ہے، اور پڑوسی کو ایک فالتو اور بیکار سمجھ کر اس سے تعلق نہیں رکھا جاتا۔ حالانکہ انسانی معاشرہ میں پڑوسی کو خصوصی درجہ حاصل ہے۔ میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی جو آیت تلاوت کی ہے اس میں ارشاد ربانی ہے کہ: ''اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو، اور قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور رشتہ داروں پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور پہلو کے ساتھی اور مسافروں کے ساتھ اور جن کے تم مالک ہو۔'' اس آیت میں تین قسم کے پڑوسیوں کا ذکر ہے اور ان میں سے ہر قسم کے پڑوسی کے ساتھ اچھے سلوک کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔

وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی: سے مراد وہ پڑوسی ہیں جن سے پڑوس کے علاوہ کوئی خاص قرابت بھی ہو۔

وَالْجَارِ الْجُنُبِ: سے مراد وہ پڑوسی ہیں جن کے ساتھ کوئی اور رشتہ داری وغیرہ نہ ہو صرف پڑوسی کا ہی تعلق جس میں غیر مسلم پڑوسی بھی داخل ہیں۔

وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ: سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا کہیں اتفاق سے ساتھ ہو گیا ہو۔ جیسے سفر کے ساتھی، یا مدرسہ کے ساتھی یا ساتھ رہ کر کام کاج کرنے والے، اس میں بھی مسلم غیر مسلم کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ اسلام نے ان تینوں قسم کے پڑوسیوں اور ساتھیوں کے ساتھ حسن سلوک کا ہمیں حکم دیا ہے۔

پڑوسی ہمارے دکھ درد اور ہمارے اچھے برے وقت میں کام آتے ہیں۔ ان کی خوشیوں اور ان کے دکھ دردوں میں ہم شامل ہوتے ہیں۔ آج کے افیشیل ماحول

میں پڑوسی کے ساتھ تعلق رکھنا پرانے خیالات تصور کیا جاتا ہے، حال یہ ہے کہ تھوڑا مال آیا، خوشحالی آئی، تعلیم آئی، عہدہ ملا، تو خیال کیا جاتا ہے کہ ہم جس گاؤں یا جس بستی میں رہ رہے ہیں وہ اچھا نہیں ہے۔ چلو کہیں کسی اچھی کالونی یا کسی اچھے اور اونچے درجے کے لوگوں کے درمیان رہیں گے۔ جہاں نہ کسی پڑوسی کا خیال ہوگا اور نہ ہی کوئی پڑوسی ستائے گا نہ کچھ مانگے گا۔

ہماری ماؤں اور بہنوں کا تو عجیب وغریب حال ہو گیا ہے۔ ہم نے اکثر یہ کہتے سنا ہے کہ اجی اس علاقہ میں کیا رکھا ہے، ہم تو بڑے لوگوں کے درمیان رہیں گے۔ میں آپ سے سچ کہتا ہوں جس گھر کے پڑوسی نہ ہوں وہ گھر کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ اس گھر میں خوشیاں اس گھر میں رعنائیاں کیسے آسکتی ہیں۔

معزز خواتین آپ نے بارہا اخبار میں پڑھا ہوگا۔ یا سنا ہوگا کہ ترقی یافتہ محلوں اور علاقوں میں۔ ڈاکو اور چور لوٹ کر چلے جاتے ہیں کوئی مدد کرنے والا بھی نہیں ہوتا۔ مدد کے لئے کس کو پکاریں؟ ہر گھر والے تو لاک ڈال کر اندر گھر میں ہی اپنے کاموں میں مشغول ہیں، کہتے ہیں کہ فلاں علاقہ بڑا سائیلنٹ ہے، مگر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو یہ خاموشی اور ڈسپلن دوسرے پڑوسی کے لئے مصیبت بن جاتی ہے کیوں کہ پڑوسی کا ہونا نہ ہونا دونوں برابر ہیں، کوئی کسی کے کام آنے اور کسی کے لئے تکلیف اٹھانے کو تیار نہیں ہے۔ حالانکہ محسن کائنات نبی ﷺ نے تین بار فرمایا: ''خدا کی قسم! وہ ایمان نہیں رکھتا'' پوچھا گیا ''اے اللہ کے رسول کون ایمان نہیں رکھتا؟'' فرمایا کہ وہ شخص جس کا پڑوسی اس کی تکلیفوں سے محفوظ نہ رہے۔'' (بخاری ومسلم)

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ ''مومن ایسا نہیں ہوتا ہے کہ خود تو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی جو اس کے پہلو میں رہتا ہو بھوکا رہے۔'' (مشکوٰۃ)

ایک اور حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جبرئیل مجھ کو پڑوسی کے ساتھ سلوک کرنے کی برابر تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ پڑوسی کو پڑوسی کا وارث بنا دیں گے۔'' (متفق علیہ)

کئی کئی سال گذر جاتے ہیں لیکن پڑوسی کا نام اور اس کا حال معلوم کرنے کا ہمیں خیال نہیں آتا۔ اور ہماری کچھ بہنیں تو ایسی ہیں جو ہر معاملہ میں پڑوسیوں کے ساتھ جھوٹ بولنا ضروری سمجھتی ہیں۔ اور جھوٹی شیخی بگھارتی ہیں، پڑوسن سے اگر پوچھ لیا آج کیا پکایا ہے تو کہتی ہیں مرغی پکائی ہے۔ حالانکہ دال پکائی ہوتی ہے لیکن پڑوسی کے ساتھ جھوٹ بول کر اس پر رعب ڈالنا حسن سلوک سمجھتے ہیں۔

مگر سچ یہ ہے کہ ہمارے اخلاق اگر درست ہوں تو ایک اچھی فیملی کا، اچھے پڑوسی کے بغیر زندگی گذارنا مشکل ہوتا ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا پڑوسی سے حسن سلوک

دور ماضی کی ایسی بے شمار مثالیں اور واقعات ہمارے سامنے ہیں کہ جن سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک کیا ہے؟ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ لمبے عرصہ تک آپ کے یہودی پڑوسی کے گھر کی غلاظت آپ کے گھر کے صحن میں آکر گرتی رہی۔ لیکن کبھی آپ نے ناراضگی کا اظہار نہیں کیا۔ اتفاقاً یہودی کسی کام سے آپ سے ملاقات کے لئے آپ کے گھر آیا تو اس نے دیکھا کہ امام کے گھر کا صحن صاف نہیں ہے اور اس کی وجہ خود اس یہودی کے گھر کی گندگی ہے۔ دیکھ کر شرمندہ ہو گیا، معافی مانگی اور کہا آپ نے شکایت کیوں نہیں کی؟ حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے پڑوسی سے لحاظ اور شرم آتی ہے۔ اللہ اکبر!

میری ماؤں اور بہنو! آپ کو اور ہم کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہئے کہ ہم اپنے پڑوسیوں سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراض ہو جاتے ہیں اور پھر کئی کئی ماہ تک بول چال اور تعلق ختم کر دیتے ہیں۔ یہ پڑوسی کی حق تلفی نہیں تو اور کیا ہے۔

حضرت ابو شریح عدوی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا آپ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کیلئے لازم ہے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ اکرام کا معاملہ کرے، اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے لازم ہے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے، اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے لازم ہے کہ اچھی بات بولے یا پھر چپ رہے۔'' (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

عبدالرحمٰن بن ابی قراد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا تو صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے وضو کا پانی لے لے کر اپنے منہ پر ملنے لگے حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ''تمہارے لئے اس کا کیا باعث اور محرک ہے؟'' انہوں نے عرض کیا کہ ''بس اللہ اور رسول ﷺ کی محبت'' آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''جس کی خوشی اور چاہت ہو کہ اللہ اور سول ﷺ کی محبت نصیب ہو یا یہ کہ اس سے اللہ ورسول ﷺ کو محبت ہو اسے چاہئے کہ وہ ان تین باتوں کا اہتمام کرے۔ بات کرے تو سچ بولے، جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو امانت داری کے ساتھ اس کو ادا کرے، اور اپنے پڑوسیوں کیساتھ اچھا رویہ رکھے۔'' (شعب الایمان للبیہقی)

حضور اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ جب کوئی اچھی چیز گھر میں پکتی تو اپنے پڑوسیوں کو ضرور بھجواتے خواہ پڑوسی مسلمان ہو یا یہودی۔ گویا پڑوسیوں کو تحفہ دینا اور ان سے تحفہ لینا سنت ہے۔

لیکن آج غیر مہذب اور دین سے ناواقفیت کی بناء پر ہم نے یہ سلسلہ منقطع کر دیا ہے۔ ایک پڑوسی اگر کسی کے یہاں کوئی چیز بھیجتا ہے تو اسے حقیر سمجھا جاتا ہے۔

یا اس میں خرابیاں نکالی جاتی ہیں کہ کیسا پکایا ہے؟ ہم لوگ ایسا کھانا کبھی نہیں کھا سکتے۔ یا ہمارے گھر میں اس چیز کو ناپسند کرتے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔

پڑوسیوں سے ہمارا نازیبا سلوک

حضور نبی کریم ﷺ اپنے پڑوسیوں کا اس قدر خیال فرماتے کہ جیسے اپنے گھر والوں یا رشتہ داروں کا۔

ایک صحابی کے گھر میں کسی نے بکرے کے پائے دیکر بھیجے۔ انہوں نے سوچا شاید میرا پڑوسی اس کا زیادہ مستحق ہو انہوں نے اپنے پڑوسی کے گھر بھجوا دیئے۔ اسی طرح دوسرے پڑوسی نے بھی اپنے پڑوسی کو ترجیح دی یکے بعد دیگرے وہ بکری کے پائے سات گھروں سے ہوتے ہوئے پھر انہیں صحابی کے گھر پہونچ گئے۔ جہاں سے وہ پہلی بار پڑوسی کو دیئے گئے تھے۔

سبحان اللہ! یہ ہے پڑوسی کا حق اور اس کا لحاظ۔ ہماری مائیں اور بہنیں معمولی معمولی چیزوں کا لین دین پسند نہیں کرتیں۔ چاقو چھری، قینچی اور اسی طرح کی دیگر اشیاء پڑوسی کو کبھی منع نہیں کرنا چاہئے، لیکن ہمارے پاس ہوتے ہوئے بھی ہم صاف انکار کر دیتے ہیں۔

بعض پڑوسن ایسی بھی ہوتی ہیں کہ پڑوسی سے کوئی چیز مانگنے کے بعد واپس نہیں کرتیں۔ یا توڑ پھوڑ کر واپس کرتی ہیں۔ گویا پڑوسی کو تکلیف پہونچاتی ہیں۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! فلاں عورت بہت زیادہ نفل نمازیں پڑھتی، نفل روزے رکھتی اور صدقہ کرتی ہے اور اس لحاظ سے وہ مشہور ہے لیکن اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے تکلیف پہنچاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''وہ جہنم میں جائے گی۔'' اس آدمی نے پھر کہا ''یا رسول اللہ فلاں عورت کے

بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ کم نفل روزے رکھتی ہے اور بہت کم نماز پڑھتی ہے اور پنیر کے کچھ ٹکڑے صدقہ کرتی ہے اور اپنی زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں پہنچاتی۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ جنت میں جائے گی۔'' (مشکوٰۃ)

اس حدیث سے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت بہت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ پڑوسی کا دائرہ آس پاس کے چالیس گھروں تک ہے اور ان میں سب سے زیادہ حقدار وہ ہے جس کا گھر قریب ہو۔

پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کا بھی حکم دیا ہے کہ اگر پڑوسی دین کی واقفیت نہ رکھتے ہوں، دینی تعلیم و تربیت اور اپنی علمی اور اخلاقی حالت کے اعتبار سے پس ماندہ ہوں تو دوسرے لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ ان کی تعلیم و تربیت اور ان کے اصلاح کی کوشش کریں اور اگر وہ اس میں کوتاہی کریں گے تو سزا کے مستحق ہوں گے۔

پڑوسی کے حقوق

عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس نے پڑوسی سے اپنے اہل وعیال اور مال ودولت کے بارے میں خطرہ محسوس کیا اور دروازہ بند کر کے سویا ایسا پڑوسی مومن نہیں، اور وہ شخص بھی مومن نہیں جس کا پڑوسی اس کے ظلم اور دست درازی سے محفوظ نہیں کیا تم جانتے ہو کہ پڑوسی کا کیا حق ہے؟ اگر وہ مدد کا طالب ہو، تو اس کی مدد کرو، اگر وہ قرضہ مانگے تو اسے قرضہ دو اگر وہ فقر وفاقہ کا شکار ہو تو اسے نفع پہنچاؤ اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو، اگر وہ کسی بھلائی سے بہرہ ور ہو تو اس کو مبارک باد دو، کوئی مصیبت میں گرفتار ہو تو صبر کی تلقین کرو، مرجائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو، اس کے گھر سے اونچا

گھر بنا کر اس کی ہوا نہ روکو، ہاں وہ اجازت دے تو اپنا گھر اونچا کر سکتے ہو، گوشت کے سالن کی خوشبو سے اسے تکلیف مت پہنچاؤ، الا یہ کہ اس کے گھر بھی بھیجو، اپنے بچوں کے لئے پھل خریدو تو اس کے یہاں بھی بھیجو اگر ایسا نہ کرسکو تو پھر پھل گھر میں چھپا کے لاؤ اور تمہارے بچے انہیں لے کر گھر سے باہر نہ جائیں کہ تمہارے غریب پڑوسی کے بچے احساس محرومی سے کڑھن محسوس کرنے لگیں۔"

میری ماؤں اور بہنو! اس حدیث کو سننے کے بعد بھی کیا ہم اپنے کسی پڑوسی کے ساتھ بدسلوکی کر سکتے ہیں۔ میرے اور آپ کے پیارے آقا تاجدار مدینہ محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہمارے لئے کافی ہے۔

یاد رکھئے! ابھی تک ہم نے اپنے پڑوسیوں کو ستایا ہے یا ان کا دل دکھایا ہے اس سے اسی مجلس میں توبہ کریں اور آئندہ ان کیساتھ حسن سلوک رواداری اور محبت او راخوت کا معاملہ کریں، پڑوسی کے دکھ درد میں کام آئیں ان کو آرام پہونچائیں، ان کی نرمی اور گرمی کو برداشت کریں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے۔

آیئے ہم سب مل کر دعا کریں۔ اے اللہ ہمیں اپنے پڑوسیوں کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرما، اوران کی خدمت کی اوران سے محبت کی توفیق نصیب فرما، آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

حضرت آسیہ علیہا السلام کی قربانیاں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ. مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

"کیا تم لوگوں نے یہ خیال کرلیا کہ جنت میں داخل ہوجاؤ گے حالانکہ تم پر ان لوگوں جیسے حالات نہیں گذرے جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر گذر چکے، ان کو سختی اور تکلیف پہونچی اور جھڑ جھڑا گئے، یہاں تک کہ رسول اور جو ان کے ساتھ مومنین تھے کہنے لگے کب اللہ کی مدد آئے گی، سن لو اللہ کی مدد قریب ہے۔"

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دباؤ گے

خواتین اسلام وعزیز طالبات! حق وباطل کا معرکہ آج کوئی نئی چیز نہیں ہے تاریخ گواہ ہے جب جب باطل سر اُبھارتا ہے تو اس کی سرکوبی کے لئے کوئی حق کا علم بردار پیدا ہوتا ہے اسی لئے مثل مشہور ہے "لکل فرعون موسیٰ" (ہر ظالم کے لئے ایک حق پرست ہے) اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل تا امروز
چراغ مصطفوی سے ہے شرار بولہبی

ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کو بالخصوص عورتوں اور باندیوں کو طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں اٹھانی پڑتی تھیں حتی کہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کی شرمگاہ میں ابوجہل نے برچھی مار کر ہلاک کر دیا ایسے ہی دیگر مسلم باندیاں جو کفار کے ماتحت تھیں۔نہدیہ زنیرہ اور ام عبیس وغیرہ پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے۔حضرت عمار کے والد یاسر اور بلال وغیرہ رضی اللہ عنہم بہت سے صحابہ کرام اور صحابیات ظلم وستم کی چکی میں پس رہے تھے۔لیکن اس کے باوجود اسلام سے نہیں پھرے بلکہ مضبوطی سے اسلام پر قائم رہے۔انھیں ثابت قدموں اور اسلام کی خاطر قربانیاں دینے والیوں میں ایک مشاطہ نامی فرعون کی باندی تھیں۔

واقعہ یوں ہے کہ فرعون کے محل میں ایک کنیز رہتی تھی جس کا نام مشاطہ تھا۔اس کے متعلق فرعون کی لڑکی کو معلوم ہو گیا کہ یہ مسلمان ہو گئی ہے اور فرعون کو اللہ نہیں مانتی۔تو اس نے جا کر اپنے والد سے شکایت کی کہ مشاطہ آپ کو خدا نہیں مانتی بلکہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے خدا پر ایمان رکھتی ہے۔فرعون نے سنا تو طیش میں آ گیا اور کہا میں اسے عبرت ناک سزا دوں گا یا تو وہ موسیٰ کے دین سے پھر جائے یا جان سے ہاتھ دھوئیے۔

غصہ میں بھرا فرعون دربار میں پہونچا اور مشاطہ کو کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کے رب کی پوجا کرنا چھوڑ دے۔اس نے مشاطہ کو خوب ڈرایا دھمکایا، لالچ بھی دیا۔اس نے کہا اب تو جو چاہے کر لے میں ایمان کو نہیں چھوڑ سکتی فَاقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ. اس کا یہ جواب سن کر فرعون آپے سے باہر ہو گیا اور جلاد کو حکم دیا کہ مشاطہ کو فرش پر لٹا دیا جائے اور اس کے دونوں ہاتھوں اور پاؤں میں کیلیں گاڑ دی جائیں تا کہ وہ حرکت نہ کر سکے۔فرعون کے وزیر نے کہا اس کی ایک شیر خوار بچی کو اس کے سامنے قتل کرا دو تا کہ ڈر کر موسیٰ علیہ السلام کے خدا پر ایمان لانا چھوڑ دے۔چنانچہ فرعون نے اس کی بچی کو دربار میں بلایا اور مشاطہ کو دودھ پلانے کا حکم دیا بچی سینے پر لپٹ کر دودھ پینے لگی۔فرعون کے حکم سے ماں کے سینے پر ہی دودھ پیتی بچی کو قتل کر دیا۔مشاطہ نے کہا "میں اپنی بچی کو خون میں لت پت تڑپتی دیکھ سکتی ہوں لیکن اپنے ایمان کا خون نہیں کر سکتی۔" اس کے بعد مشاطہ کو بھی شہید کر دیا گیا۔

حضرت آسیہ علیہا السلام کی حق گوئی

فرعون اس کو شہید کروا کر جب گھر پہونچا تو اپنی بیوی حضرت آسیہ علیہا السلام سے کہنے لگا کہ میں نے اس کو عبرتناک سزا دی ہے۔اس کی بیوی نے کہا تیرا ناس ہو تو نے ایک معصوم بچی کی جان بھی لی اور ایک بے گناہ عورت کا بھی ناحق قتل کیا۔فرعون نے کہا میں نے اس کو اس لئے عبرتناک سزا دی کہ وہ مجھے خدا نہیں مانتی تھی۔یہ سن کر حضرت آسیہ علیہا السلام نے کہا کہ خدا تو میں بھی تجھے نہیں مانتی بلکہ تو ایک عام انسان ہے۔

جب فرعون نے یہ سنا تو وہ حیران رہ گیا کیوں کہ اسے حضرت آسیہ علیہا السلام سے بڑی محبت تھی۔حضرت آسیہ علیہا السلام کو اللہ تعالیٰ نے بڑا حسن وجمال عطا کیا تھا۔فرعون نے انہیں پوری قوم کی عورتوں سے چن کر ان کے حسن کی وجہ سے اپنی بیوی بنایا تھا اس

وجہ سے وہ ان سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا چنانچہ فرعون کہنے لگا کہ تم کیسی بہکی بہکی باتیں کررہی ہو؟ وہ کہنے لگیں میں بالکل ٹھیک کہہ رہی ہوں کہ تو جھوٹا ہے، پروردگار وہی ہے جس کا پیغام حضرت موسیٰ علیہ السلام لائے ہیں۔فرعون نے جب یہ بات سنی تو اسے بہت غصہ آیا۔ لہٰذا کہنے لگا کہ میں تمہارا بھی ویسا ہی حشر کروں گا جو مشاطہ کا کروایا ہے۔وہ کہنے لگیں تو جو چاہتا ہے کرلے، میرے ساتھ میرا پروردگار رہے، اب میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ میں اپنے پروردگار کو نہیں چھوڑ سکتی، البتہ تیری ہر چیز کو لات مار سکتی ہوں مگر ایمان سے نہیں پھر سکتی۔

حضرت آسیہ علیہا السلام کو فرعون کی نصیحت

جب اس نے یہ باتیں سنیں تو وہ دربار میں آیا اور دربار لگوایا اور بھرے دربار میں کہنے لگا دیکھو! یہ کتنی بڑی سازش ہورہی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے میری بیوی اور نوکرانی کو بھی بہکالیا ہے۔آج میں اس عورت کو یا تو مار ڈالوں گا یا پھر وہ اپنی بات سے مکر جائے گی۔ چنانچہ اس نے اپنی بیوی کو گرفتار کرواکر دربار میں بلوایا۔وہ تو ملکہ عالیہ تھیں اور ان کے اشاروں پر نوکر چاکر بھاگ بھاگ کر کام کرتے تھے،لوگ احترام کی وجہ سے ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔

آج وہ فرعون کے بھرے دربار میں ملزمہ بن کر کھڑی ہیں۔فرعون نے ان سے کہا کہ تو اتنے عالیشان محل میں رہتی ہے اتنی نعمتوں میں پلی ہے میں نے تجھے اپنی محبوبہ بنا کر ملکہ ٔعالیہ کا درجہ دیا ہے تجھے اب محل والی نازونعمت والی زندگی سے محروم ہونا پڑے گا۔بہتر ہے کہ تو اب بھی باز آجا اور مجھے خدا مان لے۔وہ کہنے لگیں: میں نے ایمان قبول کرلیا ہے، لہٰذا میں اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹ سکتی۔ چنانچہ فرعون نے فیصلہ کرلیا کہ میں اسے بھی سخت سزا دوں گا۔

حضرت آسیہ علیہا السلام پر فرعون کے مظالم

چنانچہ اس نے حضرت آسیہ علیہا السلام کے جسم سے شاہی لباس اتار کر برہنہ کردیا۔ یہ عورت کی سب سے بڑی بے عزتی ہے،عورت یہ بات برداشت نہیں کرسکتی لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے اس امتحان پر مضبوطی سے قائم رہیں، اور آپ نے صاف کہہ دیا تو جو چاہے کرلے میں کبھی اسلام سے نہیں پھر سکتی۔ میرے لئے تیری دی ہوئی نعمتوں کو ٹھکرانا آسان ہے لیکن ایمان کی دولت میرے دل میں گھر کرچکی ہے۔ میں اس پر مضبوطی سے قائم ہوں۔

فرعون نے حکم دیا، ان کو لٹا دیا جائے اور ان کے ہاتھوں اور پاؤں میں لوہے کی کیلیں گاڑ دی جائیں۔ تا کہ یہ حرکت نہ کرسکیں۔اس کے حکم کو پورا کردیا گیا۔ پھر اس نے حکم دیا کہ اب ان کے جسم سے کھال کو جدا کردو۔ چنانچہ ان کے جسم سے کھال اتاری جارہی ہے۔ نازک بدن اور نازک مزاج ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے سب تکالیف برداشت کررہی ہیں۔ یہاں تک کہ سارے جسم کی کھال کو ادھیڑ دیا گیا۔ اور آپ کا پورا جسم زخم زخم ہوگیا۔

لیکن فرعون کا دل اب بھی ٹھنڈا نہیں ہوا۔اس دشمن خدا نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ ان کے جسم میں مرچ کا سفوف لگادو۔ جیسے ہی مرچ کا سفوف لگا حضرت آسیہ علیہا السلام ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگیں اور اپنے رب کو پکارنے لگیں، اللہ تعالیٰ نے جنت کا حسین وجمیل محل ان کی آنکھوں کے سامنے کردیا۔

وہ اسے دیکھ کر مسکرانے لگیں اور کہنے لگیں رَبِّ ابۡنِ لِیۡ عِنۡدَکَ بَیۡتًا فِی الۡجَنَّۃِ. اے اللہ فرعون نے تو اپنا محل مجھ سے چھین لیا، اے میرے پروردگار مجھے اس کے محل سے بھی بہتر محل جنت میں عطا فرمائیے۔

حضرت آسیہ علیہا السلام کو جنت کا محل دنیا ہی میں نظر آ گیا

فرعون نے پوچھا اتنی تکلیف کے باوجود تو کیوں ہنس رہی ہے۔حضرت آسیہ علیہا السلام نے فرمایا: اے بدبخت! اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی حاصل ہونے پر مسکرا رہی ہوں مجھے میرے رب نے جنت کا محل میری آنکھوں سے دنیا ہی میں دکھا دیا ہے۔حضرت آسیہ علیہا السلام نے دعا کی وَنَجِّنِي مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ. اے اللہ مجھے فرعون اور اس کے ظلم سے نجات عطا فرما۔اللہ تعالیٰ نے حضرت آسیہ علیہا السلام کو اپنے پاس بلا لیا، اور شہادت عظیم کا مرتبہ عطا فرمایا۔حضرت آسیہ علیہا السلام دنیا کی عظیم ترین اور بلند ترین عورتوں میں سے ہیں۔جن پر اللہ تعالیٰ نے خصوصی انعام فرمائے ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ کل قیامت میں حضرت آسیہ علیہا السلام کو اللہ تعالیٰ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں شامل فرما کر ان کی عزت افزائی فرمائیں گے۔

ام المومنین سیدہ طاہر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا جب وصال ہونے لگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خدیجہ تم جنت میں جا رہی ہو وہاں جنت میں ایک عورت ہماری بیوی بننے والی ہے اس کا نام آسیہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ ہے۔اس کو ہمارا سلام کہنا۔اللہ اکبر! کتنا عظیم مقام اور کیسی عظیم خوشخبری ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دین پر استقامت عطا فرمائے اور دنیا کی ہر سختی کو خوشی سے جھیلنے اور برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

میری ماؤں اور بہنوں ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم دین کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ذرا بھی تکلیف اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔آپ نے سنا کہ حضرت آسیہ کو کتنے مظالم برداشت کرنے پڑے لیکن ان کے ایمان میں ذرا بھی کمی نہیں آئی۔

ہمیں ان واقعات سے سبق لینا چاہئے، اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور اس کی اطاعت کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے جذبہ ایثار و قربانی کے ساتھ استقامتِ دین کی دعا کرنی چاہئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

اسلام میں عورت کا مقام اور عروج

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰکِ وَطَهَّرَکِ وَاصْطَفٰکِ عَلٰی نِسَاءِ الْعَالَمِیْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

”اور جس فرشتے نے کہا اے مریم بیشک اللہ تعالی نے تجھ کو منتخب کیا اور پاک وصاف رکھا اور سارے جہاں کی عورتوں پر تجھ کو ترجیح دی۔“

میری پردہ نشین خواتین ماؤں اور بہنو!

آج کے اس ہفتہ واری اجتماع میں مجھے خطاب کرنے کے لئے کہا گیا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ خاص عورتوں میں مناقب اور حقوق سے متعلق کچھ معروضات پیش کردوں۔ میری ماؤں اور بہنو جب ہم تاریخ پڑھتے ہیں اور سیرت رسول ﷺ

پر غائرانہ نظر ڈالتے ہیں تو اس نتیجے پر پہونچے ہیں کہ عورتوں کو بڑے زمانہ تک ظلم وستم کی چکی میں پیسا جاتا رہا اور ان کے ساتھ انتہائی ناروا سلوک کئے جاتے رہے لیکن جب اسلام آیا تو سسکتی ہوئی انسانیت کی مسیحائی کی اور ظلم وستم کی چکی سے نکال کر نافع اور پر کشش زندگی عطا کی اور طرح طرح کے حقوق سے نوازا اور عورتوں کو احساس کمتری سے نکال کر احسا برتری پر لا کھڑا کیا اور جانوروں جیسا سلوک جوان کے ساتھ کیا جاتا تھا اس کو یکسر ختم کر دیا گیا۔ بلکہ اب تو عام طور پر عورتوں کو معلوم نہیں ہے کہ کس دور میں عورتوں کو زندہ جلایا جاتا تھا، ان کو زندہ گاڑا جاتا تھا مگر یہ واقعہ ہے کہ جو ان عورتوں اور کمسن بچیوں کو اس طرح کے نازیبا سلوک سے دو چار ہونا پڑا، ہندوستان ہو یا عرب کسی جگہ بھی عورتوں کو چین وسکون کی زندگی نصیب نہیں تھی سارے حقوق مردوں ہی کے لئے تھے اور عورتوں کی حیثیت ایک کپڑے اور کام چلاؤ مشین سے زیادہ نہ تھی اور کسی طرح کے بھی حقوق کا اپنے شوہر اور باپ سے مطالبہ کرنے کا حق نہ تھا۔ عورت ایک گونگی اور بے زبان بن کر بے بسی اور فقر وفاقہ کی زندگی گذارنے پر مجبور ہوتی تھی اور ہندوستان میں تو شوہر کے مرجانے پر عورت کو زندہ رہنے اور زندگی گذارنے کا کوئی حق ہی نہ تھا۔

زمانہ جاہلیت میں عورت پر درندگی

ایسی عورت جس کو اسلام کے آنے سے پہلے اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔
اسے حقارت کی نظر سے ذلت ورسوائی سے دیکھا جاتا تھا، لعن طعن وتشنیع کی جاتی تھی۔
لیکن اسلام ہی کی بدولت اسے اونچا بلند وبالا مرتبہ ملا۔ اللہ اکبر!
ایک زمانہ ایسا بھی تھا جس میں لڑکی کے پیدا ہونے کو نحوست وبربادی وہلاکت وذلت ورسوائی وپشیمانی وشرمندگی سمجھی جاتی تھی۔

جس کا ذکر اللہ تعالیٰ قرآن کے اندر بہت اچھے انداز میں بیان کیا ''ان میں سے جب کسی کو لڑکی ہونے کی خبر دی جائے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور دل ہی دل میں گھٹنے لگتا ہے۔ اس بری خبر کی وجہ سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرتا ہے۔ سوچتا ہے کہ کیا اس کو ذلت کو ساتھ لئے ہوئے پھرے یا اسے مٹی میں دبا دے۔ آہ! کیا ہی برے فیصلے کرتے ہیں!'' (سورۃ النحل)

زندہ دفن کرنے کا واقعہ سن کر سرکارِ مدینہ ﷺ اشکبار ہو گئے

زمانہ جاہلیت کی کارکردگی اللہ رب العزت نے درجِ بالا آیت میں بیان فرمائی ہے کہ جس کے یہاں لڑکی پیدا ہوئی اسے زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔

سامعین کرام! صحابۂ رسول ﷺ قیس بن عاصم زمانہ جاہلیت کی اپنی داستان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے سامنے پیش کرتے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ، میں نے اپنی کئی بیٹیوں کو زندہ درگور کیا آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں اس پر رحم نہیں آیا کہا نہیں۔

واقعہ یوں بیان کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! میں جب اپنے گاؤں سے تجارت کے لئے روانہ ہو رہا تھا اس وقت میری بیوی حاملہ تھی، میں اسے اس بات کی تاکید کرتے ہوئے روانہ ہوا کہ اگر لڑکا پیدا ہو تو اس کی پرورش کی جائے اگر لڑکی پیدا ہو تو اس کو زندہ درگور کیا جائے۔ میرے آنے تک میری بیوی کو لڑکی پیدا ہوئی جس کو اس نے اپنی بہن کے پاس پرورش کے لئے بھیج دیا۔ جب میں گھر پہنچا تو اس نے مجھے خبر دی کہ لڑکی پیدا ہوئی تھی جسے میں نے زندہ درگور کر دیا۔ کچھ دن کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک حسین وجمیل اور خوبصورت لڑکی ہنستے کھیلتے میری بیوی کے پاس آئی اور باتیں کرنے لگی۔ اس کی یہ الفت ومحبت میرے دل میں گھر کر گئی، میں محبت ولاڈو پیار سے بچی کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ میری شفقت ومحبت بھری نگاہ کو دیکھ کر میری بیوی نے

اس راز کو عیاں کر دیا کہ یہ بچی میری اور آپ کی ہے۔ یہ سننا تھا کہ میری یہ محبت نفرت میں تبدیل ہو گئی۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا اس بچی کو نہلاؤ دھلاؤ اور نئے کپڑے پہناؤ میں اسے گھمانے کیلئے لے جاؤں گا، بیوی نے بچی کو بہت اچھی طرح تیار کیا۔

میں نے اپنی بیٹی اور پھاوڑے کو اپنے ساتھ لیا اور جنگل لے گیا۔ بچی کہتی رہی کہ ابا جان! آپ مجھے کہاں لے جا رہے ہیں۔ میں خاموش چلتا رہا کچھ نہ کہا یہاں تک کہ بیابان میں پہونچ کر میں نے پھاوڑے سے گڈھا کھودنا شروع کیا۔ اس دوران جو مٹی میرے کپڑوں پر لگتی میری بچی اپنے ننھے منے ہاتھوں سے اسے صاف کرتی اور کہتی اے ابا جان یہ سب آپ کیوں کر رہے ہیں؟

جب میں اپنے کام سے فارغ ہوا تو اپنی اس بچی کو گڈھے میں ڈھکیل کر اس پر مٹی ڈالنے لگا۔ بچی کہنے لگی: اے ابا جان آپ کیا کر رہے ہیں، کیا آپ مجھے اس ویران جنگل کے اندر تنہا چھوڑ کر چلے جائیں گے، کیا آپ مجھے یہاں اکیلے چھوڑ کر چلے جائیں گے؟ بچی رو رو کر کہہ رہی تھی لیکن اس وقت میرے دل پر کچھ اثر نہ ہوا میرا دل سنگ ہو گیا تھا۔ میں پتھر دل بن گیا تھا وہ آواز ابھی میرے کانوں میں گونجتی رہتی ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ میرے اس گناہ کو بخش دے گا؟ اس واقعہ کے سننے کے بعد حضرت نبی اقدس سرورِ کائنات ﷺ نے جب اپنا چہرہ انور اٹھایا تو آپ کی آنکھیں نم ہو گئیں تھیں آپ اشکبار ہو گئے۔

آپ ﷺ کے ذریعہ عورت پر اللہ کی رحمت کا سایہ

ہمارے نبی اتنے رقیق القلب نرم مزاج اور نرم دل والے تھے کہ قرآن مجید نے خود آپ ﷺ کو ''رحمۃ اللعالمین'' کہا اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ عورت کو جو عزت ورتبہ بخشا وہ کسی بھی مذہب میں نہیں پایا جاتا۔ عورت پر صنف نازک ہونے

کی وجہ سے اتنا ہی بوجھ ڈالا جتنا وہ سنبھال سکتی ہے اور مرد کی قوت کی اعتبار سے اسے قوامیت کا مرتبہ عطاء کیا حتیٰ کہ آپ ﷺ نے بھی آدمی کو اس بات کی تاکید کی کہ عورت نازک ہوتی ہے، اس کے چہرے پر نہ مارے، بوجھ کے تعلق سے ارشاد ربانی ہے: لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔

اللہ تعالیٰ نے روحانی عبادت اور اخروی درجات وفضائل میں مرد وعورت کے درمیان کوئی تفریق نہیں کی، دونوں کے لئے یکساں طور پر میدان عمل ہے اور دونوں زیادہ سے زیادہ نیکیاں واجر وثواب کما سکتے ہیں۔ مرد وعورت کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اجر وثواب میں کچھ کمی بیشی نہیں کی جائے گی۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے: اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا۔

’’بے شک مسلمان مرد مسلمان عورتیں اطاعت کرنیوالے مرد اطاعت کرنے والی عورتیں اور سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والے عورتیں عاجزی کرنے والے مرد عاجزی کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنے شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں اور بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں اللہ نے ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔‘‘

افضل ترین عورتیں

اسی طرح سے اس آیت کریمہ میں مرد وعورت اور ان کی صفات کو بیان کیا گیا۔ جو یکسانیت کا درجہ رکھتی ہیں اور دوسری جگہ بھی ارشاد فرمایا: وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا. (سورۃ النساء)

جو ایمان والا مرد ہو یا عورت اور وہ نیک اعمال کرے یقیناً ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور کھجور کی گٹھلی کے شگاف برابر بھی ان کا حق نہ مارا جائے گا۔

اللہ اکبر! یہ مرتبہ واعزام اللہ کی جانب سے ہی تو ملا ہے اور ابھی اللہ رب العالمین کی جانب اپنے بندوں اور بندیوں کے لئے بہت اکرام وانعام ہیں۔ خاص کر مومنوں کے لئے اللہ رب العزت نے ایک سورۃ اتاری اسی کی بہ نسبت عورتوں کے لئے ایک مخصوص سورۃ (سورۃ النساء) اتاری اتنا ہی نہیں ہم تاریخ کی کتابوں خود کلام اللہ کو اپنی نظر سے جب پڑھ کر دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ازواج مطہرات کو امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے لقب سے ملقب کیا۔ یہ لقب جس کو دیا گیا وہ کون تھی؟ وہ خواتین ہی تو تھیں۔

عورتوں کے درجوں کو بلند کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: ’’خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ. (مسلم) عالم میں افضل ترین عورت مریم علیہا السلام اور خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو جبرئیل نے فرمایا ’’ان کو جنت میں ایک ایسا گھر ملنے کی بشارت سنا دیجئے جو موتی کا ہوگا اور جس میں شور وغل محنت ومشقت نہ ہوگی۔‘‘

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے حرم میں سب سے پہلے داخل ہونے والی خاتون ہیں یہ قریش کی ایک حسین وجمیل اوراہل دولت وثروت خاتون تھیں ۔قریش میں ان کا بڑا مرتبہ تھا ان کی تجارت کے مال ملک شام وغیرہ جایا کرتے تھے ۔رسوم جاہلیت سے پاک ہونے کی وجہ سے طاہرہ کے لقب سے پکاری جاتی تھیں ۔جب آپ ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو بلا کسی پس وپیش اس دعوت کو قبول کیا اور مشرف باسلام ہوئے ،ابدائے نبوت عورتوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا شرف انہیں کو حاصل ہے۔

بیٹی کی بخشش پر نجات کا وعدہ

عزیز ماؤں اور بہنو! ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا جس کے یہاں تین بیٹیاں ہوں اوراس کی پرورش اچھے انداز سے کی اوراس کی تربیت اور پڑھائی کروائی ہو اور بااخلاق لڑکے سے شادی کروائی تو اس کے لئے جنت ہے اور یہ لڑکیاں ماں باپ کے حق میں جہنم کی آڑ بن جاتی ہیں ۔آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا اگر دو بیٹی ہوں تو آپ ﷺ نے ہاں دو بھی جہنم کے آڑ بنیں گی اور ایک کے متعلق بھی آپ ﷺ نے یہی جواب دیا۔ یہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب بخاری شریف میں رقم کی ہے۔عبدالمالک مجاہد نے اپنی کتاب سنہری کرنیں میں تاریخ کا ایک واقعہ سنہرے قلم سے درج کیا ہے جس کا مضمون ہے اور میری آنکھ کھل گئی ،جس کے اندر یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص جب اس کی بیوی حاملہ ہوئی تو اس کی خواہش یہ ہوئی کہ لڑکا ہوگا ۔حتیٰ کہ چھ لڑکیاں ہوئیں جب میری بیوی کو ساتواں حمل ٹھہرا تو میں نے ارادہ کرلیا کہ اگر ساتویں بھی لڑکی ہوگی تو میں اسے طلاق دے دوں گا اور اسی دن کی رات جب میں سوگیا خواب دیکھتا ہوں کہ قیامت واقع ہوگئی ہے اور میرا نامۂ اعمال پڑھا گیا اور مجھے

بائیں جانب والے (شمال والوں) میں شامل کیا گیا اور اللہ کی طرف سے فرشتوں کو حکم ملا کہ مجھے جہنم میں پھینک دیں ۔فرشتے مجھے پہلے جہنم کے پاس لے گئے وہاں دیکھتا ہوں کہ میری ایک لڑکی جہنم کے دروازہ پر کھڑی ہے اور مجھے میرے لئے وہاں آڑ بن گئی ہے اور دوسری جہنم پر لے گئے وہاں دوسری لڑکی اسی طرح سے چھ جہنم کے دروازوں پر چھ لڑکیاں کھڑی ہوئی تھیں اور میرے لئے رکاوٹ کا سبب بن رہی تھی۔ جب ساتویں جہنم کے پاس لے گئے وہاں نہ میری ساتویں لڑکی تھی اور نہ دروازہ پر کھڑی تھی ۔ یہ خواب دیکھنے کے بعد فوراً ہی میری آنکھ کھل گئی ،فوراً اپنے رب سے دعا کی اَللّٰھُمَّ الرِّزْقُ السَّابِعَۃ اے اللہ! تو مجھے ساتویں بھی لڑکی عطا کر۔ یہ ہے بیٹی کی حیثیت اسلام کی نظر میں۔

ان لوگوں کو اس واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے جو آج بھی عورتوں اور لڑکیوں کو ذلت وحقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں بلکہ لڑکیوں کی پیدائش تو مال بینک سمجھنا چاہئے کہ جہنم میں داخل ہونے سے بچائے گی ۔اور ایک مومن کیلئے اصل کامیابی وکامرانی تو آخرت ہی میں ہے۔اس لئے کہ دنیا تو ایک قید خانہ ہے اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنت۔اس لئے کہ کافر کو تو صرف یہیں آرام ہے آنکھ بند ہوتے ہی تکلیف شروع اور مومن کیلئے دنیا میں پریشانی اور آخرت میں سہولت اور آرام کی زندگی ہوگی۔

ماں کا مقام

اللہ تعالیٰ نے ماں کا درجہ اتنا بڑھا دیا کہ قرآن مجید میں بعض مقامات پر جہاں اللہ کی عبادت کرنے کا حکم آیا ہے وہیں والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا بھی حکم دیا گیا۔سورۃ لقمان اور سورۃ العنکبوت میں خود اللہ تعالیٰ نے انسان کو وصیت ونصیحت

کی ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کریں۔ سورۃ بنی اسرائیل میں تو اللہ تعالیٰ نے یہ بات ظاہر کردی کہ عبادت الٰہی اور اطاعت رسول ؐ کے بعد کس کا مرتبہ ہے فرمانبرداری کا تو مقام ماں باپ کا ہے۔ اور ایسی ماں کی خدمت کے صلہ میں اللہ تعالیٰ اولاد کے حق میں جنت رکھ دی اور وہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔ جس کا ذکر جناب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الاُمَّهَاتِ"۔ اور ان کے نافرمانی کے بدلہ میں جہنم تیار کی گئی، آپ ﷺ نے فرمایا: والدین کی نافرمانی سے بچو اس لئے کہ یہ فعل حرام کردہ فعلوں میں سے ہے۔ اگر چہ والدین غیر مسلم بھی ہوں تو ان کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کا حکم دیا گیا، لیکن اگر وہ اللہ کی نافرمانی کا حکم دے رہے ہوں تو اس وقت تم ان کی بات نہ مانوں۔ معصیت الٰہی میں کسی کی اطاعت جائز نہیں۔

ماں کا مقام و مرتبہ کیونکر بڑا نہ ہو جبکہ طرح طرح کی مشکلیں اور پریشانیاں جھیلتی ہے۔ نو مہینہ تک پیٹ میں رکھنا اور کھانے پینے میں حد درجہ احتیاط برتنا کہ بچے پر کھانے پینے کا اثر نہ پڑے پیدائش کی تکلیف جس کا تصور تو وہ عورت کرسکتی ہے جو ولادت کی حالت سے دوچار ہوئی ہو پھر بلکہ بعض دفعہ تو جان بھی چلی جاتی ہے اور آج کل کے دور میں آپریشن کی سخت مشکلات کا بھی بارہا سابقہ ہوتا پھر جب بچہ پیدا ہوگیا تو اس کی پرورش بروقت کرکے مولود کی حفاظت اور اس کے آرام و راحت کا خیال، جس میں اپنی نیند کو قربان کرنا اس کے ساتھ گھر کے دیگر امور کو بھی بجالانا جو انتہائی مشکل کام ہے یہ سارے کام ایک فرمانبردار اور اطاعت شعار عورت انجام دیتی ہے۔

بیوی کا رتبہ

جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاوند کے لئے سکون و راحت کا سامان بنایا۔ جوڑا بنا کر تحفظ کا ذریعہ بنایا اسی سے قبیلہ و کنبے بنے اور وہ عورت جو اللہ اور رسول کی

اطاعت گزار اسلام کے قوانین پر چلنے والی اور شوہر کی فرمانبردار ہو اس کو دنیا کے سازوسامان میں شمار کرتے ہوئے فرمایا یہی عورت تمام سازوسامان میں بہترین دولت ہے۔ "اَلدُّنْیَا کُلُّهَا مَتَاعٌ وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا اَلْمَرْأَةُ الصَّالِحَة" یہی عورت اپنی اور اپنے بچوں کی اور اپنے شوہر اور سارے گھرانے کی ایک بہترین تربیت کرسکتی ہے اور اپنے شوہر کی پریشانیوں کو دور کرنے کا اور انہیں راحت پہنچانے کا ایک باعث بنے گی۔ جیسے مائی خدیجہ رضی اللہ عنہا ہمارے آخری نبی کو جب کہ غار حرا میں پہلی مرتبہ وحی نازل ہونے سے گھبرا گئے ناامیدی ظاہر کئے تو مائی خدیجہ رضی اللہ عنہا ان کو تسلی بخش کلمات سنا کر ان کی گھبراہٹ و بے چینی کو دور کی۔

میاں بیوی میں الفت و محبت

حقیقت میں اسی گھر میں چین و سکون ملتا ہے اور راحت و آرام کی زندگی بسر ہوتی ہے جس میں میاں بیوی میں الفت و محبت ہو اور ہر ایک کو دوسرے کے حقوق کا خیال اور پاس و لحاظ ہو عورتوں میں بھی اللہ نے بے پناہ صلاحیتیں ودیعت کی ہیں اگر وہ چاہے تو پورے گھر کے ماحول کو سدھار سکتی ہے حتی کہ شوہر اور پورے خاندان کو بھی دینی راہ پر گامزن کرسکتی ہے ایک واقعہ سناتا چلوں اصغر گونڈی ایک شاعر گذرے ہیں جب اس کا انتقال ہوگیا تو جگر مراد آبادی نے ان کی بیوی سے نکاح کیا اور جگر صاحب کی عادت شراب پینے کی تھی بکثرت شراب پیا کرتے تھے اور شعراء تو بکثرت شراب پیا کرتے تھے چنانچہ غالب کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ ان کو شراب نہیں ملی اور پیسے بھی نہیں تھے کہ خرید سکیں تو یہ مسجد میں چلے جب لوگوں نے ان کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے کہ آج شاعر صاحب بھی مسجد میں آئے ہیں جماعت میں کچھ وقت باقی تھا تو انہوں نے دو رکعت نماز کی نیت باندھ لی جیسے سلام پھیرا دیکھا کہ ایک

صاحب پیچھے بیٹھے انتظار کررہے ہیں تو پوچھا کیا بات ہے کہنے لگے کہ دو بوتل شراب مسجد کے دروازے پر رکھا ہوں تو شاعر صاحب اٹھ کر چلدیئے مصلیوں نے کہا کہ شاعر صاحب اب نماز کھڑی ہونے والی ہے نماز جماعت کے ساتھ پڑھ کر جایئے تو غالب صاحب نے کہا کہ دو ہی رکعت میں کام چل گیا۔(شراب مل گئی)

خیر تو میں یہ عرض کررہا تھا کہ جگر صاحب کی عادت شراب نوشی کی تھی ان کی بیوی نے اصلاح کرنا شروع کی شراب میں تھوڑا سا پانی ملادیتی اس طرح تھوڑا تھوڑا ملاتی رہیں اور جگر صاحب کو احساس بھی نہیں ہوا اور کافی حد تک ان کی اصلاح ہوگئی۔ تو دیکھا آپ نے کہ عورتیں کیا نہیں کرسکتی ہیں۔ اگر عورتیں اپنے شوہروں سے یہ کہہ دیں کہ ہم اس وقت تک کھانا نہیں پکائیں گے جب تک آپ نماز کی پابندی نہ کرنے لگیں تو کیسے ممکن ہے کہ شوہر صوم وصلوٰۃ کے پابند نہ ہوجائیں لیکن آج کل تو ہماری مائیں اور بہنیں ہی دینی تعلیم سے بے بہری اخلاق وتہذیب سے عاری کیسے دوسروں کی اصلاح وتربیت کرسکتی ہیں آخر کیا رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا عورت نہیں تھیں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عورت نہیں تھیں بلکہ ساری صحابیات ہی یہ کیسی متقیہ اور پرہیزگار تھیں جنہوں نے کتنے مردوں کو تعلیم دیں اور ان کی اصلاح وتربیت کیں۔ آج عزم وہمت کے ساتھ خوف خدا اور اطاعت رسول کی ضرورت ہے اسی سے معاشرہ سدھر جائے گا اور بچے آگے چل کر قوم کے رہبر وقائد بنیں گے۔ اللہ ہماری عورتوں کو صحیح سمجھ عطافرمائے اور اپنی ذمہ داری کا احساس عطافرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

لباس کی اہمیت

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. فَاَكَلَا مِنْهَا بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

''پھر ان دونوں (آدم وحوا) نے شجر ممنوعہ کھالیا تو ان کی شرمگاہیں عیاں ہوگئیں اور شرمگاہوں پر جنت کے پتے ڈھانپنے لگے۔''

خواتین ملت، پردہ نشین ماؤں اور بہنو! آج کے اس عظیم الشان جلسہ اصلاح معاشرے میں ایک اہم موضوع لباس کی اہمیت پر کچھ کلام کرنا چاہتا ہوں، لباس انسان کی اہم ضرورت ہے اور اسی لباس کے ذریعہ انسان اور جانور میں فرق وامتیاز ہوتا ہے کہ جانور لباس نہیں پہنتے البتہ اسے بھی اللہ تعالیٰ نے ستر پوشی کے لئے دُم یا

بال و پردے دیئے لیکن انسان کو لباس پہننے کا مکلّف بنایا ہے۔ستر پوشی صرف انسان کا اپنا حق نہیں بلکہ یہ حق اللہ بھی ہے انسان کو یہ حق نہیں کہ اپنا ستر کھول کر جس طرح چاہے اپنے جسم کی نمائش کرے ہمیں یہ جاننا چاہئے کہ لباس پہننے کا مقصد کیا ہے اصل اور بنیادی مقصد تو ستر کو ڈھانکنا ہے۔چنانچہ جب آدم وحوا نے شجر ممنوعہ کھالیا تو ان کی شرمگاہ کھل گئی تو فوراً جنت کے پتے اپنے جسم پر چپکانے لگے۔ایک انسان کے لئے اپنی شرمگاہ کسی انسان کے سامنے کھولنا جائز نہیں ہے صرف میاں بیوی کو ہی ایک دوسرے کیلئے بدن حتی کہ بدن کا ایک ایک عضو دیکھنا جائز ہے۔شریعت نے مرد وعورت کے ستر کی ایک حد مقرر کردی ہے مرد کا ستر ناف کے نیچے سے لیکر گھٹنے کے نیچے تک،گھٹنا ستر میں داخل ہے اور عورت کا پورا بدن ہی ستر ہے سوائے دونوں ہتھیلی ،چہرہ اور دونوں قدموں کے اس لئے عورت کا پورے بدن کو چھپانا ضروری ہے مالا بدمنہ فقہ کی ایک مشہور کتاب ہے قاضی ثناء اللہ پانی پتی ایک مصنف ہیں وہ لکھتے ہیں:

’’آوازِ زن ہم عورت است‘‘عورت کی آواز بھی عورت یعنی پردہ ہے۔

جاہلیت میں عورتیں حسن کی نمائش کرتی تھیں

بڑے افسوس کی بات ہے کہ جس مذہب نے عورتوں کے لئے اس قدر پردہ پوشی کی تاکید فرمائی ہو اس کی آواز تک کو چھپانے کا حکم فرمایا ہے۔اسی مذہب کی عورتیں آج اس قدر مغربی تہذیب وتمدن کی دلدادہ ہیں کہ اس کی ہر چیز کی نقالی کو اپنے لئے عزوافتخار سمجھتی ہیں اسلام کے اصول وقوانین کو اپنے لئے ایک قید تصور کرتی ہیں اور لباس اس طرح زیب تن کرتی ہیں کہ پہننے کے باوجود بھی ننگی ہی رہتی ہیں۔

’’اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا: ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ عورتیں لباس پہنے ہوئے ہونگی لیکن اس کے باوجود ننگی رہیں گی،دوسروں کو اپنی طرف مائل کرنے

والی اور خود دوسروں کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی‘‘۔آج وہی زمانہ آگیا ہے،مرد تو پورا بدن ڈھکے ہوتے ہیں مگر عورتوں کا بدن کھلا ہوتا ہے اور دوپٹہ برائے نام سینے پر رکھ لیا تو رکھ لیا ورنہ وہ بھی نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ. اور دکھلاتی نہ پھرو جس طرح پہلے جاہلیت کے دور میں دستور تھا۔زمانہ جاہلیت میں عورتیں اپنے حسن کی نمائش کے لئے طرح طرح کے زیب وزینت اختیار کرتی تھیں اور سینہ کھول کر چھاتیوں کو نمایاں کرکے چلا کرتی تھیں اسلام نے اس سے منع کیا مگر آج بھی یہی ہو رہا ہے کہ پردے کا کوئی خیال نہیں لباس اچھا اور قیمتی ہونا چاہئے پورا بدن ہی کیوں نہ دِکھے جبکہ حکم دیا گیا ہے کہ عورتیں جب شدید ضرورت کی بنا پر باہر نکلیں تو میلا کچیلا اور سادہ کپڑا نقاب یا کوئی بڑی سی چادر اوڑھ کر نکلا کریں تاکہ لوگوں کی غلط نگاہ ان کی طرف نہ پڑیں اور یہ محفوظ رہیں۔

لباس کا مقصد اصلی

لباس اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اس کا اصل مقصد ستر پوشی اور تجمل وآرائش ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ (الاعراف)

اے فرزندانِ آدم ہم نے تم کو پہننے کے کپڑے عطا کئے جن سے تمہاری ستر پوشی ہو اور تجمل وآرائش کا سامان اور تقویٰ والا لباس تو سراسر خیر اور بھلائی ہے۔‘‘

اس آیت میں لباس کے دو خاص فائدے بتائے گئے ہیں ایک ستر پوشی،یعنی جسم کے ان حصوں کو چھپانا جن پر غیروں کی نظر نہیں پڑنی چاہئے اور دوسرے زینت و آرائش یعنی یہ کہ دیکھنے میں آدمی بھلا اور آراستہ معلوم ہو اور جانوروں کی طرح ننگ

دھڑنگ نہ پھرے۔ آخر میں فرمایا گیا ہے: وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ یعنی اللہ کے نزدیک اور فی الحقیقت وہ لباس اچھا ہے اور سراسر خیر ہے جو خدا ترسی اور پرہیز گاری کے اصول سے مطابقت رکھتا ہو، اس میں اللہ کی ہدایت اور اس کے حکم کی خلاف ورزی نہ کی گئی ہو بلکہ اس کی نازل کی ہوئی شریعت کے مطابق ہو۔ مگر آج تو یہاں تک نوبت پہونچ چکی ہے کہ لوگ نام کے تو مسلمان ہیں ان کے نام اسلامی ہیں مگر فکر وذہن اور تہذیب وتمدن کے اعتبار سے مغربی ہیں ہر ہر چیز میں مغرب کی پیروی اور نقالی کررہے ہیں لباس ہو، رہن سہن ہو، کھانے پینے کے طور طریق ہوں۔ ارشاد نبوی ہے: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ ''جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اسی میں سے ہوگا۔'' اسلامی لباس میں جو سہولت ہے اور جو زیب وزینت ہے وہ کسی اور لباس میں نہیں ہے۔

نمائش کیلئے لباس ذلت کا سبب ہوگا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی دنیا میں نمائش اور شہرت کے لئے پہنے گا اس کو اللہ قیامت کے دن ذلت اور رسوائی کے کپڑے پہنائے گا''۔ (مسند احمد)

حدیث میں نمائش اور شہرت سے مراد وہ لباس ہے جو اپنی شان وشوکت کی نمائش اور لوگوں کی نظر میں بڑا بننے کے لئے پہنا جائے۔

ہمیں اچھا لباس پہننے اور پہنانے سے منع نہیں کیا گیا ہے ممانعت تو دکھاوے اور شہرت سے ہے کہ اچھا اور قیمتی لباس پہن کر اتراؤ نہیں بلکہ اللہ کا شکر ادا کرو کہ اللہ نے جس کو ایسا کپڑا عطا کیا کچھ اللہ کے بندے ایسے بھی ہوسکتے ہیں جو کپڑے کی عظیم دولت سے محروم ہوں۔ آدمی قیمتی سے قیمتی کپڑا پہن کر اظہار نعمت کرے کہ اللہ نے

مجھے کپڑے کی عظیم نعمت عطا فرمائی ہے اور تکبر وغرور والے کپڑے سے کلّی اجتناب کرے۔ ایسے شخص کے لئے بڑی وعیدیں آئی ہیں جو غرور وتکبر میں مبتلا ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو کوئی اپنا کپڑا استکبار اور فخر کے طور پر زیادہ نیچا کرکے پہنے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر بھی نہ اٹھائے گا۔ (بخاری ومسلم)

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں (یعنی ان کی شکل ہیئت، ان کا لباس اور ان کے جیسا انداز اپنائیں) اور ان عورتوں پر بھی جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں (یعنی ان کی سی شکل وہیئت بنائیں) ان کا لباس اور طرز وانداز اختیار کریں۔'' (بخاری)

باریک لباس پہننے کی ممانعت

پیارے نبی ﷺ نے عورتوں کے لئے زیادہ باریک لباس پہننے کی سخت ممانعت فرمائی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں تو آپ ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیرلیا اور فرمایا: اے اسماء رضی اللہ عنہا! عورت جب بلوغ کی عمر کو پہنچ جائے تو صحیح نہیں ہے کہ اس کا جسم نظر آئے سوائے اس کے اور اس کے۔ آپ ﷺ نے چہرے اور دونوں ہاتھوں کی طرف اشارہ کیا۔ (ابوداؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو ایسا باریک کپڑا پہننا جائز نہیں، جس سے جسم نظر آئے۔ ہاں چہرہ اور ہاتھوں کا کھلا رہنا جائز ہے یعنی باقی جسم کی طرح ان کو کپڑے سے چھپانا ضروری نہیں۔ لیکن مردوں کو ان کی طرف دیکھنے سے منع کردیا گیا

ہے تاکہ فتنہ کا دروازہ نہ کھلے۔ارشاد نبوی ہے زِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ (آنکھ کا زنا دیکھنا ہے) جس طریقہ سے بڑی عمر کی بچیوں کو پردہ ضروری ہے اسی طرح چھوٹی عمر کی بچیوں کو انگریزی لباس سے بچانا بہت ہی ضروری ہے بچیوں کو آدھے جسم کا لباس پہنایا جاتا ہے جس کی وجہ سے کل جب بچی جوان ہو جاتی ہے تو وہی لباس یہ بھی اختیار کرتی ہے اس میں سراسر غلطی والدین کی ہے اگر بچپن میں اسلامی لباس کی عادت ڈالی جائے تو بڑی ہونے کے بعد بھی وہ اسلامی لباس ہی پہنیں گی۔

مالدار کو اچھا لباس پہننا چاہئے

ابوالاحوص تابعی اپنے والد (مالک بن فضیلہ) سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں بہت معمولی اور گھٹیا قسم کے کپڑے پہنے ہوئے تھا تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ ”کیا تمہارے پاس مال و دولت ہے؟ میں نے کہا کہ ”ہاں“ (اللہ کا فضل ہے) آپ ﷺ نے پوچھا کہ ”کس نوع کا مال ہے“ میں نے عرض کیا کہ مجھے اللہ نے ہر قسم کا مال دے رکھا ہے اونٹ ہیں، گائے بیل بھی ہیں، بھیڑ بکریاں بھی ہیں، گھوڑے بھی ہیں، غلام باندیاں بھی ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔”جب اللہ نے تم کو مال و دولت سے نوازا ہے تو پھر اللہ کے انعام و احسان اور اس کے فضل کا اثر تمہارے اوپر نظر آنا چاہئے۔(مسند احمد، سنن نسائی)

عمر بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد شعیب رضی اللہ عنہ سے، اور وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ کو یہ بات محبوب اور پسند ہے کہ کسی بندے پر اس کی طرف سے جو انعام ہو تو اس پر اس کا اثر آئے۔“ (جامع ترمذی) ہمارے اکابر علمائے دیوبند میں دونوں طرح کے لوگ تھے بعض تو بڑا ہی قیمتی اور عمدہ لباس زیب تن فرماتے تھے بعض بہت معمولی قسم کا لباس

پہنتے تھے۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم دیوبند جن کا نام پوری دنیا میں مشہور ہے، چنانچہ ایک شاعر نے کہا ہے۔

گونجے کا چار کھونٹ اس نانوتوی کا نام
بانٹا ہے جس نے بادۂ عرفانِ مصطفیٰ

لیکن ان کا حال یہ تھا کہ گاڑھے کا کرتا لنگی پہن لیا کرتے تھے ٹھنڈی ہے تو کچھ گرم کپڑے پہن لیا کرتے تھے دیکھنے میں ایک دیہاتی معلوم ہوتے تھے لیکن علم کے سمندر اور اسلام کے سب سے بڑے مناظر تھے جنہوں نے مسلمانوں کو ضلالت و گمراہی کے دلدل سے نکالا اور پادریوں و پنڈتوں سے کامیاب مناظرہ کیا۔اسی حلقہ دیوبندیت میں مولانا رشید احمد گنگوہی ہیں جو بڑا ہی قیمتی اور اچھا لباس پہنتے تھے انہوں نے بھی انگریز سے شاملی کے میدان میں جہاد کیا۔

ابومطر تابعی سے روایت ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے تین درہم میں ایک کپڑا خریدا اور جب اسے پہنا تو کہا ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَزَقَنِیْ مِنَ الرِّیَاشِ مَا اَتَجَمَّلُ بِهٖ فِی النَّاسِ وَاُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ“

”حمد و شکر ہے اس اللہ کے لئے جس نے مجھے یہ لباس زینت عطا فرمایا، جس سے میں لوگوں میں آرائش حاصل کرتا ہوں اور اپنی ستر پوشی کرتا ہوں“۔ پھر فرمایا کہ میں نے رسول ﷺ کو سنا آپ (نئے کپڑے پہن کر) اسی طرح ان ہی الفاظ میں اللہ کی حمد و شکر کرتے تھے“۔(مسند احمد)

لباس ہو یا کوئی اور بھی کام ہو ہر کام کے شروع کرتے وقت اللہ کی حمد و ثنا کرنی چاہئے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے اچھے بندوں کی تعریف ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے: اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَاماً وَّقُعُوْداً وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ. جو لوگ کھڑے بیٹھے اور پہلو کے بل لیٹے اللہ کو یاد کرتے ہیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

ﷺ کا یہی معمول تھا ایک مرتبہ کچھ صحابہ کرام نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آپ ﷺ کے اخلاق کیا تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو کَانَ خُلُقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنُ ۔رسول اللہ ﷺ کے اخلاق قرآن کریم تھے یعنی جو کچھ قرآن کریم میں تھا وہی آپ ﷺ کی عملی تفسیر تھی۔حصنِ حصین دوسو صفحوں کی کتاب ہے جو انہیں مبارک کلمات اور دعاؤں کے بیان میں ہے، جو مختلف اوقات میں آپ ﷺ کی زبان فیض اثر سے ادا ہوئیں لیکن آج ہمارا یہ حال ہے کہ نبی کے امتی ہونے کا دعویٰ تو زور سے کرتے ہیں لیکن نبی کی سنتوں سے انحراف کرتے ہیں اور نبی کی پوشاک اور طور طریق سے روگردانی کر کے غیروں کے طور طریق کے دلدادہ ہیں۔ہمیں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے عمل سے نصیحت حاصل کرنا چاہئے کہ جب مدائن میں عجمیوں کے سر برآوردہ اور بادشاہوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے کہ ان کے ہاتھ سے ایک لقمہ چھوٹ کر گر گیا اس کو اٹھا کر کھالیا تو پاس میں بیٹھنے والے ایک ساتھی نے ٹوکا کہ آپ ایسے دربار میں بیٹھے ہیں اور گرا ہوا لقمہ اٹھا لیتے ہیں تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ایسا جملہ ارشاد فرمایا جو آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہے فرمایا ''اَتْرُكُ سُنَّةَ حَبِيْبِیْ لِهٰذِهِ الْحُمَقَاءِ'' کیا میں اپنے حبیب کی سنت ان بیوقوفوں کی خاطر چھوڑ دوں؟

اللہ تعالیٰ ہمیں اسلامی لباس و پوشاک اور طور و طریق اپنانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

بندوں سے اللہ تعالیٰ کی محبت

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

''اے لوگوں اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تم کو پیدا کیا اور تم سے پہلے لوگوں کو بھی پیدا کیا تاکہ تم ڈرو۔''

معزز خواتین، ماؤں اور بہنو!

اللہ تعالیٰ کا ہم پر لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو وجود بخشا اور وہ بھی اشرف المخلوقات یعنی انسان بنایا اور دنیا کی ساری چیزیں انسان ہی کے لئے پیدا فرمائیں البتہ انسان کو اپنے لئے پیدا کیا: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ.

''میں نے انسان اور جنات کو محض اپنی عبادت ہی کیلئے پیدا کیا ہے۔'' اس آیت کریمہ کا تقاضہ تو یہ تھا کہ اگر کوئی بندہ اس کی نافرمانی کرتا تو اس کی سخت گرفت فرماتے لیکن اللہ تعالیٰ بے انتہا کریم وشفیق ہیں کہ بندہ کو گناہ کرتا ہوا کھلم کھلا نافرمانی کرتا ہوا دیکھتے ہیں لیکن پھر بھی اللہ اس کی پردہ پوشی کرتے رہتے ہیں اور مزید فرماتے ہیں کہ مایوس مت ہو۔ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ. اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ لَغَفُوْرُ الرَّحِیْم . اے میرے وہ بندے جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کردیگا۔ وہ بڑی مغفرت کرنے والا بڑا ہی مہربان ہے۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں علامہ شبیر احمد عثمانی رقم طراز ہیں کہ

''یہ آیت ارحم الراحمین کی رحمت بے پایاں اور عفوو درگذر کی شان عظیم کا اعلان کرتی ہے اور سخت سے سخت مایوس العلاج مریضوں کے حق میں اکسیر شفاء کا حکم رکھتی ہے۔ مشرک، ملحد، زندیق مرتد، یہودی نصرانی، مجوسی، بدعتی، بدمعاش، فاسق فاجر کوئی ہو آیت ہذا کو سننے کے بعد خدا کی رحمت سے بالکلیہ مایوس ہوجانے اور آس توڑ کر بیٹھ جانے کی اس کے لئے کوئی وجہ نہیں کیونکہ جس کے چاہے سب گناہ معاف کرسکتا ہے۔ کوئی اس کا ہاتھ پکڑ نہیں سکتا۔ پھر بندہ ناامید کیوں ہو۔ یہ اللہ کی بے پایاں محبت وکرم اور رحمت وشفقت ہی ہے۔''

ایمان لانے سے پچھلے تمام گناہ معاف

حضرت ابوطویل شطب الممد ودالکندی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ: جَاءَ شَیْخٌ کَبِیْرٌ هَرِمٌ قَدْ حَاجِبَاهُ عَلٰی عَیْنَیْهِ وَهُوَ یُدَّعَمُ عَلٰی عَصًا حَتّٰی قَامَ بَیْنَ

یَدَیِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرَأَیتَ رَجُلاً عَمِلَ الذُّنُوْبَ کُلَّهَا فَلَمْ یَتْرُکْ مِنْهَا شَیْئًا وَ هُوَ فِیْ ذٰلِکَ لَمْ یَتْرُکْ حَاجَةً وَلَا دَاجَةً اِلَّا اَتَاهَا، لَوْ قُسِمَتْ خَطِیْئَتُهُ بَیْنَ اَهْلِ الْاَرْضِ لَاَوْبَقَتْهُمْ، فَهَلْ لِذٰلِکَ مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ (فَهَلْ اَسْلَمْتَ؟) قَالَ اَمَّا اَنَا فَاَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ (تَفْعَلُ الْخَیْرَاتِ وَتَتْرُکُ السَّیِّئَاتِ فَیَجْعَلُهُنَّ اللّٰهُ لَکَ خَیْرَاتٍ کُلَّهُنَّ) قَالَ وَغدذراتِیْ وفجراتی؟ قَالَ (نَعَمْ) قَالَ اللّٰهُ اَکْبَرُ! فَمَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَیْتَ اَشْیَاءِ کُنْتُ اَتَحَنَّثُ بِهَا فِی الْجَاهِلِیَّةِ مِنْ صَدَقَةٍ اَوْ عِتَاقَةٍ اَوْ صِلَةِ رَحِمٍ فَهَلْ فِیْهَا مِنْ اَجْرٍ ؟ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمْتَ عَلٰی مَا سَلَفَ مِنْ خَیْرٍ.

یارسول اللہ ﷺ مجھے ان کاموں کے بارے میں بتلائیں جنہیں میں زمانہ جاہلیت میں نیکی سمجھ کر کیا کرتا تھا۔ مثلاً صدقہ کرنا، غلام آزاد کرنا اور صلہ رحمی وغیرہ۔ کیا ان کا مجھے اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنی سابقہ نیکیوں سمیت اسلام میں داخل ہوئے ہو۔ (یعنی اسلام قبول کرلینے سے تمہارے سابقہ سارے گناہ تو دھل گئے البتہ نیکیاں اسی طرح برقرار رہیں) (صحیح البخاری)

چنانچہ معلوم ہوا کہ توبہ کرنے کے بعد نہ صرف گناہ بخش دیئے جائیں گے بلکہ گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کردیا جائے گا اور زمانہ جاہلیت کی نیکیوں کو برقرار رکھا جائے گا۔ اب اور مزید کیا چاہئے؟

برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیا جاتا ہے

ابوفروہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا کہ اے اللہ کے رسول! ایک آدمی نے سارے ہی گناہ کئے اور کوئی

حاجت اور ضرورت باقی نہیں چھوڑی جس کو پورا نہ کیا ہو آیا اس کے لئے بھی توبہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو اسلام لے آیا ہے؟ اس نے کہا ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا نیک کام کرتا رہ اور برائیوں کو چھوڑ دے تو اللہ پاک ان سب برائیوں کو بھی تیرے لئے بھلائیوں سے بدل دے گا۔ اس آدمی نے عرض کیا میری غداریاں اور میرا فسق وفجور بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں یہ سن کر وہ آدمی تکبیر پڑھتا ہوا چل دیا یہاں تک کہ غائب ہو گیا۔ (تفسیر ابن کثیر، حیاۃ الصحابہ ج ۳)

امام زہری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آپ نے وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ دروازہ پر ایک نوجوان رو رہا ہے جس نے میرا دل جلایا ہے۔ فرمایا عمر اسے اندر لے آؤ، وہ نوجوان روتا ہوا حاضر ہوا، حضور ﷺ نے اس سے رونے کی وجہ پوچھی کہنے لگا یارسول اللہ میرے گناہوں کا ڈھیر مجھے رلا رہا ہے اور مجھے جبار سے ڈر لگتا آتا ہے کہ وہ مجھ پر غضب ناک ہوگا۔ آپ نے فرمایا نوجوان! کیا تو نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا ہے؟ عرض کیا نہیں، کیا تو نے کسی جان کو ناحق قتل کیا ہے؟ عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں کو معاف فرما دیں گے اگرچہ وہ سات آسمانوں سات زمینوں اور پہاڑوں کے برابر ہوں تو نوجوان بولا حضور! میرا گناہ سات آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا کرسی؟ کہنے لگا میرا گناہ بڑا ہے۔ فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا عرش؟ اس نے کہا میرا گناہ بڑا ہے۔ ارشاد فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا تیرا اللہ یعنی اس کی عفو تو کہنے لگا ہاں البتہ میرا اللہ اور اس کی عفو بہت بڑی ہے۔

پس ارشاد فرمایا کہ گناہ عظیم کو خدائے عظیم ہی معاف فرمائے گا جو بہت ہی عفو و درگزر کرنے والا ہے۔

ناقابل یقین گناہ

پھر فرمایا: ذرا اپنا گناہ تو بتا اس نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے آپ سے حیا آتی ہے۔ آپ نے پھر پوچھا تو کہنے لگا میں کفن چور تھا اور سات سال تک یہی پیشہ کیا ایک دفعہ انصار کی ایک لڑکی فوت ہوئی میں نے اس کی قبر کھودی اور کفن اتار کر چل دیا تھوڑی دور گیا تھا کہ شیطان نے مجھ پر غلبہ پایا اور میں نے لوٹ کر اس سے مجامعت کر لی۔ وہاں نکل کر تھوڑی دور گیا تھا کیا دیکھتا ہوں وہ لڑکی کھڑی پکار کر کہہ رہی تھی اے جوان تجھے قیامت کے دن جزا و سزا دینے والے سے حیا نہیں آتی جس وقت وہ کرسی فیصلہ کے لئے رکھیں گے اور ظالم سے مظلوم کا بدلہ دلوائیں گے تو مرنے والوں کے مجمع میں مجھے ننگی کر کے چل دیا ہے اور میرے اللہ کے روبرو مجھے بحالت جنابت حاضر ہونے پر مجبور کیا۔ یہ سنتے ہی حضور ﷺ اچھل کر کھڑے ہو گئے اور اس کی گدی میں ایک دھول رسید کی اور فرمایا اور فاسق تو تو بس آگ ہی کے لائق ہے دفع ہو یہاں سے۔ نوجوان وہاں سے نکلا، چالیس راتوں تک اللہ کے حضور توبہ کرتا مارا مارا پھرتا رہا چالیس راتوں کے بعد آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہنے لگا اے محمد ﷺ کے خدا! آدم وحوا کے معبود اگر تجھے میری توبہ منظور ہے تو حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کو اس کی خبر دے دے ورنہ پھر آگ بھیج کر مجھے جلا دے اور آخرت کے عذاب سے نجات دے دے۔

اتنے میں جبرئیل علیہ السلام نبی پاک ﷺ کے پاس تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو سلام پہنچایا۔ آپ نے فرمایا وہ خود سلام ہیں سلام کا مبدا (شروع) بھی وہی اور آخر بھی وہی ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیا مخلوق کو آپ نے پیدا کیا ہے؟ فرمایا مجھ کو بھی اور تمام مخلوق کو بھی اسی نے پیدا فرمایا ہے۔ عرض کیا وہ فرماتے ہیں کہ کیا آپ مخلوق کو رزق دیتے ہیں؟ فرمایا بلکہ مجھے بھی اور تمام مخلوق

کو اللہ تعالیٰ ہی رزق دیتے ہیں۔عرض کیا وہ پوچھتے ہیں کیا بندوں کی توبہ آپ قبول کرتے ہیں؟ فرمایا بلکہ میری بھی اور تمام بندوں کی توبہ وہی قبول فرماتے ہیں۔ پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کی توبہ قبول کرلی ہے آپ بھی اس پر نگاہ شفقت فرمائیے۔ حضور ﷺ نے اس نوجوان کو بلا کر اس کی توبہ قبول ہونے کی بشارت سنائی۔(تنبیہ الغافلین)

میری ماؤں اور عزیز بہنو! اللہ کی بندوں سے محبت کے کیا کہنے، قربان جائیے اس اللہ پر جس نے ایسے شخص کے گناہ کو بھی معاف کیا جس نے ایک مردہ لڑکی سے زنا کیا اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے غلبہ محبت ورحمت کی وجہ سے ایسے شخص کے گناہوں کو معاف کردیا۔

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کی عظیم توبہ

اسی طرح قبیلہ خامدیہ کی ایک خاتون دربار رسالت میں حاضر ہوکر عرض کرتی ہیں یارسول اللہ ﷺ میں زنا کر بیٹھی ہوں مجھے پاک کردیں۔آپ ﷺ نے اسے بھی واپس لوٹا دیا۔اگلے دن پھر آ کر کہا یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے کیوں واپس لوٹاتے ہیں؟ شاید آپ مجھے اس طرح واس لوٹانا چاہتے ہیں جس طرح ماعز کو واپس لوٹایا تھا۔اللہ کی قسم میں تو حاملہ ہوچکی ہوں۔آپ ﷺ نے یہ بیان سننے کے بعد فرمایا تب تو سزا نافذ نہیں ہوسکتی۔ جاؤ اور ولادت کے بعد آنا۔ جب غامدیہ نے بچے کو جنم دے لیا تو اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر لے آئی اور کہا میں بچے کو جنم دے چکی ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا اسے لے جاؤ اور دودھ پلاؤ یہاں تک کہ تم اس کا دودھ چھڑادو۔ جب اس نے دودھ چھڑوایا تو بچے کو لے کر آئی اور اس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا، کہنے لگی یارسول اللہ ﷺ اس کا دودھ میں نے چھڑوادیا، پھر آپ ﷺ کے

حکم سے اس کیلئے سینے تک گڑھا کھودا گیا اور آپ ﷺ کے حکم سے اسے سنگسار کردیا گیا۔حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک پتھر غامدیہ کے سر پر مارا تو خون کے چھینٹے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے چہرے پر آپڑے، اس پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس خاتون کو سخت الفاظ کہے، نبی کریم ﷺ نے جب یہ سنے تو فرمایا: **مَهْلاً يَا خَالِدُ! فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ تَابَتْ تَوبَةً لَوْتَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لِغُفِرَلَهٗ.** خالد ذرا رک کر! اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اس عورت نے ایسی عظیم توبہ کی ہے کہ اگر لوگوں سے غنڈہ ٹیکس لینے والا بھی ایسی توبہ کرتا تو اس کی بخشش ہوجاتی۔ پھر آپ ﷺ کے حکم سے اس کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور اسے دفن کردیا گیا۔(سنن ابوداؤد)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ آپ نے اس کو رجم کیا ہے اور اس کی نماز جنازہ بھی ادا کرتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: **لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْقُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَسَعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدْتَ شَيْئًا اَفْضَلَ مِنْ اِنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.** (صحیح مسلم)

یقیناً اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اہل مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کردی جائے تو سب کی بخشش ہوجائے۔کیا تم نے اس سے بھی افضل کوئی کام دیکھا ہے کہ اس نے اپنی جان اللہ کو راضی کرنے کی خاطر قربان کردی۔

ننانوے قتل کرنے والے کی مغفرت

بنی اسرائیل کا ایک شخص تھا جس نے ننانوے قتل کیا تھا اب اس کو توبہ کی فکر دامنگیر ہوئی چنانچہ ایک عابد کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میں نے ننانوے خون کئے ہیں کیا میرے لئے توبہ کی کوئی گنجائش ہے تو اس عابد نے کہا کہ تو نے ننانوے قتل کئے تیرے لئے توبہ کی کوئی گنجائش نہیں تو اس نے تلوار نکالی اور کہا کہ جب میرے لئے

توبہ ہی نہیں تو تجھے قتل کر کے سو کی تعداد پوری کر دیتا ہوں اس کو قتل کر کے دوسرے کے پاس پہونچا تو اس عابد نے کہا کہ فلاں گاؤں میں ایک عالم صاحب رہتے ہیں ان کے پاس جاؤ وہ اس سے نجات کی شکل بتائیں گے چنانچہ وہ شخص توبہ کی غرض سے اس گاؤں کی طرف بڑھا ابھی کچھ فاصلہ طے کیا تھا کہ اس کی موت کا وقت آ گیا اور جنت ودوزخ کے فرشتے حاضر ہوئے دونوں میں بحث ومباحثہ ہوا جنت والے فرشتے نے کہا کہ اسنے توبہ کی کوشش کی اسلئے میں اس کی روح قبض کرونگا دوزخ والے فرشتے نے کہا کہ اس نے سو جان کو قتل کیا اسلئے میں اس کی روح قبض کرونگا پھر دونوں اللہ کے پاس گئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زمین کی پیمائش کی جائے جس زمین کی طرف وہ دوڑا ہے اگر وہ زمین قریب ہے تو جنت والا فرشتہ روح قبض کریگا اور اگر جہاں سے یہ چلا ہے وہی جگہ قریب ہے تو دوزخ والا فرشتہ روح قبض کرے گا چنانچہ زمین کی جب پیمائش کی گئی تو وہی زمین قریب نکلی جس طرف وہ توبہ کے لئے دوڑا تھا، تو جنت والے فرشتے نے روح قبض کی۔ اس واقعہ سے اندازہ لگائیے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے کتنی محبت ہے بندے کو معاف کرنے کے لئے اس کے گناہوں کو درگذر کر کے اپنی رحمت میں لانے کے لئے بہانے ڈھونڈھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے اس سے کئی گنا زیادہ محبت ہوتی ہے جتنا کہ ماں کو اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہے۔ ماں بچے کی پیدائش کا ذریعہ اور سبب بنتی ہے اس سبب کی بنیاد پر اس کو اولاد سے بے پناہ محبت ہوتی ہے تو وہ اللہ جس نے خود ماں اور اس کی اولاد کو بھی محض اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا، کیا اسے اپنے بندوں سے محبت نہ ہوگی؟ لیکن ہم کو بھی تو اللہ تعالیٰ سے محبت ہونی چاہئے۔ جس کا تقاضہ ہے کہ ہر ہر امر میں اللہ کے حکم کی اطاعت کریں، بدعت، شرک، فسق وفجور غرض سارے ہی منکرات سے بچیں۔ اللہ تعالیٰ احکام شرع پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن.

توبہ میں نصوحا کا مقام حاصل کریں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

"اے ایمان والو! اللہ سے سچی توبہ کرو۔"

معزز خواتین عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! غلطی اور گناہ ہر ایک سے سرزد ہوتے رہتے ہیں صرف انبیاء علیہم السلام کی ذات ہی گناہوں سے بری ہے ان سے کوئی گناہ نہیں ہوتا وہ معصوم ہوتے ہیں۔ اللہ کی طرف سے ان کی حفاظت ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اس کی زندگی لوگوں کیلئے نمونہ ہوتی ہے۔ لیکن گناہ کا ہونا فطرت انسانی کے خلاف نہیں، گناہ اور غلطی انسان ہی سے ہوتے ہیں نہ کہ جانوروں سے البتہ یہ ایک

بیماری ہے جس طرح جسمانی بیماری ہوتی ہے تو اس کا علاج کرایا جاتا ہے اسی طرح یہ روحانی بیماری ہے اس کا علاج بھی ضروری ہے اور اس کا علاج توبہ ہے کہ آدمی سچے دل سے اللہ کے سامنے رو کر گڑ گڑا کر توبہ کرے اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ”كُلُّ بَنِىْ آدَمَ خَطَاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ“ سارے انسان ہی غلطی اور گناہ کرنے والے ہیں اور بہترین غلطی کرنے والے وہ ہیں جو گناہوں سے توبہ کر لیتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ اگر لوگ گناہ کرنا چھوڑ دیں گے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پیدا کریں گے۔ جو گناہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کریں گے اور توبہ کرنیوالے بندے اللہ کو بڑے ہی محبوب اور پسندیدہ ہوتے ہیں۔

البتہ سچے دل سے توبہ کرے تو یہ نصوح ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَلتَّوْبَةُ النُّصُوْحُ۔ یارسول اللہ ﷺ توبہ نصوح کیا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَنْ يَّنْدِمَ الْعَبْدَ عَلٰى الذَّنْبِ الَّذِىْ اصافب فَيُعْتَذِرُ اِلٰى اللّٰهِ تَعَالٰى ثُمَّ لَايَعُوْدُ اِلَيْهِ كَمَا لَا يَعُوْدُ اللَّبَنَ اِلٰى الضَّرْعِ. جو گناہ بندے سے سرزد ہو جائے اس پر نادم اور سرمسار رہو، بارگاہ الٰہی میں معذرت طلب کرے جس طرح دودھ تھن میں دوبارہ داخل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح دوبارہ اس سے گناہ سرزد نہیں ہو سکتا ہے۔ آدمی سچے دل سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ بڑے ہی رحیم و کریم ہیں اسکی توبہ قبول کریں گے، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت میں جوش آتا ہے تو سو برس کا کافر کبھی سیکنڈوں میں فخر اولیاء بن جاتا ہے۔ ہندوستان کا ایک کافر اپنے بت کے سامنے نوے سال سے صنم صنم کہہ رہا تھا ایک دن اچانک غلطی سے اس کے منہ سے صمد نکل گیا۔ صمد اللہ کا نام ہے جس کی تفسیر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ فرمائی ہے کہ اَلْمُسْتَغْنِىْ عَنْ كُلِّ اَحَدٍ اَلْمُحْتَاجُ اِلَيْهِ كُلُّ اَحَدٍ یعنی صمد وہ ذات ہے جو سارے عالم سے بے نیاز ہو، کسی کی محتاج نہ ہو اور سارا عالم اس کا محتاج ہو۔ بس منہ

سے صمد کا نکلنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لبیک یا عبدی میں حاضر ہوں اے میرے بندے۔ اس کافر نے اسی وقت بت کو ڈنڈے مار مار کر توڑ دیا اور کلمہ پڑھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اس نے ہندوؤں سے کہا کہ ظالمو! نوے سال تک اس بت کو پکارا لیکن کوئی جواب نہیں آیا۔ آج غلطی سے مسلمانوں کے خدا کا نام منہ سے نکل گیا تو آسمان سے فوراً لبیک کی آواز آ گئی کہ اے میرے بندے میں حاضر ہوں تو ہی مجھ کو چھوڑ کر پتھروں کو پکار رہا ہے جو اندھے، گونگے اور بہرے ہیں۔ (تجلیات جذب)

ایک مجلس میں حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس محبت بھرے واقعہ کو بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ صاحبو! جب ایک بت پرست کے بھولے سے یاد کر لینے پر اتنی توجہ ہوتی ہے تو کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ خدا تعالیٰ مسلمانوں پر متوجہ نہ ہوں گے۔ اگر وہ خدا کو راضی کرنا چاہیں تو ضرور متوجہ ہوں گے۔ ذرا آپ خدائے لم یزل ولا یزال کو راضی کرنے کا قصد تو کیجئے۔ وہ تو یوں فرماتے ہیں ؎

باز آ باز ہر آنچہ ہستی باز آ　　گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہ نا امیدی نیست　　صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

لوٹ تو لوٹ تو جو کچھ بھی ہے لوٹ اگر کافر اور آتش پرست اور بت پرست ہے تو بھی ہماری طرف لوٹ یہ ہمارا دربار نا امیدی کا دربار نہیں ہے اگر سو بار تو نے توبہ توڑی ہے تو بھی ہماری طرف رجوع کر۔ (مواعظ اشرفیہ)

نصوح نامی شخص کی مثالی توبہ

نصوح نامی ایک شخص تھا جو گورا چٹا اور خوبصورت تھا لیکن اس کی آواز عورتوں کی سی تھی، بعض مردوں کی آواز نرم ہوتی ہے حالانکہ وہ دیکھنے میں بھی اچھے خاصے موٹے اور کافی صحت مند ہوتے ہیں لیکن آواز ایسی ہوتی ہے جیسے کوئی ٹیڈی بول رہی

ہو،غرض نصوح کی آواز بھی عورتوں جیسی تھی اورسونے پرسہاگہ یہ کہ اس کے گال پر بال نہیں تھے،یعنی گال فارغ البال تھے، پیدا ہی نہیں ہوئے تھے،بس اس نے شہزادیوں کو بادشاہ کی بیگمات کونہلانے دھلانے اور مالش کرنیکی نوکری کرلی ۔ مردوں کے سامنے برقہ اوڑھا کرتا تھالیکن اس میں ذراسا بھی مردانہ ضعف اور کمزوری نہیں تھی ۔

چونکہ یہ مرد تھااس لئے شہوانی جذبات کے ساتھ شہزادیوں اور بیگمات کی مالش کرتا جس سے انہیں بھی بہت مزہ آتا تھااسی وجہ سے ان بیگمات نے پرانی خادماؤں سے مالش کا کام لینا بند کردیا۔ یہ مالش کرتا اور بعد میں قریب کے ہی ایک جنگل میں جا کر رویا کرتا کہ اے خدا یہ میں کیسی زندگی گزار رہا ہوں اور اگر اسی حالت میں موت آ گئی تو آپ کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ ادھر توبہ کرتا اور ادھر مالش کا کام کرکے اپنے نفس کو خوب مزہ لینے کا موقع دیتا۔

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ اس کا نفس اس قدر بدمعاش اور خبیث ہو چکا تھا کہ ادھر توبہ کرکے آتا اور ادھر پھر وہی کام شروع کردیتا،اس طرح اس نے ہزاروں بار توبہ توڑی۔لیکن ایک دن اللہ تعالیٰ کے جذب کا وقت آ گیا۔ دیکھئے جب جذب کا وقت آتا ہے تو راستے خود بخود کھلنے لگتے ہیں۔ایک دن اسی جنگل میں ایک اللہ والے پہنچے تو یہ ان کے پاس پہنچا اور کہا ؎

در دعائے خویش مارا یاد دار

اپنی دعاؤں میں ہم کو بھی یاد رکھئے۔اسی وقت اس اللہ والے نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھادیئے اور ان کی دعا ساتوں آسمانوں کو پار کرگئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو جذب کرلیا اور غیب سے اس کے لئے ایک راستہ نکالا اور ایک انتظام کیا۔

دعا کرا کے شاہی محل جب واپس آیا تو معلوم ہوا کہ بادشاہ کی بیگمات میں سے کسی بیگم کا ہار گم ہوگیا ہے۔ اعلان ہوا کہ جو بھی زنان خانے کی بوڑھی اور جوان

ملازمائیں ہیں سب ننگی ہو جائیں۔ ایک ایک کرکے دربان عورت نے تلاش کرنا شروع کیا تاکہ عجیب موتی کا دانہ نظر آجائے۔ وہ نصوحِ خوف سے تنہائی میں چلایا گیا،خوف سے اس کا چہرہ زرد اور ہونٹ نیلے تھے۔"وہ اپنے سامنے موت کو دیکھ رہا تھا،وہ پتے کی طرح بہت لرز رہا تھا۔" (مثنوی معنوی)

جب آٹھ دس لڑکیاں رہ گئیں اور اس کی باری آنے والی تھی تو اس کے دل میں اتنا خوف طاری ہوا کہ بس اللہ تعالیٰ سے دعا شروع کردی اور رونا شروع کردیا کہ اے خدا آج اگر میری تلاشی لے لی گئی تو میں مرد ثابت ہو جاؤں گا اور مجھے گردن تک زمین میں گاڑ کر بادشاہ کتوں سے مجھے نچوادے گا اور ہلاک کروادے گا،اتنی سخت سزا دے گا جو میری برداشت سے باہر ہے لہٰذا اس کا مضمون سنئے جو یہ خدا سے دعا میں کہہ رہا تھا۔"اے خدا اس بندہ کو رسوا نہ کیجئے آج ننگی تلاشی ہو رہی ہے آج اگر میں پکڑا جاؤں گا تو بادشاہ مجھے موت سے کم سزا نہیں دے گا۔اے خدا اگرچہ میں نالائق وبدکار ہوں لیکن آج میرا راز آپ چھپا دیجئے، پردۂ ستاریت میں مجھ کو پناہ دیجئے اگر آپ نے دامن ستاریت مجھ پر وا نہیں کیا تو آج میری وہ سزا ہوگی کہ تاریخ اس کو یاد رکھے گی۔ دوسرے شعر میں اس نے کہا کہ اب میں ایک وعدہ کرتا ہوں اے خدا کہ جان دے دوں گا لیکن آپ کو ناراض نہیں کروں گا۔ اگر آج آپ نے میری پردہ پوشی کرلی، ستاری کی اور میرا عیب چھپا دیا تو جتنے گناہ میں نے کئے ہیں ان سے توبہ کرتا ہوں کبھی آپ کو ناراض نہیں کروں گا۔

اگر آپ نے آج مجھ کو معاف کردیا اور بچا دیا تو میں جان دے دوں گا اے اللہ مگر گناہ نہیں کروں گا۔ ہے کوئی آج اس مجمع میں جو آج اللہ تعالیٰ کے خوف سے ہمت کرلے؟ کہ اے خدا ہم جان آپ پر فدا کردیں گے مگر آپ کو ناراض نہیں کریں گے نفس کی بات نہیں مانیں گے۔"

نہ دیکھیں گے نہ دیکھیں گے انہیں ہرگز نہ دیکھیں گے
کہ جن کو دیکھنے سے رب مرا ناراض ہوتا ہے
اورلذت ملعونہ خبیثہ پر یہ کہیں گے
ہم ایسی لذتوں کو قابل لعنت سمجھتے ہیں
کہ جن سے رب مرا اے دوستو ناراض ہوتا ہے

پھراس نے کہا ''اے اللہ تیری عظمت بہت بڑی ہے اگر حرم کعبہ میں بھی ہم سے گناہ ہوجاتا تو بھی آپ معاف کرنے پر قادر ہیں اوراس جنگل میں مجھ سے جوگناہ ہوئے تو یہ کوئی چیز نہیں ، لہٰذا اپنی عظمت کے صدقے میں آپ میرے گناہوں کومعاف کردیجئے۔

حریم کعبہ میں بھی آپ گناہ کبیرہ معاف کرسکتے ہیں۔ میرے گناہ آپ کی عظمتوں کے سامنے کچھ بھی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کورحم آگیا اوراس کو بے ہوش کردیا اور اس بے ہوشی میں اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت ودوزخ کا معائنہ کرادیا۔ اتنے میں ایک عورت کے پاس سے اس کا ہارمل گیا اوراعلان ہوگیا کہ ہارمل گیا ہارمل گیا۔ یہ بے ہوش پڑا ہوا ہے اب ساری بیگمات اس کو پنکھا جھل رہی ہیں اپنی پیاری خادمہ کو یعنی حضرتِ خادم کو پنکھا جھل رہی ہیں اوراس کو جب ہوش آیا تو سب نے ہاتھ جوڑکراس سے معافی مانگی کہ ہم لوگوں کی نالائقی معاف کردو کہ تم کواتنی تکلیف ہوئی کہ تم بے ہوش ہوگئیں، وہ تو عورت ہی سمجھ رہی تھیں۔ (تجلیات جذب ومعارف)

غرض سب نے نصوح سے معافی مانگی، اس واقعہ کے بعد ایک خادمہ آئی وہ کہنے لگی کہ بادشاہ کی لڑکی تجھے بلا رہی ہے، آجا، تاکہ اے نیک وپارسا تواس کا سر دھودے۔ اس کی دلی خواہش تیرے علاوہ کسی مالش کرنے والے کے بارے میں نہیں ہے کہ جو مالش کرے یا مٹی سے اس کو نہلائے۔

اس نے کہا جا جا میرا ہاتھ بیکار ہوگیا ہے تیری یہ نصوح اب بیمار ہوگئی جلد جلد تیزی سے دوسری کو ڈھونڈ لے کیونکہ خدا کی قسم ہاتھ بیکار رہے وہ اپنے دل میں کہتا تھا کہ جرم حد سے گزر گیا میرے دل سے وہ ڈر اور گرمی کہاں جاسکتی ہے۔ میں ایک بار مرچکا ہوں اور پھر واپس آیا ہوں میں نے موت اور عدم کی تلخی چکھ لی ہے۔

توبہ کردم حقیقت با خدا
نشکنم با جاں شو از تن جدا

میں نے اللہ سے حقیقی توبہ کی ہے جب تک جاں جسم سے جدا ہو میں نہ توڑوں گا۔ (مثنوی معنوی)

بنی اسرائیل کے بادشاہ کا واقعہ

بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ تھا اس کے پاس کسی عابد کا تذکرہ ہوا بادشاہ نے اسے بلا بھیجا اور منت سماجت کر کے اسے اپنے پاس رکھنے کی کوشش کی۔ عابد نے کہا بادشاہ سلامت بات تو بہت اچھی ہے مگر یہ بتلائیے کہ اگر آپ کسی دن مجھے اپنی باندی کے ساتھ خوش طبعی کرتے ہوئے اپنے حرم سرا میں دیکھ لیں تو کیا ہوگا؟ بادشاہ غضب ناک ہوکر بولا او بدکار تو میرے گھر میں ایسی جرأت کرے گا؟

عابد کہنے لگا کہ میرا رب کتنا کریم ہے کہ دن میں ستر گناہ بھی دیکھے تو مجھ پر غضبناک نہیں ہوتا اور نہ ہی اپنے دروازہ سے دھکیلتا ہے اور نہ ہی مجھے اپنے رزق سے محروم کرتا ہے تو میں اس کا دروازہ کیسے چھوڑ دوں اور ایسے شخص کے دروازہ پر آپڑوں جو نافرمانی کرنے سے پہلے ہی غضب ناک ہورہا ہے اگر جرم کرتے ہوئے دیکھ لے تو نا معلوم کیا کرے یہ کہہ اٹھ کر چل دیا۔ (تنبیہ الغافلین)

اللہ تعالیٰ کی رحمت درحقیقت بندے سے صرف ایک چیز کا مطالبہ کرتی ہے وہ یہ کہ بندہ ایک مرتبہ اپنے کئے پر سچے دل سے شرمسار، نادم ہوجائے اور نادم ہو کر اس وقت جو کچھ کرسکتا ہے وہ کر گذرے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرکے اس کو معاف فرمادیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح معنی میں اپنے گناہوں پر نادم ہونے اور توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی رحمت سے ہم سب کی مغفرت فرمائے۔ آمین!

اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں

انسان کو اللہ کی رحمت سے کبھی ناامید اور مایوس نہیں ہونا چاہئے بلکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی زندگی سے سبق حاصل کرنا چاہئے کہ کیسے کیسے مصائب ومشکلات کے پہاڑ آئے لیکن اللہ ہی پر بھروسہ اور توکل کیا اور صبر وتحمل کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دیا۔ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، حق تعالیٰ کی مہربانی اور فیض سے ناامید ہونا کافروں کا شیوہ ہے جنہیں اس کی رحمت واسعہ اور قدرت کاملہ کی صحیح معرفت نہیں ہوتی ایک مسلمان کا کام یہ ہے کہ اگر پہاڑ کی چٹانوں اور سمند کی موجوں کی برابر مایوس کن حالات پیش آئیں تب بھی خدا کی رحمت کا امیدوار رہے اور امکانی کوشش میں پست ہمتی نہ دکھلائے۔ آدمی کتنا ہی گناہ کرلے لیکن اللہ کی رحمت سے کم ہی رہیں گے، اللہ کے خزانے میں کسی بھی چیز کی کمی نہیں ہے کمی ہمارے ہی اندر ہے کہ ہم مانگتے نہیں اللہ کی رحمت بہانے ڈھونڈھتی ہے۔

کس چیز کی کمی ہے مولیٰ تیری گلی میں
دنیا تیری گلی میں عقبیٰ تیری گلی میں

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے

خدا کی رحمت بے پایاں تو کافروں کو بھی بیشمار نعمتوں سے نوازتی ہے اور اس دنیا کی تو اللہ کے یہاں اہمیت ہی نہیں ہے چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَّا سَقٰى كَافِرًا مِّنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ. اگر اللہ کے نزدے دنیا کی حیثیت مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو اللہ تعالیٰ کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی نہیں پلاتے۔ لیکن اس دنیا کی کوئی قدر وقیمت اللہ کے یہاں نہیں اسی لئے آپ دیکھتی ہوں گی کہ بڑے بڑے کافر اور نافرمان بلکہ اللہ ورسول کے مخالف دشمنان اسلام بڑے بڑے مالدار صاحب ثروت اور بڑے بڑے عہدے اور مناصب والے آرام وراحت سے ہیں اور رات ودن ذکر اللہ کرنے والے صوم وصلوٰۃ کے پابند تنگدستی اور فاقہ کشی کے شکار ہیں یہ سب اللہ کی مصلحتیں ہیں اللہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے جسے چاہتا ہے محروم رکھتا ہے۔ ہمیں تو اللہ کی رحمت سے محروم نہیں رہنا چاہئے بلکہ اللہ کی رحمت کا امیدوار وخواستگار رہنا چاہئے اور برابر استغفار کرتے رہنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ

خطبات حبان برائے دخترانِ اسلام کی جلد سوم تمام ہوئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ .